ایران، لبنان و خلیجی ممالک میں سرگرم تنظیم

حزب اللہ کون ہے؟

علی الصادق

نام کتاب	:	حزب اللہ کون ہے؟
مؤلف	:	علی الصادق۔
ترجمہ	:	ابو محمد
تعداد	:	
سال اشاعت	:	2008ء(اردو*)
شائع کردہ	:	مکتبۃ الامام البخاری

۶۳، شارع الجمہوریۃ الثلاثینیا لاسماعیلیۃ۔ مصر

*یہ کتاب دیگر زبانوں میں بھی شائع ہو چکی ہے

Don't Forget Us in Your Prayers

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

www.muwahideen.true.ws

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حزب اللہ کون ہے؟	۵
۲	حزب اللہ، لبنانی شیعہ تنظیم کا قیام	۸
۳	حرکۃ أمل الشیعہ کا بانی کون ہے؟	۹
۴	لبنان میں حزب اللہ قائم کرنے والے لیڈر کون ہیں؟	۱۵
۵	حزب اللہ کے بانیان اور اس کے پیروکاروں کے عقائد	۲۰
۶	حزب اللہ کن کے مفادات کی نگران ہے اور سرمایہ کہاں سے آتا ہے؟	۲۵
۷	عالم اسلام میں حزب اللہ کی لوکل برانچیں	۲۷
۸	حجازی حزب اللہ	۳۳
۹	کویتی حزب اللہ	۳۹
۱۰	یمنی حزب اللہ	۴۳
۱۱	لبنانی حزب اللہ کے اعلانیہ اور خفیہ مقاصد	۴۸
۱۲	حزب اللہ کا خمینی سے تعلق اور خمینی کے عقائد	۴۹
۱۳	لبنانی حزب اللہ کا ایران سے کیا تعلق ہے؟	۵۴
۱۴	یا لبنانی حزب اللہ ایران جنگ میں شریک تھی؟	۵۸
۱۵	حزب اللہ کا اپنے خطابات اور خارجی سیاست میں تقیّہ پر عمل	۶۰
۱۶	کیا حزب اللہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہی ہے؟	۶۳
۱۷	کیا حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدہ ہوا؟	۶۶
۱۸	حزب اللہ کی دوستی کن سے ہے؟	۶۸
۱۹	لبنانی اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا موقف	۷۴
۲۰	اہل سنت اور حزب اللہ کے فریب	۷۵
۲۱	کیا شیعہ نے کبھی بھی مسلمانوں کا دفاع کیا؟	۷۶

۲۲	افغانستان اور عراقی حکومتوں کا خاتمہ۔ایران کا کردار اور امریکہ سے تعلقات	۸۱
۲۳	رافضی شیعی عقائد کی نشر واشاعت	۸۲
۲۴	صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ کا کردار	۸۷
۲۵	دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کے اغراض و مقاصد	۸۸
۲۶	کچھ سوالات	۹۱
۲۷	ضمیمہ جات	۹۳
۲۸	حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے بچو	۱۰۰
۲۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والے اور بیت المقدس کی آزادی	۱۱۳
۳۰	تصویری دستاویزات	۱۲۸

حزب اللہ کون ہے؟

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہمارے نبی مکرم محمد ﷺ جو کہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں کے سردار ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ آمین

بعد ازاں: اہل بیت کی محبت میں غلو کرنے والے شیعہ جو کہ قرآن مجید کی تحریف کے مرتکب ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے اور امہات المومنین پر جھوٹی تہمتیں لگانے کے مجرم ہیں، وہ کھوکھلے نام نہاد شعارات اور جھوٹے تنظیمی ناموں کے درپردہ ہم سنی مسلمانوں پر زبان درازی کر رہے ہیں۔ ان کی تنظیمیں یہ کام اس لئے کر رہی ہیں تاکہ وہ دنیا کو یہ باور کرا سکیں کہ امت اسلامیہ کے صحیح لیڈر اور اصلی راہنما وہی ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ امت اسلامیہ کے سلف صالحین پر رات دن لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ لبنان کی شیعہ تنظیم حزب اللہ کی حقیقت حال سے ناواقفیت کی بنا پر بہت سارے مسلمان دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حتیٰ کہ کچھ جاہل سنی مسلمان اس تنظیم کے سربراہ حسن نصر اللہ کو مسلمانوں کا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ اور اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اس کے سر کو بوسہ دینے کی دعوت دے رہے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑی جہالت کی بات ہے جس کا سبب اس تنظیم کی اصلیت، ان کے عقائد، مقاصد اور ان کی تاریخی حیثیت سے ناواقفیت ہے جو کہ بے گناہ سنی مسلمانوں کے خون سے آلودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کروڑھا رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے: اِنَّمَا تَنْقُضُ عُرَى الْاِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً اِذَا دَخَلَ فِي الاِسْلَامِ مَنْ لَّا يَعْرِفُ الْجَاهِلِيَّةَ (مسند احمد: 4/323)
"یقیناً اسلام کی گرہیں ایک ایک کر کے کھلتی جائیں گی جب اسلام میں ایسے لوگ داخل ہو جائیں گے جو جاہلیت سے ناواقف ہوں گے۔"

آج کل جب کہ ہم حزب اللہ کے لیڈر حسن نصر اللہ کی بڑی بھرپور تعریف سن رہے ہیں اور لوگ اسے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں تو اس نے ہم کو ان دنوں کی یاد دلا دی جب خمینی نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور "اسلامی" جمہوریہ ایران کی تاسیس کا اعلان کیا تھا۔ اس کے اس نعرے سے بے شمار سنی مسلمان دھوکہ کھا گئے حتیٰ کہ کچھ لوگ ایران پہنچ گئے۔ تاکہ خمینی کو اس "اسلامی

مملکت'' کے قیام پر مبارک باد پیش کر سکیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں عنقریب ایک حقیقی اسلامی مملکت قائم ہونے والی تھی لیکن ان کے یہ سارے خواب چکنا چور ہو گئے اور ان کی امیدیں خاک آلود ہو گئیں جب انہیں پتہ چلا کہ خمینی کا مقصد تو صرف شیعی حکومت قائم کرنا اور عالم اسلام میں شیعہ مذہب کا زہر گھولنا ہے۔

اس موقعہ پر ایک اہم مسئلہ پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اسرائیل خالص یہودی ریاست ہے جو امت اسلامیہ کے جسم میں ایک خبیث پھوڑے کی مانند ہے۔ لہٰذا ہمیں یہودیوں کے قتل وغارت اور ان کی تباہی و بربادی پر فطری خوشی اور مسرت ملتی ہے ۔خواہ ان کی تباہی اور بربادی کا سبب کوئی بھی ہو۔ کیونکہ یہودی انبیائے کرام علیہم السلام کے قاتل اور رسولوں کے جانی دشمن ہیں ۔جو شخص بھی ان کی ظالمانہ تاریخ کی ورق گردانی کرے گا وہ ان کی تاریخی ذلت ورسوائی اور امت مسلمہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کو ضرور جان لے گا۔ لیکن ان مسلمہ حقائق کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس علاقے میں ایرانی شیعہ کی امداد کے اصل اہداف سے غافل ہو جائیں اور ان کے مقاصد خبیثہ سے چشم پوشی کر لیں۔ وہ ایرانی مالی اور فوجی امداد جو جنگی زخموں سے چُور چُور عراق سے ہوتی ہوئی اب لبنان پہنچ گئی ہے۔ وہ یہ کام نام نہاد مقابلے اور آزادی فلسطین کے نام پر کر رہے ہیں۔

اس لئے میں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ایک ایسی کتاب لکھنے کا عزم کیا۔ جس میں چند ایسے بنیادی سوالوں کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کروں جو حزب اللہ کی اصلیت کو واضح کر دے اور اس کے مخفی گھناؤنے چہرے کو سنی مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کر دے۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کام میں آسانی کے لئے خصوصی مدد مانگی اور لبنان کا دورہ کیا۔ پھر اس دورے میں حاصل ہونے والے حقائق اور دستاویزات کی مدد سے یہ کتاب لکھ دی ہے۔

میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کا بارگاہ میں اپنی معذرت پیش کرنے، اپنی دینی ذمہ داری ادا کرنے اور مسلمانوں کے خیر خواہی کے جذبے سے کیا ہے کیونکہ امت اسلامیہ کے بے شمار لوگ اس جماعت کی اصلیت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس کے فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اس کی تعریف وتوصیف کر رہے ہیں۔ (حالانکہ یہ ایک گمراہ اور سنی مسلمانوں کی دشمن جماعت ہے)۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی حالت سنوار دے، اور انہیں دینی سمجھ بوجھ عطا فرمائے تاکہ انہیں مجرموں کے طریقۂ واردات کی سمجھ آسکے، اور مسلمانوں کے قائدین اور علمائے کرام کو ہر خیر و بھلائی کی توفیق نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے پیروکاروں کی مدد فرمائے اور بدعتی گروہوں کو ملیامیٹ کرے۔ ہمیں حق کی پہچان عطا کر کے اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل کو پہچان کر اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

یقیناً میرا ہر کام اللہ ہی کی توفیق کے ساتھ ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے نبی مکرم ﷺ اور ہمارے راہنما، رحمت عالم، محمد ﷺ پر آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بے شمار رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین!

علی صادق

☆☆☆

حزب اللہ، لبنانی شیعہ تنظیم کا قیام

لبنانی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ ''لبنان میں 1982ء میں قائم ہوئی۔ اور 1985ء میں سیاست کے میدان کارزار میں باقاعدہ شامل ہوگئی۔ یہ تنظیم ایرانی کمک پر پلنے والی تنظیم ''حرکۃ أمل الشیعۃ'' کے بطن سے پیدا ہوئی۔ شروع میں اس کا نام اس کی مادر کے نام پر ''أمل الاسلامیہ'' رکھا گیا تاکہ یہ پوری امت اسلامیہ میں مقبول جماعت بن سکے۔ کیونکہ اس کی مادر ''حرکۃ أمل الشیعہ ''لبنان کی سیاست میں صرف شیعہ افراد تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور نئی تنظیم ''أمل الاسلامیہ ''کا منقصد لبنان کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام میں شیعہ مذہب کی نشر واشاعت تھا۔ اس لئے اس تنظیم نے جنگجو مجاہدوں کا روپ دھار لیا۔ جس کا مقصد امت کا دفاع اور امت اسلامیہ کے مقدس مقامات کا تحفظ ہو۔ لیکن ''حرکۃ أمل الشیعہ ''کی وحشیانہ معاشرتی بدکرداری اور گھناؤنے جرائم کی وجہ سے اس کی نومولود تنظیم ''أمل اسلامیہ ''کو امتِ اسلامیہ کے دفاع جیسا اہم فریضہ سونپنا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی ناکامی یقینی ہوتی۔ اس خدشے کے پیش نظر ایک اور نئی جماعت ترتیب دی گئی۔ جسے آج ''حزب اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (دیکھئے کتاب: أمل و المخیمات الفلسطینۃ صفحہ 181) تنظیم کے نام کی تبدیلی کے بعد ذرائع ابلاغ نے لوگوں کو کچھ نئے ہیرو تراش کر دے دیئے اور ان کی شخصیت کو بھرپور ملمع سازی کے ذریعے قومی ہیرو بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کل تک یہی لوگ سنی مسلمانوں کے قاتل تھے۔ صبرا، شاتیلا اور براجنہ ٹاور میں قتل وغارت کا بازار انہی ظالموں نے سجایا تھا۔ جہاں بے گناہ لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ لہٰذا آج وہی ظالم، مسلمان مجاہدین اور فاتحین ہیرو کیسے ہو سکتے ہیں؟

یہ ایک پُتلی تماشہ اور ایک اسٹیج ڈرامہ ہے جسے امت اسلامیہ اور ایسے نادان حکمرانوں میں فروغ دیا جارہا ہے جو دینی سوجھ بوجھ سے کورے اور صحیح عقیدہ سے بے بہرہ ہیں۔ وہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی نہیں کرتے۔ بلکہ گمراہ کن ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے عوام پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور یہ ذرائع ابلاغ کبھی بھی اپنے اہداف ومقاصد کی بنیاد صحیح علمی اصولوں یا تاریخی حقیقی واقعات پر نہیں رکھتے۔ اس طرح حزب اللہ امت اسلامیہ میں '' أمل الشیعہ '' سے بڑھ کر خطرناک کردار ادا کرنے کے لئے میدان عمل میں اتری ہے۔ حالانکہ ''أمل الشیعہ ''کا کردار صرف سیاست کی حد تک محدود تھا جو اس نے سیکولرازم کے داعی بن کر ادا کیا۔ ''حزب اللہ ''کا خطرناک کردار بالکل واضح ہو چکا ہے۔ کیونکہ گزشتہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ حزب اللہ ایک متعصب شیعہ تنظیم ہے۔ جن کے سینوں میں سنی مسلمانوں کے خلاف حسد ونفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ''أمل الشیعہ ''اور ''حزب اللہ ''ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ اور ان کا مشترک وصف اہل سنت کے خلاف رافضی شیعی تعصب وحسد ہے۔

''حرکۃ أمل الشیعہ'' کا بانی کون ہے اور اس کا عمل و کردار کیا ہے؟

''حرکۃ أمل الشیعہ'' کا بانی موسیٰ الصدر ہے جو ایرانی باشندہ ہے۔ وہ 1928ء میں ایران میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی تعلیم تہران یونیورسٹی میں مکمل کی۔ پھر 1958ء میں لبنان پہنچا۔ وہاں پہنچنے پر اسے فواد شہاب نے ایک سرکاری حکم نامے کے ذریعے لبنانی شہریت بھی دے دی حالانکہ وہ نسلی اعتبار سے ایرانی ہے۔ (دیکھئے: أمل والمخیمات الفلسطینیۃ صفحہ 31)

موسیٰ الصدر۔ خمینی کا شاگرد خاص ہے اور موسیٰ کے خمینی کے ساتھ گہرے خاندانی روابط ہیں۔ خمینی کے بیٹے احمد کی شادی موسیٰ الصدر کی بھانجی سے ہوئی ہے اور موسیٰ کے بھانجے مرتضیٰ الطباطبائی کی شادی خمینی کی پوتی سے ہوئی ہے۔

موسیٰ الصدر نے ''أمل الشیعہ'' کے نام سے ایک مسلح تنظیم کی بنیاد الجنوب، بیروت اور البقاع کے علاقوں میں رکھی۔ اور یہ تنظیم نیشنل افواج کے ساتھ گہرے تعاون میں منسلک تھی۔ جبکہ موسیٰ الصدر لبنان میں آنے والے ہر نصیری مسئول کا معتمد خاص بنا رہا ہے۔ جب شام کا نصیری شیعی لشکر لبنان میں داخل ہوا تو موسیٰ الصدر نے فوراً پینترا بدلا اور قومی اسلامی لیڈر کی بجائے خود کو استعماری قوت کا خفیہ ایجنٹ بنا دیا اور درج ذیل کارروائیاں کر کے خود کو استعمار کا مخلص ایجنٹ ثابت کیا۔

① موسیٰ الصدر نے ایک فوجی افسر ابراہیم شاہین کو حکم دیا تو وہ عربی فوج سے علیحدہ ہو گیا اور اس نے شام کے دستوں سے تعاون کرنے والے ہراول لبنانی دستے تشکیل دیئے۔ اسی طرح شمال کے علاقے میں ایک فوجی علاقے میں ایک فوجی احمد معماری بھی نیشنل افواج سے الگ ہو کر شام کے نصیری شیعی لشکر سے مل گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے لبنان کا عربی لشکر موارنہ کو خوفزدہ کرنے والا سب سے بڑا اہم لشکر تھا۔ لیکن موسیٰ الصدر کی غداری اور سازشوں کی وجہ سے یہ لشکر تباہ ہو گیا۔ کیونکہ انہیں اندرونی غداروں سے ایسی تباہی کی اُمید ہی نہ تھی۔

موسیٰ الصدر نے ''أمل الشیعہ'' کو حکم دیا تو اس کے تمام ارکان نیشنل آرمی سے الگ ہو کر شامی لشکر میں شامل ہو گئے۔ اور موسیٰ الصدر آزادی کی تحریک کے خلاف حملہ آور ہو گئے۔

② 5 اگست 1976 کو فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے رومی آرتھوڈکس پادریوں اور موارنہ کا ایک اجتماع منعقد کیا ہے جس میں البقاع کے رؤسا اور اسمبلی ممبرز بھی شریک ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد ایک ایسی حکومت کا قیام تھا جس پر شام کے نصیری شیعہ کا غلبہ ہو۔ یہ اجتماع ائیر فورس کے ریاق کے اڈے پر منعقد ہوا۔

③ 12اگست 1976ء کو فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے پھر خبر دی کہ موسیٰ الصدر نے تحریک آزادی کے خلاف مسلح کاروائیاں شروع کر دی ہیں اور تحریکِ آزدای نے الزام لگایا ہے کہ موسیٰ الصدر کی تنظیم حکمران عربی نظام کو ختم کرنے کے لئے کاروائیاں کر رہی ہے۔ان اہداف میں سر فہرست لبنان کا حکومتی نظام ہے۔اور ان کی تنظیم فلسطینی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے دیگر تنظیموں کا تعاون حاصل کر رہی ہے۔

④ موسیٰ الصدر اور اس کی جماعت نے شامی حکام کے ساتھ تعاون ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے تحریک آزادی کے مجاہدوں کے فدائی حملے روکنے اور فلسطینیوں کو جنوب سے نکالنے کا مطالبہ بھی کیا۔ان کے اس مطالبے کی وجہ سے کئی خونریز تصادم ہوئے اور پھر شیعہ نے صبدا میں مکمل بائیکاٹ کیا اور جنوب سے مسلح تنظیموں کو نکالنے کا مطالبہ کر دیا۔

ان خونی تصادموں کے بعد سب سے پہلے موسیٰ الصدر نے جنوب میں ملکی ایمر جنسی افواج متعین کرنے کا مطالبہ کیا۔اس نے دعویٰ کیا کہ لبنان نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔اور فلسطینیوں کو اس معاہدے کو ہر گز توڑنا نہیں چاہئے ۔(دیکھئے: أمل والمخيمات الفلسطينية از عبداللہ محمد الغريب، صفحہ: 34-31)

ایک اسرائیلی انٹیلی جنس افسر کا کہنا ہے: ''اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان معاہدے میں پُرامن علاقوں کی شرط نہیں رکھی گئی ۔اسی لئے اسرائیل لبنانی شیعہ کے ساتھ خصوصی تعاون کرتا ہے اور ان کے درمیان ایک طرح کی مفاہمت ہو گئی ہے تاکہ فلسطینی تحریکِ آزادی کو کچلا جا سکے۔ جسے حماس* اور تحریکِ جہاد اندرونی امداد کے ساتھ چلا رہے ہیں۔
*(اب حماس بھی کفر کی راہ پر گامزن ہو گئی ہے اور شیعوں کے فریب کا شکار ہو گئی ہے۔ابھی حال ہی میں ایک سلفی عالم المجاہد ڈاکٹر عبداللطیف موسیٰ ابونور المقدسی کو جامع مسجد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ میں ان کے ساتھیوں سمیت کلمۂ حق کہنے کی پاداش شہید کر دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین)

موسیٰ الصدر کا سب سے زیادہ تعاون شام کے نصیری شیعہ نظام حکومت کے ساتھ وابستہ تھا۔ایک سرکاری حکم نامے کے مطابق شمالی لبنان کے نصیری لوگوں کو شیعہ قرار دے دیا گیا اور ان کے لئے جعفری فقہ کا مفتی بھی مقرر کر دیا گیا۔جب حافظ الاسد (لعنہ اللہ) کے والد کی موت کا وقت آیا تو اس نے خصوصی طور پر موسیٰ الصدر کو بلایا اور اس نے آکر ان مخصوص کلمات کی اسے تلقین کی جن کی شیعہ اپنے قریب المرگ لوگوں کی تلقین کرتے ہیں۔

چنانچہ جب بھی لبنانی عربی لشکر اور لبنان کی فلسطینی افواج کسی معرکے میں داخل ہوئیں۔انہوں نے ہمیشہ اپنی پشتوں کو شیعوں کے سامنے غیر محفوظ پایا۔مثال کے طور پر فلسطینی افواج، بعلبک اور الھرمل کے نزدیک معرکہ میں مشغول ہوئے تو شیعہ جعفری مفتی سلیمان الحیفو فی فوراً نصیری شیعہ لشکر سے جاملا اور پھر اس لشکر کی قیادت کرتا ہوا معذور اور نہتے سنی مسلمانوں پر فاتح بن کر بعلبک میں داخل ہوا۔

موسیٰ الصدر نے اپنے انہی پلید کارناموں پر ہی بس نہیں کی بلکہ اس نے ''أمل الشیعہ'' کے قائدین کو نصیحت کی کہ وہ النبعۃ اور شیاخ کے علاقوں میں موارنہ کا مقابلہ نہ کریں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ الصدر نے بیروت کے شیعی علاقے موارنہ کے سپرد کر دیئے۔اور انہیں کھلی چھٹی دے دی کہ وہ جیسے چاہیں قتل وغارت کریں اور جسے چاہیں اپنا قیدی بنالیں۔

یہ موسیٰ الصدر ہی ہے جس نے کہا تھا''اسلحہ مردوں کی زینت ہے''اور بے شک ہم انقلابی فوج ہیں اور ہمارا انقلاب کربلاء کی ریت میں دفن نہیں ہوا۔بلکہ ابھی تک زندہ اور جاری ہے۔''(دیکھئے کتاب:حزب الله من الحلم الأيديولوجي الى الواقعية السياسية، صفحہ 155)

1405ھ میں رمضان المبارک میں ''أمل الشیعہ'' تنظیم نے بیروت کے فلسطینی کیمپوں پر حملہ کر دیا۔اور اس جنگ میں ہر قسم کا مہلک اسلحہ استعمال کیا۔ان کا یہ خوفناک حملہ پورا مہینہ جاری رہا۔یہ جنگ اس وقت تک ختم نہ ہوئی جب تک کہ فلسطینیوں نے دمشق کے حافظ الاسد اور اس کے وکیل نبیہ بری کی تمام شروط قبول نہ کر لیں۔

20مئی 1985ء کو رمضان المبارک کی پہلی رات اس جنگ کی ابتدائ ہوئی۔جب ''أمل الشیعہ'' کی ملیشیا صبرا اور شتیلا کے فلسطینی کیمپوں پر حملہ آور ہوئی۔انہوں نے غزہ ہسپتال کے تمام ڈاکٹروں، نرسوں اور عملے کے افراد کو جکڑ دیا۔اور انہیں اپنے علاقائی آفس جلول میں لے گئے۔جبکہ قیدیوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔شیعہ افواج نے حلال احمر، صلیب احمر اور دیگر تنظیموں کی ایمبولینس کو اس کیمپ میں داخل ہونے سے روک دیا، اور فلسطینی ہسپتالوں کو پانی اور بجلی کی سپلائی بھی منقطع کر دی، جس سے بھاری جانی نقصان ہوا۔

20مئی 1985ء کی پیر کی صبح پانچ بجے صبرا کیمپ پر مارٹر گنوں اور 106 ملی میٹر کے دھانوں کی توپوں سے گولہ باری شروع ہو گئی۔اسی دن براجنہ ٹاور پر بھی مارٹر گنوں سے شدید گولہ باری کی گئی۔جس سے بے شمار مرد وخواتین اور معصوم بچے ہلاک ہو گئے۔

بیروت میں حافظ الاسد کے نمائندے نبیہ بری نے چھٹے بریگیڈ کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس جنگ میں شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کا تعاون کریں اور لبنان میں سنی مسلمانوں کی قتل وغارت میں بھرپور شرکت کریں۔اس حکم نامے کے چند گھنٹوں کے بعد ہی چھٹے بریگیڈ کے فوجی دستے اس جنگ میں شریک ہوگئے اور انہوں نے براجنہ ٹاور کے کیمپ کو چاروں طرف سے ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں سے نشانہ بنایا۔

اس موقع پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ چھٹے بریگیڈ کے تمام فوجی شیعہ ہیں۔ مختلف بٹالین کے فوجی دستوں نے فلسطینی کیمپوں پر مارٹر گنوں سے بم برسائے اور ان پر راکٹوں سے ہولناک حملے کئے۔ جبکہ لبنانی لشکر میشبل عون کی قیادت میں اس جنگ میں شریک ہوا۔ یہ لشکر فروری 1984ء میں پہلی دفعہ جنگ میں شریک ہوا۔اور چھٹے بریگیڈ کی فوجی اور افرادی مدد تک شریک رہا۔

18 جون 1985ء کو فلسطینی مظلوم، شیعہ کی بھڑکائی ہوئی اس ہولناک جنگ سے باہر نکلے، خفیہ پناہ گاہوں میں ایک ماہ تک مسلسل خوف وہراس اور بھوک وپیاس کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد انہیں اس آزمائش سے نجات ملی۔اس دوران غذائی قلت کے باعث یہ مظلوم بلیوں اور کتوں کا گوشت کھانے پر مجبور ہوتے رہے۔ وہ پناہ گاہوں سے نکلے تو ان کے گھر کھنڈرات بن چکے تھے اور 90% مکانات برباد ہو چکے تھے۔ تقریباً 3100 مقتول اور زخمی ہوگئے تھے اور 15 ہزار افراد ان کیمپوں کو چھوڑ کر محفوظ پناہ گاہوں کی تلاش میں نکل چکے تھے۔ یہ تعداد ان کیمپوں میں پناہ گزین کا 40 فیصد ہے۔

''أمل الشیعہ'' کے ان شرمناک جنگی جرائم پر ہر حق شناس شخص مغموم ہے اور ان کے رُسوا کن کارناموں کی تفصیل لکھتے ہوئے قلم جواب دے جاتے ہیں۔(اس گھناؤنے قتل وغارت پر خمینی بالکل خاموش رہا اور اس نے شنیع غارت گری اور خونریزی کو روکنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ 1986 میں شیخ أسعد بیوض التمیمی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی غازی عبدالقادر حسینی ایران گئے تاکہ خمینی سے ملاقات کرکے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اس قتل وغارت کو روکنے کی درخواست کریں۔ لیکن خمینی نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ایسا کرنے سے انکار کردیا پھر یہ حضرات خمینی کے نائب منتظری کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی تو اس نے فلسطینیوں کی اس تباہی وبربادی کے خلاف فتویٰ جاری کردیا۔اس پر خمینی شدید غضبناک ہوا۔اور اس نے منتظری کو اپنے نائب کے عہدے سے معزول کردیا)۔

(دیکھئے محمد أسعد بیوض کی گفتگو:''ماذا هجری فی لبنان ،موقع مفکرۃ الاسلام، 27/8/1427ھ۔20/9/2006م'') لیکن ان شرمناک جرائم کی کچھ داستان درج ذیل ہے:

① اٹلی کا ریپو بلیکا اخبار معذور ولاچار فلسطینیوں کے قتل عام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''یہ نہایت شرمناک اور رُسوا کن کام ہے جو ''اَمل الشیعہ'' نے انجام دیا۔''

جبکہ استاد فہمی ہویدی فرماتے ہیں: ''فلسطینی کیمپوں میں ''اَمل الشیعہ'' کے قتل وغارت پر امام خمینی نے مکمل خاموشی اختیار کی ۔اور جب اس نے 20 جون 1985ء نمازِ عید کے بعد خطبہ دیا تو ان کیمپوں میں مظلوم فلسطینیوں کا تذکرہ تک نہ کیا۔ جب ان کے ایک مقرب ساتھی سے میں نے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: ''امام صاحب مساوات اور توازن کے قائل ہیں اور اس معاملے میں بھی ان کا اپنا ایک مخصوص مساوات کا معیار ہے! اس لئے وہ اس معاملے میں خاموش ہیں۔ (دیکھئے: فہمی ھویدی کی کتاب ''ایران من الداخل، صفحہ 404)

② 26 مئی 1986ء کو شیعوں نے نہتے فلسطینیوں کا ایک پناہ گزینی کیمپ تباہ کر دیا۔ اس بربریت میں سینکڑوں بوڑھے ، مرد و خواتین، اور بچے ہلاک ہوئے۔

③ بیروت کے ہسپتالوں میں متعدد فلسطینی قتل کر دیئے گئے۔ اخبار سنڈے ٹیلی گراف 27 مئی 1985ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ''فلسطینیوں کی ایک جماعت کو ذبح کر کے ان کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔''

④ ان وحشیوں نے غزہ کے ہسپتال میں ایک نرس کو بھی ذبح کر دیا۔ جس نے اپنے سامنے زخمی فلسطینی کو قتل کرنے پر احتجاج کیا تھا۔

⑤ اسوشیئیٹد برس ایجنسی نے دو عینی گواہوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''اَمل الشیعہ'' کے سپاہیوں نے ایک ہفتے کے دوران ان تین کیمپوں سے بیسوں زخمی افراد اور شہریوں کو جمع کر کے قتل کر دیا۔

⑥ دو اور عینی گواہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے ''اَمل الشیعہ'' اور چھٹے بریگیڈ کے فوجیوں کو دیکھا کہ انہوں نے غزہ کے ہسپتال اور نواحی علاقے سے 45 فلسطینیوں کو قتل کر دیا۔

⑦ ایک فلسطینی مظلوم عورت لاشوں میں سے اپنے پیاروں کی لاشیں تلاش کرتے ہوئے کہہ رہی تھی ''یہودی ان بدبختوں سے افضل ہیں''اس نے زوردار چیخ ماری۔اسے اپنا بھائی مل گیا۔مگر اس وقت تک اس کی لاش گل سڑ چکی تھی اور کیڑے مکوڑے اس کے جسم پر رینگ رہے تھے۔

⑧ 2جون 1985ء کو ''أمل الشیعہ''کے قاتلوں نے مغربی بیروت کی شاہراہوں پر فتح کا جشن منایا اور جلوس نکالے ۔صبرا، شاتیلا اور براجنہ ٹاور کے کیمپوں کو برباد کرنے کے بعد ان کے فاتحانہ جلوسوں میں وہ یہ نعرے لگا رہے تھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا الله اَلْعَرَبُ أَعْدَائُ الله''(اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور عرب فلسطینی اللہ کے دشمن ہیں)''أمل الشیعہ''کے ایک کمانڈر نے بیان دیا کہ وہ لبنان سے فلسطینیوں کے مکمل خاتمے تک جنگ جاری رکھنے کی بھرپور تیاری میں ہیں۔اگرچہ یہ جنگ کئی سالوں پر محیط ہو جائے۔(دیکھئے: جریدۃ الوطن الکویتیۃ۔3/6/1985 بحوالہ: أمل والمخیمات الفلسطینیہ۔صفحہ 99)

⑨ کویت کی خبر رساں ایجنسی اور الوطن اخبار نے 4جون 1985ء اور 3جون 1985ء کے اخبارات میں یہ خبر دی کہ ''أمل الشیعہ''کے غاصبوں نے نہایت مجرمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔انہوں نے صبرا کیمپ سے کیمپ والوں کے سامنے 25دوشیزاؤں کو اٹھایا اور ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کے لئے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔

اوپر بیان شدہ نکات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ''أمل الشیعہ''کا سب سے اہم فریضہ سنی فلسطینی مسلمانوں کا خاتمہ کرنا ہے جو کہ یہودیوں سے مقبوضہ فلسطین کو آزاد کرانے کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ہمیں شیعہ کی اس تحریک اور فلسطینی مسلمانوں کے خلاف ان کی سرگرمیوں کے بارے اور کسی چیز کا علم نہیں، سوائے اس کے کہ شیعہ کا عقیدہ ہی انہیں سنی مسلمانوں کی دشمنی اور نفرت پر اُبھارتا ہے۔شیعہ، سنی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور انہیں یہود و نصاریٰ کے برابر بلکہ ان سے بڑے کافر قرار دیتے ہیں۔

اسی لئے توفیق المذہبی بیان کرتے ہیں: ''أمل الشیعہ''کا ضمنی پروگرام فلسطینیوں کی مسلح جدوجہد کا خاتمہ کرنا ہے۔کیونکہ ان کے نزدیک فلسطینی مجاہدین شیعہ معاشرے کے امن وامان کے لئے مرکزی خطرہ ہیں۔ان کا یہی موقف اسرائیل کو جنوبی لبنان میں مسلح کاروائیاں کرنے کا جواز فراہم کرتا ہے۔''(دیکھئے: ''أمل وحزب الله فی حلبة المحابهات''صفحہ 81)

اسی لئے جب اسرائیلی فوج شیعہ کی مدد و تعاون سے فلسطینی قبائل کو تہس نہس کرنے کے بعد لبنان میں داخل ہوئی تو جنوبی لبنان کے شیعوں نے اسرائیلی یہودی لشکروں کا استقبال پھولوں کے ہاروں اور گلدستوں کے ساتھ کیا۔(اس استقبال کی روداد صبحی الطفیلی نے اخبار الشرق الاوسط کو اپنے 29رجب 1424ھ بموافق 25ستمبر 2003کے انٹرویو میں بیان کی ہے۔اخبار کا خصوصی نمبر 9067ہے)

اس بات کی توثیق حزب اللہ کے ناظم نصر اللہ نے کتاب ''سجل النور'' کے صفحہ 227پر بھی کی ہے۔بحوالہ عراق بلا قیادۃ از عادل رؤف، صفحہ 226)

''أمل الشیعہ''کا ایک لیڈر حیدر الدایخ کہتا ہے: ''ہم اسرائیل کے خلاف اسلحہ اٹھائے ہوئے تھے مگر اسرائیل نے ہماری مدد کے لئے اپنے تمام ذرائع کھول دیئے اور اسرائیل نے فلسطینی وہابی دہشت گردی کو جنوبی لبنان سے ختم کرنے میں ہماری زبردست مدد کی۔''(دیکھئے: مجلۃ الاسبوع العربی میں حیدر الدایخ کا انٹرویو، بتاریخ 24/10/1983ء)

ملک لبنان میں شیعہ کی تنظیم ''حزب اللہ'' قائم کرنے والے لیڈر کون ہیں؟

① ''أمل الشیعہ'' کے لیڈر ہی ''حزب اللہ'' کے لیڈر ہیں:

ایران نے درج ذیل قائدین کے ذریعے سے ایک نئی تحریک ''حزب اللہ'' کے نام سے قائم کرنے میں بھرپور تعاون کیا۔

۱۔ محمد حسین فضل اللہ۔ان کا لقب ''لبنان کا خمینی'' ہے۔
۲۔ صبحی الطفیلی
۳۔ حسن نصر اللہ
۴۔ ابراہیم الأمین
۵۔ عباس موسوی
۶۔ نعیم قاسم
۷۔ زھیر گنج
۸۔ محمد یزبک
۹۔ راغب حرب

(دیکھئے کتاب: حزب الله من الحلم الأيد يولوجي الى الواقعية السياسية لبنان العزى، صفحہ 32اور ''أمل والمخيمات الفلسطينية''صفحہ 179)

لیکن بہت جلد ہی ان قائدین کے درمیان فسادات پھوٹ پڑے کیونکہ ان میں سے ہر شخص لبنان کے شیعہ علاقوں میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کی کوشش کررہا تھا۔ان اختلافات کی وجہ سے شیعہ کی دونوں تنظیموں کے درمیان خونریز لڑائیاں لڑی گئیں ۔بالآخر جنوب کے علاقے میں ''حزب اللہ''اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔اور شیعہ آبادی میں ان کی عوامی حمایت دن بدن بڑھتی گئی۔کیونکہ انہوں نے عوام کی فلاح وبہبود کے بہت سارے منصوبے شروع کئے تھے جو ایران کی بھاری امداد کے ساتھ مکمل ہوتے رہے۔

حزب اللہ دور حاضر میں سنی مسلمانوں کی سب سے بڑی دشمن جماعت کے رُوپ میں ابھری ہے۔جو پورے عالم میں سنیوں کے خلاف کاروائیوں میں مصروف ہے۔یہ جماعت ظاہراً یہود ونصاریٰ کے خلاف علم جہاد بلند کرتی دکھائی دیتی ہے۔حالانکہ حقیقت میں یہ عالم اسلام میں شیعہ مذہب کے فروغ اور خمینی کے شیعی انقلاب کو کامیاب بنانے کی کوشش کررہی ہیں۔

② ''حزب اللہ''اور''أمل الشیعہ''دونوں تنظیمیں ایرانی ہدایات کے مطابق اپنا ایجنڈا مکمل کرتی ہیں۔
اس بات میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ ''حزب اللہ''لبنان میں ایک ایرانی تنظیم ہے۔اس کی دلیل خود اس کی تاسیسی دستاویز میں ان الفاظ میں موجود ہے۔''ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟''

لہٰذا اس دستاویز میں حزب اللہ کا تعارف ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ہم ''حزب اللہ'' کے ارکان ہیں جس کے ہراول دستے کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا کی اور دنیا میں اسلامی حکومت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ہم ایک مدبر،عادل حاکم کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں جو بذاتِ خود ولی،فقیہ اور امامت کی شرائط پر پورا اُترتا ہے۔موجودہ دور میں ہمارا لیڈر وامام آیۃ اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی خمینی ہے۔جن کے ذریعے سے مسلمانوں نے ایران میں اسلامی انقلاب برپا کیا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔(دیکھئے: میثاق الحزب فی کتاب:''حزب رؤية مغاهره، صفحہ 226)

حزب اللہ کے لیڈر ابراہیم الأمین اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:''ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا ایک جز ہیں ۔بلکہ ہم تو لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔''(دیکھئے: اخبار النھار''مؤرخہ 5 مارچ 1987)

③ حسن نصر اللہ کون ہے؟اس کی جماعت ''حزب اللہ''کون ہے اور ''أمل الشیعہ'' کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟
حسن عبدالکریم نصر اللہ جسے عرب کا خمینی کیا جاتا ہے،وہ 21اگست 1960ء میں پیدا ہوا۔سب سے پہلے اسے ضلع صور سے شہر بازوریہ میں ''أمل الشیعہ''کا مسئول بنایا گیا۔

1976ء میں یہ عراقی شہر نجف میں شیعی امامی تعلیم کے حصول کے لئے چلا گیا۔

پھر اسے أمل تنظیم کا صوبہ البقاع میں مسئول مقرر کیا گیا اور پھر 1982ء میں سیاسی دفتر میں رکن بنا دیا گیا۔لیکن کچھ ہی عرصے بعد یہ شخص أمل الشیعہ سے الگ ہو گیا اور اس نے حزب اللہ میں شمولیت اختیار کر لی۔1985ء میں اسے بیروت میں حزب اللہ کا مسئول بنایا گیا۔(جن دنوں حسن نصر اللہ بیروت میں حزب اللہ مسئول تھا تو فلسطینی کیمپوں میں أمل الشیعہ کی غنڈہ گردی اور قتل وغارت پر حسن نصر اللہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کئے رکھی۔حسن نصر اللہ صبرا اور شاتیلا کے کیمپوں میں أمل الشیعہ کی بدمعاشی او رخون ریزی پر بھی خاموش رہا۔حالانکہ یہ وہی شخص ہے جو فلسطینی لوگوں کی حمایت میں یہودیوں کے خلاف جہاد کا اعلان اپنے خطابات میں کرتا رہتا ہے)پھر 1987ء اسے مرکزی قائدین کمیٹی اور حزب اللہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنا دیا گیا۔1992ء میں تنظیم کے جنرل سکریٹری عباس الموسوی کے قتل کے بعد اسے تنظیم کا جنرل سکریٹری چن لیا گیا۔

1983ء اور 1995ء میں اسے دوبارہ اس عہدے کے لئے منتخب کیا گیا۔(حسن نصر اللہ کا یہ تعارف نامہ ''مجلہ الشاہد الیاسی''میں 3جنوری 1999ء کی اشاعت میں چھپا ہے)

④ حسن نصر اللہ کے شیعی تنظیم ''أمل الشیعہ'' کے ساتھ تعلقات:
گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے کہ ''أمل الشیعہ''کی تنظیم سازی موسی الصدر کی تھی اور اس کے تعلقات خمینی کے ساتھ نہایت مضبوط تھے۔جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

8اکتوبر 1983ء کو شیعوں کے مفتی عبدالأمیر قبلان نے شیعہ مجلس اعلیٰ کا درج ذیل بیان جاری کیا:
''أمل الشیعہ''شیعوں کی بنیادی تنظیم ہے جسے شیعوں کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا جا سکتا ہے۔لہٰذا أمل کے اعلانات کو ہم شیعہ کی مجلس اعلیٰ کے احکام کی حیثیت سے قبول کریں گے۔اس لئے شیعہ مجلس اعلیٰ جو حکم صادر کرے۔تنظیم اس کی پابند ہو گی۔(دیکھئے: مجلہ المستقبل،8اکتوبر 1983،بحوالہ:أمل والمخیمات الفلسطینیہ،صفحہ 184)

''اَمل ''، تنظیم کے اراکین نے شیعہ کے لیڈر خمینی کی بیعت بھی کی اور انہیں پوری دنیا میں شیعہ اور مسلمانوں کا امام قرار دیا۔(دیکھئے: اکنامسٹ میگزین، 4 مئی 1982ء کی اشاعت)

اس تائید وحمایت کا اظہار ''اَمل الاسلامیہ'' کے ساتھ فسادات کے بعد کیا گیا۔ جب کہ '' اَمل الاسلامیہ'' اپنے نئے نام ''حزب اللہ'' کے ساتھ میدان کارزار میں اتر چکی تھی۔

''اَمل الشیعہ'' کے نائب رئیس حسین الموسوی نے اختلاف کے بعد اَمل سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر کے ایک نئی تنظیم ''اَمل الاسلامیہ'' کا اعلان کر دیا جو بعد میں ''حزب اللہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔(حزب اللہ اور اَمل الشیعہ کے اختلافات اور اس کے اسباب کے لئے دیکھئے کتاب: ''حزب الله رؤية مغاهرة۔ صفحہ 117-122، یا: حزب الله من الحلم الايديولوجي الى الواقعية السياسة، صفحہ 23'53'56 '')

یہ ہے وہ حزب اللہ جس کی مدد وحمایت میں بعض سنی مسلمان بڑے زور وشور سے شریک ہوتے ہیں۔ حالانکہ فلسطینی بے گناہ مسلمانوں کے قتل میں نصر اللہ کے تعلقات شیعہ قاتلوں کے ساتھ نہایت مضبوط ہیں۔ جبکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ سنی مسلمانوں کی خاطر جہاد کر رہا ہے۔

حسن نصر اللہ کی حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں بلکہ وہ جعفری شیعہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا اور ان پر لعنتیں بھیجنا اپنا دین سمجھتے ہیں اور تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ مانتے ہیں۔

مصر کے نامور عالم دین الشیخ یوسف القرضاوی نے حسن نصر اللہ کے متعلق ایک انٹرویو میں بیان کیا ہے کہ وہ نہایت متشدد غالی شیعہ ہے۔(الشیخ یوسف قرضاوی نے یہ انٹرویو 3 ستمبر 2006ء کو ''الوطن'' اخبار کو کیا تھا۔ اسی انٹرویو میں شیخ نے علاقے میں شیعہ اثر ورسوخ میں اضافے کے خطرے سے خبردار کیا تھا۔ خصوصاً مصر میں شیعہ حمایت میں اضافے کو خطرناک قرار دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ عراق میں سنی مسلمانون کے قتل وغارت کی ذمہ داری شیعہ تنظیمیں ہیں۔ جو بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہی ہیں) لہٰذا ایسے سنی مسلمانوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے جو اس شخص کی مدد وحمایت کرتے ہیں حالانکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مومنوں کا بدترین دشمن ہے۔

اگر یہ شخص واقعی سنی مسلمانوں کا ہیرو اور مجاہد اور اسرائیلی یہودیوں کا حقیقی دشمن ہو تو پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ ٹیلی وژن اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کو کھلم کھلا دھمکیاں دے، عوامی جلسوں میں انہیں للکارے اور پھر بغیر کسی خوف وخطر پورے ملک میں ٹہلتا پھرے اور کوئی اسرائیلی میزائل اس کی گاڑی، گھر یا جلسہ گاہ کو نشانہ نہ بنائے؟

لہٰذا اے سنی مسلمانو! کھوکھلے نعروں اور خلاف حقیقت سیاسی شعبدہ بازیوں کے دھوکے میں آکر اس خبیث شیعہ تنظیم کے دام میں مت پھنسو "اہل الشیعہ" کی سیاہ تاریخ سنی مسلمانوں کے خلاف جرائم سے بھری پڑی ہے۔

"اہل الشیعۃ" کے اس رسوا کن کردار اور مجرمانہ کاروائیوں کے معلوم ہونے کے بعد، کہ جن کا انکار کسی شخص کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش شخص اس جماعت پر اعتماد کر سکتا ہے۔؟

اس مجرم جماعت سے "حزب اللہ" کی تشکیل ہوئی ہے۔ کیا سنی مسلمانوں کے لئے اس بدکردار شیعہ تنظیم پر بھروسہ کرنا ممکن ہے؟

اگر ان دونوں تنظیموں کے درمیان چند سال قبل خونی جھڑپیں ہوئیں ہیں تو یہ کوئی انہونی بات نہیں۔ بلکہ ازل سے باطل قوتوں کا حال اسی طرح رہا کہ وہ باہم برسرپیکار رہتے ہیں اور ان میں حقیقی اتحاد واتفاق کبھی نہیں ہو پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہم مشرب یہودیوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّ قُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾ سورہ حشر: 14

"ان کی آپس کی لڑائی (دشمنی) بہت سخت ہے آپ انہیں اکھٹے سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان کے دل جدا جدا ہیں۔ یہ اس لئے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔"

نیز ارشاد فرمایا﴿وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ سورۂ مائدہ: 64

"اور ہم نے قیامت کے دن تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔"

اور ان کے پیٹی بھائی عیسائیوں کے بارے میں فرمایا۔

﴿فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ سورۂ مائدہ: 14

"چنانچہ ہم نے روز قیامت تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔"

لہٰذا ان کا ظاہری اتحاد سوائے دھوکے کے کچھ نہیں، ان کے دل باہمی نفرت وحسد میں شعلہ زن ہیں ہیں)

لبنانی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ'' کے بانیان اور اس کے پیروکاروں کے عقائد

''حزب اللہ''اور اس کے پیروکاروں کا عقیدہ شیعیت ہے۔وہ خود کو شیعہ جعفری اثنا عشری قرار دیتے ہیں اور اسی فرقے کے عقائد اپناتے ہیں۔ان کے اہم ترین عقائد درج ذیل ہیں۔

① آئمہ کی شان میں غلو:

رافضی شیعہ اہل بیت کی شان میں بے حد غلو کرتے ہیں اور انہیں گناہوں سے معصوم قرار دیتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ شیعہ امام غیب کی ہر ہر چیز کو جانتے ہیں اور اثنا عشریہ فرقے کے امام جب چاہیں جو چاہیں غیبی امور کو معلوم کر لیتے ہیں۔انہیں اپنی موت کا علم ہوتا ہے اور ان کے اپنے اختیار اور مرضی کے بغیر انہیں موت بھی نہیں آتی ۔(دیکھئے:اصول الکافی مؤلفہ کلینی:1/258)حتی کے انہوں نے مبالغہ آرائی میں انتہاء کرتے ہوئے اپنے ائمہ کو محمد ﷺ کے سوا تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل قرار دیا ہے ۔اس عقیدے کا اظہار ان کے ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب ''مرآۃ العقول''میں کیا ہے ۔(دیکھئے:2/290)

ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔(دیکھئے کتاب: مدینۃ المعاجز، مؤلفہ: ہاشم البحرانی، یہ کتاب اس قسم کے خرافی عقائد سے بھری ہوئی ہے)بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن أبی طالب کو تو خود الٰہی صفات کا حامل قرار دے دیا ہے۔ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی ہی ''الراجفہ''(کانپنے والی)اور ''الصاعقہ''(بجلی) ہیں۔جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔حضرت علی ہی نہروں کو چلانے والے درختوں کو برگ و بار سے رونق دینے والے ہیں۔انہیں سینوں میں چھپے ہوئے ہر راز کا علم ہے اور اسمائے حسنی سے مراد بھی آپ ہی ہیں جن کو وسیلہ بنا کر دعا کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے ۔(دیکھئے: رجب البرسی کی کتاب ،مشارق الانوار القین، صفحہ 268)

ہم ایسے پراگندہ عقائد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

② تحریف قرآن کریم کا عقیدہ:

شیعہ کا بنیادی عقیدہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید میں تحریف و تبدیلی کی ہے۔(قرآن مجید میں تحریف کے عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے شیعہ نے متعدد کتب لکھی ہیں۔ان میں سے مشہور ترین کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب''جو شیعہ محدث مرزا حسین نوری کی تالیف ہے ۔اس کے علاوہ شیعہ کی متعدد معتمد علیہ کتب میں اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے۔عام طور پر شیعہ اس عقیدے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔لیکن آج تک کسی شیعہ عالم کی طرف سے مرزا حسین کی اس کتاب کی تردید نہیں کی گئی۔ان کی طرف سے مؤلف کے خلاف کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوا نہ عوام کو اس

کتاب کی خباثت سے آگاہ کیا گیا ہے۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ کا اس کتاب کے مندرجات سے متفق ہونا یقینی ہے اور اس عقیدے کا بظاہر رد کرنا صرف اور صرف منافقت ہے۔

مرزا حسین نوری شیعہ کے نزدیک عظیم محدث اور ثقل اکبر ہے۔لیکن اس کی خرافات پر شیعہ مکمل خاموشی اختیار کرتے ہیں ۔جبکہ اس کے مقابلے میں یہ ہر اس شخص کو کافر اور گمراہ قرار دیتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولائت اور ائمہ کی امامت کا انکار کرے۔ایسے لوگوں کو شیعہ ثقل اصغر قرار دیتے ہیں۔لیکن ان کے کردار کا تضاد اور خباثت بالکل واضح ہے)اور ان کے شیعہ آئمہ کے سوا کسی شخص کو پورا قرآن مجید یاد نہیں اور نہ ہی کتابی شکل میں اس کے پاس موجود ہے۔قرآن مجید کو صرف حضرت علیt اور ان کے بعد کے شیعہ کے ائمہ ہی نے حفظ کیا اور جمع کیا ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی کے اوصیاء کے سوا کوئی شخص مکمل قرآن مجید یاد کرنے یا کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

شیعہ کا قرآن مجید کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔(دیکھئے: کلینی کی کتاب اصول الکافی: 2/634 شیعہ علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔دیکھئے: 12/526 جبکہ موجودہ قرآن میں تقریباً ساڑھے چھ ہزار آیات ہیں)

ان کے اس تحریفی عقیدے کا اعتراف شیعہ عالم جو کہ صدر الحکماء اور رئیس العلماء کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔اس نے بھی کیا ہے۔ان کے علاوہ نعمت اللہ الجزائری نے اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔"شیعی روایات میں مروی ہے کہ شیعہ آئمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو حکم دیا ہے کہ وہ موجودہ قرآن کو نمازوں کے موقع پر پڑھتے رہیں اور ان کے احکامات پر عمل کرتے رہیں۔حتی کہ ہمارا مولا صاحب الزماں امام غائب نمودار ہو جائے تو پھر یہ موجودہ قرآن لوگوں سے چھین کر آسمان کی طرف اٹھا لیا جائے گا اور وہ امیر المومنین علی کا لکھا ہوا قرآن مجید نکالیں گے اور اس کی تلاوت کریں گے اور پھر اس کے احکامات کے مطابق عمل ہو گا۔"(دیکھئے کتاب: الأنوار النعمانیۃ: 2/363)

③ آئمہ کی عصمت اور ولائت کا عقیدہ:

شیعہ اپنے بارہ آئمہ کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔(شیعہ عالم محمد رضا المظفر اپنی کتاب "عقائد الأمامیہ" میں لکھتا ہے: "عقیدہ امامت وولایت دین کے اصولوں میں سے بنیادی اصول ہے۔اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا)ان کے نزدیک ان کے آئمہ ہر قسم کی خطا اور گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ان بارہ ائمہ کی یکے بعد دیگرے ولائت کے بھی قائل ہیں اور جو ان کے اس

عقیدے کا انکار کرے وہ ان کے نزدیک کافر اور گمراہ ہے۔ان کے اسی عقیدے کی بنا پر ان کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) کافر ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) کیونکہ ان کی شیعی روایات کے مطابق یہ تین حضرات، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کے بعد کافر اور مرتد ہو گئے تھے اس لئے ان کے نزدیک عقیدۂ ولائت تمام اعمال کے قبول ہونے کی بنیادی شرط ہے۔اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔اسی لئے باقر مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں ایک عنوان قائم کیا ہے: "تمام اعمال کی قبولیت عقیدہ ولائت پر منحصر ہے۔(2) (دیکھئے: 27/166۔مذکورہ کتاب شیعہ اثنا عشریہ کے حدیث کے آٹھ بنیادی مصادر میں سے ایک اہم کتاب ہے)

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں شیعہ عقائد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں رافضی شیعہ کے عقائد کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا شیعہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہترین عمل ہے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو لعن طعن کرنا ان کے پاس ثواب عظیم کا باعث ہے۔(دیکھئے: نور اللہ مرعشی کی کتاب: "احقاق الحق" 1/337 میں قریش کے دو طاغوتوں کی دُعا)۔

۳۔ یہ بدبخت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں۔(دیکھئے: زین الدین العاملی النباطی البیاضی کی کتاب: "الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم: 3/165)

۳۔ ام المومنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔(دیکھئے کتاب: من قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم" مؤلفہ: نجاح الطائی)

۴۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد و کافر ہو گئے تھے۔سوائے سات یا دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے۔

⑤ اثنا عشری شیعہ کے علاوہ لوگوں کے بارے میں ان کا عقیدہ:

رافضی شیعہ بغیر کسی استثناء کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔جناب عبداللہ شبیر نے اپنی کتاب ''حق الیقین''میں شیعہ امامیہ کااس عقیدے پراتفاق نقل کیاہے۔وہ لکھتے ہیں: الشیخ مفید بیان کرتاہے کہ امامیہ شیعہ کااتفاق ہے کہ جو شخص ہمارے آئمہ میں سے کسی امام کاانکار کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امام کی پیروی کاانکار کرے تو وہ کافراور گمراہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم رسیدرہے گا۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''امامیہ شیعہ کااس عقیدے پر بھی اتفاق ہے کہ تمام بدعتی گروہ کافر ہیں اور امام ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے گا جبکہ امام کوان پر غلبہ اور قوت حاصل ہو جائے۔امام انہیں دعوت دے گا۔انہیں دلائل سے قائل کرے گا پھر اگروہ توبہ کرکے بدعات ترک کردیں اور شیعہ امامیہ مذہب قبول کرلیں تو ٹھیک ہے وگرنہ انہیں مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کردے ۔اور اگر کوئی شخص توبہ کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو وہ جہنمی ہوگا۔(دیکھئے کتاب : حق الیقین فی معرفۃ اُصول الدین،مؤلفہ:عبداللہ شبیر،2/189)

جبکہ یوسف البحرانی نے یہ نقل کیاہے کہ اُھل حق کاہر مخالف بھی کافر ہے۔بیان کرتاہے: ''اہل حق کا مخالف کافر ہے اور اس پر کافروں جیسے احکامات لاگو کرناواجب ہے۔''(دیکھئے:یوسف بحرانی کی کتاب:الشھاب فی بیان معنی الناصب،صفحہ 85)

ان کے علاوہ علامہ شیخ محمد شیرازی نے مزید آگے بڑھتے ہوئے اثنیٰ عشری شیعہ کے سوا تمام گروہوں کو کافر قرار دیاہے ۔اورانہیں عیسائیوں کے مشابہ بتایاہے۔وہ لکھتاہے: ''شیعہ اثنیٰ عشریہ کے سواشیعہ کی تمام اقسام کے بارے میں شیعی نصوص نے دلالت کی ہے کہ وہ کافر ہیں۔جیساکہ گزشتہ بے شمار نصوص میں وارد ہواہے کہ جس شخص نے امام کی امامت کاانکار کیااس کا حکم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو تین معبودوں میں سے ایک قرار دینے والے عیسائی کاہے یعنی وہ کافر ہے۔(دیکھئے: محمد الشیرازی کی کتاب :موسوعۃ الفقہ:4/289مزید تفصیل کے لئے عبداللہ سلفی کی کتاب :''ال شیعہ الاثناعشریۃ وتکفیرھم لعموم المسلمین۔''دوسری طبعہ میں انہوں نے بے شمار نصوص بیان کی ہیں۔جن میں مسلمان جماعتوں کاکافر قرار دیاگیاہے)شیعہ اثناعشریہ تمام اہل اسلام کوکافر قرار دیتے ہیں۔(دیکھئے یوسف بحرانی کی کتاب: ''الشھاب الثاقب فی بیان معنی الناصب۔''(اسی لئے حسن نصراللہ نے ''الأمان''میگزین میں 31مارچ 1995ء کولکھاکہ ہم سنی،وہابی تحریک کواسلامی تحریک تسلیم نہیں کرتے اورنہ یہ قبول کرتے ہیں کہ وہ صحیح اسلامی راہ پر ہیں۔''یہ ان خطابات میں میں سے ایک ہے جن میں شیعہ اثناعشریہ تمام مسلمانوں کوکافر قرار دیتے ہیں)

تقیہ پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔(دیکھئے: جواد قزوینی کی کتاب: ''الأدلۃ الجلیۃ علی جواز التقیۃ'')اور قیامت سے پہلے اپنے ائمہ کی رجعت کا عقیدہ بھی ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔(دیکھئے کتاب: ''الایقاظ من اھجۃ بالبرھان علی الرجعۃ''مؤلفہ: عاملی، صفحہ 64)

الغرض ''حزب اللہ'' ایک شیعہ تنظیم ہے جس کا مقصد عالم اسلام میں خمینی انقلاب برپا کرنا ہے۔ وہ اسے ولائت فقیہ کا نام دیتے ہیں۔ انہوں نے علاقے میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات کو اپنی دعوت پھیلانے کے لئے بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے بڑے خوش نما نعرے لگائے ہیں جن سے عالمِ اسلام کے بہت سارے لوگ ان سے متاثر ہوئے ہیں۔

⑥ حزب اللہ کا عقیدہ ''ولایت فقیہ'' سے کیا مراد ہے:

ولائت فقیہ شیعہ کا دینی عقیدہ اور سیاسی بدعت ہے جس کی بنیاد شیعہ لیڈر خمینی نے رکھی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملکی ریاست وقیادت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس میں متعین فقہی دینی شروط پائی جائیں۔ اور وہ امام منتظر کا نائب شمار ہوگا۔ لہٰذا کوئی بھی حکم نامہ جاری کرنا یا کوئی بھی کام کرنا ہو تو دینی ولی کی طرف رجوع کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے۔ جسے امت کے لوگ منتخب کریں تاکہ وہ امام مہدی منتظر کا نائب ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی راہنمائی کر سکے۔

حزب اللہ خمینی کی ولائت میں پروان چڑھی گزشتہ صفحات میں بھی ذکر ہو چکا ہے اور آگے بھی اس بات کا کچھ تذکرہ ہوگا کہ حزب اللہ اصل میں ایرانی تنظیم ہے اور وہ ولائت دین میں ایرانی انقلابی لیڈر خمینی کی پیروکار ہے۔ خمینی کا جانشین علی خامنہ ای ہے۔

ذیل میں خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جن میں خمینی نے اپنے عقائد براء اور ولایت فقیہ کی وضاحت کی ہے۔

① ''موجودہ دور میں فقہاء ہی لوگوں کے لئے حجت وبرہان ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے حجت ودلیل تھے، اس لئے جو شخص بھی فقہاء کی اطاعت سے کنارہ کشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا مؤاخذہ کرے گا اور اس سے نافرمانی کا حساب لے گا۔''(دیکھئے: خمینی کی کتاب: ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' طبعہ مؤسسہ تنظیم ونشر تراث الامام الخمینی، طبعہ چہارم، صفحہ 109)

(۲) ''اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو تمام مومنوں کا ولی بنایا ہے۔آپ ﷺ کے بعد امام علی علیہ السلام تمام لوگوں کے ولی ہیں ۔اور آپ دونوں کی ولائت کا معنی یہ ہے کہ آپ کے شرعی احکام تمام لوگوں پر لاگو ہوتے ہیں۔بعینہ یہی ولائت آج کے فقیہ کے پاس ہے بس صرف ایک فرق ہے (خمینی نے ذرے برابر جو فرق کیا ہے وہ صرف دھوکہ دہی ہے وگرنہ ان کے عقیدے کے مطابق ولائت فقیہ آئمہ معصومین کی ولایت ہی کا تسلسل ہے۔یہ فرق صرف دینی تسلط وغلبہ کے حصول کے لئے ایک دھوکے کے سوا کچھ نہیں) کہ ایک فقیہ دوسرے فقہاء کو معزول یا عہدے کا حق دار قرار نہیں دے سکتا(اگر خمینی اپنے اس بیان میں سچا تھا تو اس نے آیت اللہ شریعت داری کو معزول کیوں کیا۔اس کے علمی اور دینی القابات اور اعزازات کیوں سلب کئے؟اور اپنے وقت میں اپنے ہی نائب آیت اللہ العظمیٰ علی منتظری کو کیوں معزول کیا اور اسے جبری طور پر عہدے سے ہٹادیا؟کیا یہ صرف اس لئے تھا کہ انہوں نے ولائت فقیہ پر اعتراض کیا تھا اور فقیہ کے اختیارات کو متعین کرنے کی ضرورت سے آگاہ کیا تھا؟جس کی سزا انہیں اپنے اپنے عہدوں سے معزولی کی صورت میں ملی) کیونکہ تمام فقہاء ولائت کی اہلیت میں برابر ہیں۔(دیکھئے خمینی کی کتاب:''الحکومۃ الاسلامیۃ''طبعہ چہارم،صفحہ 74-73)

(۲) لہٰذا جب کوئی فقیہ عالم عادل شخص حکومت کی تشکیل کی کوشش کرے تو اسے معاشرے کے ان تمام امور کی سرپرستی حاصل ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس فقیہ کی اطاعت بجالائیں اور اس کے احکام کی پیروی کریں۔(دیکھئے خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ''طبعہ چہارم،صفحہ 72)

شیعہ کا عالم آیت اللہ العظمیٰ السید محمد فضل اللہ کہتا ہے:''فقیہ کی رائے تمام اشیاء میں شرعی حکم کا درجہ رکھتی ہے۔کیونکہ فقیہ امام معصوم کا نائب ہوتا ہے اور امام معصوم نبی کریم ﷺ کا نائب ہے۔لہٰذا جس طرح نبی مکرم تمام مومنوں کی جانوں کے ان سے بھی زیادہ حق دار ہیں اسی طرح امام بھی لوگوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔اسی طرح عادل فقیہ بھی مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حق دار ہے۔(دیکھئے: محمد حسین فضل اللہ کی کتاب:''ولائت فقیہ،صفحہ 46،بحوالہ ''حزب اللہ رؤیۃ مغایرۃ،صفحہ 61)

حزب اللہ کن کے مفادات کی نگران ہے؟اور اسے مالی امداد کون فراہم کرتا ہے؟

حزب اللہ کے تمام مالی اخراجات ایرانی حکومت ادا کرتی ہے۔(ایرانی حکومت حزب اللہ کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔''لشکر بدر''اور ''جیش المہدی''نامی عراقی تنظیم کو بھی ایرانی حکومت ہی اخراجات فراہم کرتی ہے۔یہ دونوں جماعتیں ایرانی دولت کے ساتھ عراق میں سنی مسلمانوں اور سنی علمائے کرام کے قتل میں مشغول ہیں اور ایرانی شیعہ کی حمائت سے سنی مساجد پر قبضہ جمارہی ہیں)ایک تخمینے کے مطابق 1990ء میں اس کا سالانہ بجٹ ساڑھے تین ملین ڈالر تھا۔جو 1991ء میں بڑھ کر پچاس

ملین ڈالر ہو گیا، 1992ء میں یہ رقم 120 ملین ڈالر ہو گئی جبکہ 1993ء میں اس میں مزید اضافہ ہوا جس سے اس کا بجٹ 160 ملین ڈالر ہو گیا۔(دیکھئے: الشراع" میگزین میں زین محمود کا مضمون "حزب الله من الداخل أسرار و خفايا، 14 اگست 1995ء کی اشاعت۔ نیز ڈاکٹر ولید عبد الناصر کی کتاب "ایران دراسة عن الثورہ والدولة کا صفحہ 83 دیکھیں۔ بحوالہ: حزب اللہ رؤية مغايرة، صفحہ 162")جبکہ کچھ مصادر یہ بھی کہتے ہیں کہ رفسنجانی کے دور میں اس کا بجٹ 280 ملین ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔(دیکھئے: المجلہ میگزین شمارہ نمبر 11، 1013 جولائی 1999ء کا شمارہ)۔

یہ بھاری بھر کم بجٹ ایرانی حکومت کے احکامات اور اس کے مفادات کی نگرانی کے لئے مختص تھا۔ جبکہ ملکی داخلی مسائل سے حزب اللہ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس بجٹ سے حزب اللہ کو اپنے جنگجو لشکر میں خاطر خواہ اضافہ کرنے میں بڑی مدد ملی۔ حزب اللہ نے ان لوگوں کی حمائت ان کی ضروریات پوری کر کے خرید لیں۔ اس نے لوگوں کے اخلاص اور ولایت کو ڈالروں کے ساتھ خرید لیا۔ لہٰذا ہر شخص اس کا حصہ بنتا گیا۔ حتیٰ کہ ایک جنگجو کو ماہانہ پانچ ہزار لبنانی لیرہ تنخواہ ملنے لگی۔ اور لبنان میں 1096ئ میں کسی جنگجو کی یہ سب سے بھاری تنخواہ تھی۔(یہ تنخواہ ان دنوں میں تھی جب کہ ابھی لبنانی کرنسی بڑی مضبوط اور مستحکم تھی)

اس بھاری لالچ نے "أمل الشيعہ" کے جنگجوؤں کو اپنی تحریک کو چھوڑ کر حزب اللہ میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا۔ لہٰذا وہ دھڑا دھڑ حزب اللہ کے رکن بننے لگے۔(دیکھئے کتاب: الحرب السرية في لبنان، صفحہ 271، اور کتاب: "دولة حزب الله"، صفحہ 136-135)اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حزب اللہ کی اسرائیل سے آخری جنگ میں ہونے والے تمام نقصانات کو پورا کرنے کی ذمہ داری ایرانی حکومت نے اٹھائی ہے۔ ایرانی حکومت نے تباہ ہونے والے گھر اور عمارات کو نئے سرے سے تعمیر کر کے دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ ایرانی حکومت نے یہ وعدہ پورا کرنا شروع کر دیا ہے اور حزب اللہ شیعہ علاقوں جیسے الجنوب کے نواحی علاقے ہیں، ان میں لوگوں کو مالی امداد دینا شروع کر دی ہے۔(اخبار "الحياة الندنية" کے مطابق حزب اللہ نے ہر اس شخص کو 12 ہزار ڈالر دیئے ہیں جس کا گھر اس جنگ میں تباہ ہوا تھا۔ یہ پہلی قسط ہے اور دوسری قسط میں تعمیرات کے لئے مدد دی جائے گی۔ دیکھئے 9 اگست 2006ء کی اشاعت)۔ یہ مدد مکان کرائے پر لینے اور گھریلو اشیاء کی خریداری کے لئے دی جا رہی ہے۔ یہ امداد اس وقت تک جاری رہے گی جب تک منہدم مکانات دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتے۔

☆☆☆

عالم اسلام میں حزب اللہ کی لوکل برانچیں

حزب اللہ نے خلیجی ممالک اور جزیرہ عرب میں اپنی ذیلی برانچیں قائم کی ہیں۔ جن کا منہج اور عقیدہ بعینہ حزب اللہ جیسا ہے۔ ان لوکل برانچوں میں چند کا ذکر درج ذیل ہے:

① بحرینی حزب اللہ:

ایران میں شیعہ انقلاب کی کامیابی کے ساتھ ہی بیرونی ممالک میں متعدد شاخیں قائم کی گئیں جو ایرانی نظام کے ماتحت تھیں۔ ان کا مقصد مختلف ممالک میں شیعہ کے ذریعے ایرانی اثر ورسوخ میں اضافہ تھا۔ بحرین میں ہادی المدرسی کو ''الجبهة الاسلامية لتحرير البحرين'' کے نام سے تنظیم بنانے کی ہدایات دی گئیں۔ جس کا ہیڈ آفس تہران میں ہوگا۔ اس تنظیم نے ابتداء میں ایک بیان جاری کیا جس میں اپنے اغراض ومقاصد کی وضاحت کی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ۔

۲۔ بحرین میں ایرانی خمینی انقلاب کے موافق شیعی نظام حکومت کا قیام۔

۳۔ بحرین کو خلیجی ممالک کے اتحاد سے نکال کر ایران کے ساتھ منسلک کرنا۔ (دیکھئے: فلاح المدیرس کی کتاب: ''الحركات والجماعات السياسية في البحرين''، صفحہ 104-99 نیز: الأحزاب والجماعات الاسلامية، 2/539، اس میں بھی یہ عہد کیا گیا ہے کہ تحریک آزادی بحرین پہلے مرحلے میں آل خلیفہ کی حکومت کا خاتمہ کرے گی۔ جیسا کہ اس جماعت نے اپنے منشور میں ذکر کیا ہے۔ اور اسے بحرینی اسلامی انقلابی تحریک کا نام دیا ہے) یہ تنظیم ایران سے متعدد میگزین شائع کرتی تھی۔ جیسے ''الشعيب الثائر'' (انقلابی لشکر)، اور ''الثورة الرسالية'' وغیرہ ہیں۔

تحریک کا ذرائع ابلاغ کا نمائندہ عیسی مرہون تھا۔ تنظیم کے امدادی فنڈ کے لئے ''المصدوق الحسيني الاجتماعي'' یعنی مرکزی حسینی فنڈ قائم کیا گیا۔

1979ء کے اواخر میں شیعہ بحرین کی تحریک آزادی کے مرتب کردہ مظاہروں اور جلوسوں میں بھرپور شرکت کی اور یہ مظاہرے سعودی عرب کے شیعوں قطیف کے مظاہروں کے موقع پر کئے گئے۔ ان مظاہروں کے بعد جب حالات دگرگوں ہوگئے تو اس تحریک کے کارکنوں نے بحرینی انٹیلی جنس کے ایک افسر کو دھوکے سے قتل کردیا۔ جس کے جواب میں حکومت بحرین نے تنظیم آزادی پر سخت پابندیاں لگادیں اور اس کے متعدد ارکان گرفتار کرلئے۔

ان گرفتاریوں کے بعد تنظیم نے وقتی طور پر مظاہرات اور جلوس نکالنے بند کر دیئے اور آئندہ کے انقلابی اقدامات کی عملی تیاریاں شروع کر دیں، چنانچہ بحرین میں بھاری مقدار میں اسلحہ بارود اسمگل کر کے پہنچایا گیا۔(دیکھئے کتاب: لطور الحركة الوطنية والمعارضه فی الجزيرة العربية، صفحہ 13) دسمبر 1981ء میں محمد تقی المدریسی کی قیادت میں تنظیم آزادی نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی مگر یہ بغاوت بری طرح ناکام ہو گئی اور حکومت بحرین نے 73 باغی ارکان اور ان کے حمائتی گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیئے۔

80 کی دہائی میں بحرین کی تحریک آزادی کے قائدین اور ایرانی انٹیلی جنس آفیسروں کا اجتماع ہوا جس میں تحریک آزادی کا عسکری ونگ قائم کرنے پر اتفاق رائے کیا گیا۔ اس ونگ کا نام: ''حزب اللہ البحرین'' رکھا گیا۔

اس جماعت کے قیام کی ابتداء ہی میں حجۃ الاسلامیہ کے جنرل سکریٹری محمد علی محفوظ کو ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ حزب اللہ کے بحرینی ونگ کو تین ہزار تین ہزار شیعی لشکری فراہم کرے گا۔ جن کی عسکری تربیت ایران اور لبنان میں ہو گی۔ اس تنظیم کی سرگرمیاں ''الأمام'' اخبار کے 15 جون 1996ء کے شمارے میں دیکھی جاسکتی ہیں) اس تنظیم کا سربراہ عبدالأمیر الجمری کو بنایا گیا اور ان کے بعد علی سلیمان نے اس کی قیادت سنبھالی ہے۔

ہادی المدرسی تحریک آزادی بحرین کا قائد اس نئے ونگ کا مرشد اور امداد کنندہ سربراہ ہے۔ اسی طرح محمد تقی المدریسی نے اس نئے ونگ کو فکری اور اعتقادی رہنمائی دی۔

ان تمام مراحل کے بعد یہ نیا ونگ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہو گیا اور اس نے ملک میں فتنہ فساد برپا کر دیا اور کچھ اہم علاقوں اور ان کے گرد ونواح میں اپنا غلبہ قائم کر لیا۔ اس تنظیم کا پہلا اور بنیادی مقصد موجودہ نظام حکومت کو ختم کر کے ایرانی شیعہ کے زیر اثر حکومتی نظام قائم کرنا تھا۔ اس بات کی تاکید وتصریح آیۃ اللہ روحانی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ ''بحرین ایران کے تابع ہے اور بحرین اسلامی جمہوریہ ایران کا ایک ٹکڑا ہے۔''(دیکھئے: ''الحركات والجماعات السياسية فی البحرين'' مؤلفہ: فلاح المدیرس، صفحہ 100-99)

اس تنظیم کے اہم ترین کارنامے 1994ء میں ہونے والے فسادات، ہنگامہ آرائی اور غنڈہ گردی ہے۔ یہ بدترین ہلڑ بازی اور غنڈہ گردی مختلف تنظیمی ناموں سے کی گئی۔ مثلاً کبھی کاروائی کو ''منظمۃالوطن السلیب'' کی کاروائیاں قرار دیا گیا۔ حالانکہ حقیقت میں یہ ساری تنظیمیں اوران کی کاروائیاں ایک ہی جماعت ''حزب اللہ البحرین'' کی کارستانیاں تھیں۔

بعد ازاں یہ تمام نام ایک ہی تنظیم میں مدغم ہوگئے اور نئی تنظیم ''جمعیۃ الوفاق الوطنی الأسلامیۃ'' کے نام سے قائم کردی گئی۔ جس کی قیادت علی سلمان کو سونپی گئی۔ اس نئی تنظیم کو سیاسی اور صحافتی میدان میں خدمات کے لئے مختص کردیا گیا۔ جبکہ عسکری اور تنظیمی کاروائیاں عسکری ونگ حزب اللہ البحرین کے سپرد کردی گئیں۔

یہی تنظیم ایک اور فرضی نام سے اپنے ہیڈ کوارٹر لندن سے ''صوت البحرین'' کے نام سے ایک ماہنامہ شائع کرتی تھی۔ اس ماہنامہ میں اس نے اپنے اہداف مقاصد اور مطالبات بیان کئے۔ اسی ماہنامے میں اپنی کاروائیوں کی تفصیلات بھی بیان کرتے۔ یہ تنظیم بعض بیرونی تنظیموں سے چندہ بھی وصول کرتی۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس تنظیم نے صرف لندن فورم سے 80ہزار ڈالر سے زیادہ چندہ جمع کیا۔

بحرین کی حزب اللہ تنظیم، حرکۃ أحرار البحرین کے اسلوب پر عمل کرتی ہے جس میں سیاسی اور دفاعی کاموں کی تکمیل شامل ہے تاکہ لوگ ان پر اعتماد کریں اور اس تنظیم کا عسکری ونگ اپنی مطلوبہ کاروائی آسانی سے مکمل کرسکے۔

حرکۃ أحرار البحرین (بحرین کی تحریک آزادی) کے اہم ترین مسئولین درج ذیل ہیں: ۱۔ سعید الشہابی، ۲۔ مجید العلوی، ۳۔ منصور الجمری، 1966ء میں بحرین میں قتل وغارت، جلاؤ گھیراؤ اور تخریب کاری کے متعدد حادثات ہوئے۔ جن کی منصوبہ بندی ایران میں کی گئی اور ان کی تنفیذ بحرین میں ہوئی 14 مارچ 1996ء میں حزب اللہ البحرینی نے ایک ہوٹل جلادیا جو ''سترہ وادیان'' کے علاقے میں واع تھا۔ اس میں سات ایشائی باشندے قتل ہوگئے تھے۔ اور یہ قتل وغارت شیعہ کی دشمنی کی بدترین سیاہ واردات تھی۔ 21 مارچ 1996ء کو انہوں نے ''الزیافی'' گیراج کو آگ لگادی اور شوروم میں موجود تمام گاڑیاں جلاکر راکھ کا ڈھیر بنادیں۔''

پھر ان کی دشمنی اور کینہ عروج پر پہنچ گیا اور انہوں نے 6 مئی 1996ء کو 9 بڑے بڑے تجارتی مراکز میں آگ لگادی اور انہیں تباہ وبرباد کردیا اسی طرح ان بدکرداروں نے متعدد اسکول اور پلازے جلاکر تباہ کردیئے۔ کئی عوامی بجلی گھر، ٹیلی فون تنصیبات اور

بحرین کے اسلامی بنک کو جلادیا۔(ان غنڈوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان مدارس، بجلی گھروں اور ٹیلی فون تنصیبات کا کیا جرم ہے؟)

بحرین کے نیشنل بینک اور انٹر نیشنل نمائش سنٹر کو بھی انہوں نے اپنی تخریبی کاروائیوں کا نشانہ بنایا۔ان کی ان تمام کاروائیوں کا مقصد ملکی معیشت اور اقتصادیات کو برباد کرنا تھا۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

1996 کے پہلے چھ مہینوں میں ریڈیو تہران مسلسل فتنوں اور اضطراب انگیزی کو ہوا دیتا رہا۔ حکومت، بحرین کے خلاف بغاوت کو ابھارتا رہا اور اس کے استحکام کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

چنانچہ 13 فروری 1996ء کو ریڈیو تہران نے اتوار اور سوموار کو دو دن تجارتی ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ جبکہ 15 فروری 1996ء کو اعلان کیا گیا کہ اس سال عید الفطر نہیں منائی جائے گی۔

اسی طرح 2 مئی 1996ء کو ریڈیو تہران نے بحرین کے عوام کو اپنی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کرنے اور عید الاضحی کا بائیکاٹ کرنے کی دعوت دی۔(ایک طرف مسلمانوں کی متفقہ عید، عید الفطر اور عید الاضحی کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف خالص شیعی عید ''عید الغدیر اور عید نوروز کو زور و شور سے منایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ مجوسی کا تہوار بھی خاص اہتمام سے منایا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل والے دن خصوصی جشن منایا جاتا ہے۔ جسے ''فرحۃ الزہراء'' کا نام دیتے ہیں۔ لیکن یہ ظالم ایسی کسی عید اور جشن کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کرتے!)

یہ ریڈیو حسد و دشمنی سے بھرے لوگوں کو اسی طرح ابھارتا رہا۔ حتیٰ کہ ریڈیو نے 22 مارچ 1996ء کو اعلان کیا کہ حکومت بحرین، بحرینی عوام کے مطالبات کے سامنے بے بس ہو گئی اور عوامی مطالبات پورے کرنے سے عاجز آگئی ہے۔(دیکھئے ریڈیو تہران کی خصوصی نشریات) عوامی مطالبات سے ان کی مراد شیعی مطالبات تھے۔ مثلاً حکومت کا تختہ الٹنا اور اسے ایرانی حکومت کے طرز پر ایک نئی شیعی حکومت میں تبدیل کرنا وغیرہ۔

اس بات کی دلیل کویت کی خبر رساں ایجنسی کی 15 جون 1996ء کی اشاعت میں بھی ملتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا کویت میں چھوڑا ہوا بھاری مقدار میں اسلحہ خریدا ہے اور اسے اسمگل کر کے بحرینی حزب اللہ کو فراہم

کر دیا۔ چنانچہ اخبار لکھتا ہے کہ ایرانی حکومت کی طرف سے ملنے والے احکامات کے تحت بحرینی حزب اللہ طویل المدت منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔۔ جس کے تحت اسلحہ کی اسمگلنگ بحرین میں جاری رہے گی۔ تاکہ سیکورٹی ادارے اس سازش کو ایک ہی مرتبہ پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اسی طرح اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ یہ اسلحہ مختلف خفیہ ارکان تک مختلف علاقوں میں بروقت تقسیم بھی کیا جائے۔

گزشتہ کاروائی کا اعتراف بحرینی حزب اللہ کے قائد علی احمد کاظم المتقوی نے بھی کیا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''ہم نے ایرانی انٹیلی جنس آفیسر احمد شریفی کے ساتھ ایک خفیہ میٹنگ کی جس میں اس نے ہمیں سمندر کے راستے اسلحہ اسمگل کر کے بحرین پہنچانے کا پروگرام دیا ہے۔''

ملزم جاسم خیاط نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اسلحے کو اسمگل کرنے کا مقصد بحرینی حکومت کا خاتمہ کرنا ہے۔ عسکری قوت استعمال کر کے اس حکومت کو ختم کر کے اس کی جگہ ایرانی شیعہ حکومت کے ماتحت حکومت قائم کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اس نے یہ وضاحت بھی کی کہ پہلی سپلائی کرج چھاؤنی میں پہنچائی گئی جو کہ تہران کے شمال میں واقع ہے۔ یہ کاروائی ایرانی انٹیلی جنس آفسر محمد رضی آل صادق اور میجر وحیدی نے کی ہے۔

عوام کو حکومت کے خلاف مشتعل کرنے کا کام شیعی خطیب علی احمد حبیل کر رہا ہے۔ وہ اپنے خطابات میں لوگوں کو حکومت کے خلاف پُر تشدد کاروائیاں کرنے اور حکومت مخالف پراپیگنڈہ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اس نے کئی پارٹیاں تشکیل دی ہیں ۔جو بحرینی حزب اللہ میں شامل ہو کر تخریبی کاروائیاں کریں گی۔ (ان ملزمان کے اعترافات ان دنوں بحرینی ٹیلی وژن کی خصوصی بلیٹن میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ نیز ان دنوں کے بحرینی اخبارات میں بھی ان کی تفصیل چھپی تھی)۔

اسی طرح حزب اللہ کے داعی عبدالوہاب حسین کا کردار بھی بڑا اہم ہے۔ وہ حزب اللہ کے اراکین کو سیکورٹی اور انٹیلی جنس کے اداروں کے ساتھ نپٹنے کے طریقے سکھاتا ہے۔ وہ اراکین کی خصوصی تربیت کرتا ہے کہ کس طرح خفیہ ادارے والوں کے حساس سوالات کا جواب دینا ہے۔ لوگوں کی ذہن سازی کیسے کرنی ہے اور انہیں حکومت مخالف رویے پر کیسے تیار کرنا ہے۔

شیعہ خطیب عباس حبیل کو محمد الریاش نامی شخص کے ذریعے عبدالوہاب حسین اور حزب اللہ کے لیڈر عبدالامیر الجمری کی ہدایات ملتی تھیں۔

ان دنوں بحرین کے وزیر اطلاعات اور قومی اسمبلی کے اسپیکر نے وضاحت کی کہ بحرینی حزب اللہ ایران کے عسکری کیمپوں میں جنگی ٹریننگ حاصل کر رہی ہے مثلاً تہران کے شمال میں گرج چھاؤنی میں ایسے لوگوں کو تربیت دی جارہی ہے۔جب ایران پر حزب اللہ بحرینی کی تخریبی کاروائیوں کے سلسلے میں سیاسی دباؤ ڈالا گیا تو یہ دہشت گرد گروپ لبنانی حزب اللہ کے معسکرات میں منتقل ہو گئے۔

ان عسکریتی کیمپوں میں حزب اللہ کو جدید اسلحہ، بم دھماکوں اور جسمانی دفاع کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔انہیں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خفیہ معلومات جمع کر کے ہیڈ آفس تک منتقل کی جاتی ہیں۔خفیہ اداروں کے اہم دستاویزات تک کیسے رسائی حاصل کرنی ہے اور ان میں کس طرح تبدیلی اور تحریف کرنی ہے۔(اس بات کی وضاحت وزیر داخلہ شیخ محمد بن خلیفہ آل خلیفہ نے کی ہے۔اسی طرح ان دنوں کے تمام اخبارات میں بھی یہ بات دیکھی جاسکتی ہے)۔

1996ء کے فسادات اور ہنگامہ آرائی میں بحرینی حزب اللہ کے درج ذیل راہنماؤں نے بھرپور حصہ لیا۔

۱۔ علی احمد کاظم المتقوی: اس کا تعلق مالی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جنس کے ساتھ رابطہ آفیسر کی ہے۔

۲۔ عادل الشعلہ۔یہ عسکری تربیت کا ممبر ہے۔

۳۔ خلیل سلطان۔اس کا تعلق ذرائع ابلاغ سے ہے۔

۴۔ جاسم حسن منصور الخیاط۔انٹیلی جنس اور سیکورٹی ادارے کا ممبر ہے۔

۵۔ محمد حبیب۔یہ بحرینی شیخ ہے جو کویت میں مقیم ہے۔

۶۔ حسین احمد المدیفع

۷۔ حسین یوسف علی

۸۔ خلیل ابراہیم عیسی الحایکی (اب تک بحرینی حزب اللہ کے 44 اراکین گرفتار ہو چکے ہیں۔1996ء میں بحرینی حزب اللہ کی تخریبی کاروائیوں میں ہونے والے نقصانات کا ایک ادنیٰ سا اندازہ ایک کروڑ باون لاکھ چوبیس ہزار چھ سو اٹھاون ڈالر لگایا گیا ہے (1,52,24,658$)۔

ان فسادات کے بعد حکومت بحرین نے شیعہ افراد اور ان کے لیڈر علی سلمان، عبدالأمیر الجمری، آیۃ اللہ محمد مند اور دیگر خطباء اور مشائخ کو بہت سی مراعات دیں اور انہیں خصوصی رعائتیں دیں تاکہ ملکی انتشار و فساد کا خاتمہ کیا جاسکے۔لیکن اس سب کے باوجود یہ خبیث ابھی تک اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل اور اپنے مجرمانہ اہداف کے حصول میں پوری طرح مستعد ہیں۔حزب اللہ کا

آخری گھناؤنا منصوبہ جو 2006ء میں پکڑا گیا وہ یہ تھا کہ حکومت بحرین کو پتہ چلا کہ ایرانی حکومت حزب اللہ کے ذریعے سے بحرین کے مختلف علاقوں میں زمینیں خرید کر شیعہ لوگوں میں تقسیم کر رہی ہیں تاکہ شیعہ آبادی میں اضافہ کیا جاسکے۔ایران کی حمائتی تنظیموں اور جماعتوں میں بالواسطہ طریقے سے امدادی رقوم تقسیم کی جارہی ہیں۔بلکہ سیکورٹی اداروں کی رپورٹ کے مطابق تہران کے قریب امام علی چھاؤنی میں حزب اللہ بحرین کے اراکین کو تربیت دینے کے لئے معسکر کو دوبارہ بنادیا گیا ہے اوراس کی تشکیل نو کی جارہی ہے۔

حزب اللہ لبنانی کے کئی لیڈروں نے اس معسکر میں ملاقاتیں کی ہیں۔ان میں ایک ملاقات مکرم برکات اور بحرینی شیعہ جنگجوؤں کی ہوئی جو پہلے دمشق اور پھر بیروت میں منعقد ہوئی۔ان ملاقاتوں میں بحرین میں شیعہ اثر ورسوخ کو بڑھانے کے لئے شیعہ تحریک کو فعال بنانے اور سیاسی عمل میں تنظیم سازی پر غور وفکر کیا گیا۔اس ملاقات میں حسن نصر اللہ نے شیعی افرادی قوت مہیا کرنے کا عہد تاکہ ایرانی شیعی پلان کو مکمل کیا جاسکے۔اسی طرح اس میٹنگ میں اقتصادی اثر ورسوخ میں اضافے کی قرارداد بھی منظور کی گئی ۔تاکہ شیعہ تاجروں کو بھی سرگرم کیا جاسکے۔یہ کام شیعہ تاجروں کو بھاری امدادی رقوم دے کر اور ان کے ساتھ کاروباری شراکت کرکے کیا جاسکے۔تاکہ بحرین کی اقتصادیات پر شیعہ کنٹرول ہوسکے اور بعد میں بعض بنیادی ضروریات زندگی کو مارکیٹ سے غائب کرکے مصنوعی قلت اور بحران پیدا کرکے حکومت کو اپنے مزید مطالبات ماننے پر مجبور کیا جاسکے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایرانی انٹیلی جنس ادارے بحرینی شیعہ کو انتخابات میں بھرپور شرکت کے لئے ہر قسم کی امداد فراہم کریں گے تاکہ قومی اسمبلی میں شیعہ ممبران کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکے۔تاکہ وہ شیعہ مفادات کے مطابق قانون سازی کرسکیں اور ایسے قانون اسمبلی سے پاس کراسکیں جو خلیجی اور عربی ممالک میں ایرانی مفادات کی حمایت اور تحفظ کا کام دے سکیں ۔(دیکھئے:الأحزاب والحرکات والجماعات الأسلامیۃ:12/58)

حجازی حزب اللہ

1979ء میں ایران میں خمینی انقلاب کے قیام کے شروع ہونے اوراس کے غلبے کے فوراًبعد ایرانی حکمرانوں نے اپنے سعودی ایجنٹوں کو سعودی حکومت کے خلاف بغاوت کا حکم دے دیا۔ایرانی حکومت کی اس تحریض وتحریک پر 1400ھ میں ضلع قطیف میں شیعہ آبادی نے بغاوت کردی۔اس بغاوت میں کچھ اس طرح کے نعرے لگائے گئے ''ہم حسینی مذہب کے پیروکار ہیں:''ہمارا قائد خمینی ہے''۔سعودی حکومت کو ختم کرکے دم لیں گے۔''

''شاہ فہد اور خالد کی حکومت کا تختہ الٹ کر رہیں گے۔'' وغیرہ وغیرہ!! پھر جیسے ہی سعودی شیعہ قیادت اور ایرانی حکومت میں تعلقات مضبوط ہوئے اور خمینی انقلاب کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو سعودی شیعہ کو حسن الصفار کی قیادت میں ایک نئی تنظیم بنانے کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا ''منظمہ الثورہ الاسلامیہ لتحریر الجزیرۃ العربیہ'' کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دے دی گئی جس کے لیڈر اور منتظم حسن الصفار تھے۔ اس تنظیم کا معنی ہے ''جزیرہ عرب کی آزادی کے لئے اسلامی انقلابی تنظیم''۔ (دیکھئے: الأحزاب والحرکات الجماعات الاسلامیہ: 2/581)

بعد میں اس تنظیم کا نام ''منظمۃ الثورۃ الاسلامیہ فی جزیرۃ العربیہ'' (جزیرہ عرب میں اسلامی انقلابی تنظیم) رکھا گیا۔
اس تنظیم کے اغراض و مقاصد کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ایران میں برپا ہونے والے خمینی انقلاب کی حمایت اور اسے عالم اسلام میں غالب کرنے کی کوششیں کرنا۔
۲۔ جزیرہ عرب یعنی سعودی عرب کی سنی اسلامی حکومت کو ختم کرنا اور ایرانی حکومت کے تابع خمینی حکومت قائم کرنا۔

کیونکہ اس تنظیم کے نزدیک سعودی حکومت اور دیگر خلیجی حکومتیں کافر طاغوتی حکومتیں ہیں۔ جبکہ تنظیم خود کو ایرانی انقلاب کا ایک حصہ شمار کرتی ہے۔ اسی لئے شیخ حسن الصفار جو کہ اس تنظیم کا منتظم و مرشد ہے: کہتا ہے کہ ''ہمیں ایران سے بھاری امداد اور حمایت کی توقع ہے جو انقلابی اہداف کو پورا کرنے کے قابل ہو۔'' (الأحزاب والحرکات والجماعات الاسلامیہ، 2/588)

تنظیم کا خیال ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کے لئے ہی تشکیل دی گئی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ قائدین کا ہجرت کر جانا اور ملک سے باہر رہ کر مطلوبہ کردار ادا کرنا تاکہ وہ مکمل آزادی سے اپنا کام سرانجام دے سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی تنظیموں اور موسسات کا ہونا ضروری ہے جو تحریک انقلاب کی فکری، اخلاقی اور نظریاتی حمایت کرے۔
۲۔ اسلحے کے بغیر شیعہ انقلاب برپا کرنا ناممکن ہے۔
۳۔ تحریک انقلاب کی معاون تنظیموں کی تشکیل تاکہ وہ اہداف کے حصول میں تحریک کی مددگار بن سکیں۔

اس تنظیم کا ہیڈ آفس ایران میں تھا۔ پھر کچھ عرصہ دمشق میں قائم رہا اور آخر میں لندن میں قائم کیا گیا۔

تنظیم اپنا مشہور سالہ ''اسلامی انقلاب'' بھی شائع کرتی تھی۔اور یہ رسالہ 80 کی دہائی میں شائع ہوتا رہا۔لیکن جب تنظیم کو احساس ہوا کہ ان کی تنظیم اور میگزین کا نام ان کے مفادات کے خلاف اثر دکھا رہا ہے اور بعض عوامی حلقوں میں اسے پذیرائی نہیں مل رہی تو انہوں نے 1990ء کے اواخر اور 1991ء کے شروع میں تنظیم کا نام تبدیل کر دیا اور نیا نام ''منظمۃ الثورۃ الاسلامیۃ فی الجزیرۃ العربیۃ''(جزیرہ عرب میں اسلامی انقلابی تنظیم) سے بدل کر ''الحرکۃ الاصلاحیۃ الشیعۃ فی الجزیرۃ العربیۃ''(جزیرہ عرب میں شیعہ اصلاحی تحریک) رکھ دیا۔

اسی طرح میگزین کا نام ''اسلامی انقلاب'' کی بجائے ''میگزین جزیرہ عرب'' رکھ دیا گیا۔(مجلۃ الجزیرۃ العربیۃ)۔

اس کے ساتھ ساتھ تنظیم نے ''دار الصفا'' کے نام سے پبلشنگ ادارہ بھی بنایا جو سعودی حکومت اور عوام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے پر مشتمل کتابیں نشر کرتا۔یہ ادارہ تنظیم کی خصوصی امداد پر ایسی رپورٹیں شائع کرتا جو خصوصی طور پر مغربی یہودی تنظیموں کو ارسال کی جاتیں کیونکہ تنظیم کے مغربی پارلیمنٹری کے ساتھ گہرے تعلقات و روابط تھے۔

اس طرح اس مجلہ الجزیرہ العربیۃ نے جنوری 1991ء سے 1993ء کے نصف تک تقریباً تیس شمارے نکالے۔اس میگزین کو بھاری مغربی امداد ملتی تھی یہ غیر ملکی مغربی تنظیمیں بھی سعودی عرب کے اسلامی نظام حکومت کے ساتھ عدوات کی بنا پر اس میگزین کی بھرپور سپورٹ کرتی رہیں تاکہ سعودی عرب میں امن وامان کو درہم برہم کر کے لوگوں میں اضطراب اور بے چینی کی فضا کو ہوا دی جا سکے۔اس میگزین کا چیف ایڈیٹر حمزہ الحسن تھا اور ایڈیٹر عبد الأمیر موسیٰ تھا۔چونکہ اس تنظیم نے اپنے اہداف کے حصول کے لئے متعدد تنظیمیں اور جماعتیں تشکیل دی تھیں اس لئے انہوں نے اپنے مطالبات منظور کرانے کے لئے حقوق انسانی کی تنظیم بھی بنا ڈالی۔مگر اس نے تنظیم سے دور رہنے اور امریکی نظام کے قریب تر رہنے کو ترجیح دی۔کیونکہ بے شمار امریکی اور یہودی تنظیمیں پہلے ہی تنظیم کے ساتھ منسلک تھیں۔لہٰذا انہوں نے ''الجنۃ الدولۃ لحقوق الانسان فی الخلیج والجزیرۃ العربیۃ''(خلیج اور جزیرہ عرب میں انسانی حقوق کی انٹرنیشنل تنظیم) کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔اس تنظیم نے انگریزی میں ایک میگزین Arabia Moniter بھی شائع کیا۔یہ میگزین مبالغہ آرائی اور جھوٹ پر مبنی تفصیلی رپورٹیں اور مضامین شائع کرتا اور انقلابی تنظیم کے افکار و نظریات کی ترجمانی کرتا تھا اس تنظیم کا واشنگٹن میں نمائندہ جعفر الشایب تھا۔لندن میں بو خمسین جبکہ صادق الجبران اداری کاموں میں اس کا معاون تھا۔جبکہ توفیق السیف اس تنظیم کا اہم ترین رکن اور حرکۃ اصلاحیہ الشیعہ کا جنرل سیکریٹری تھا۔جزیرہ عرب میں شیعہ کی اصلاحی تحریک (منظمۃ الثورتہ الاسلامیہ فی الجزیزۃ العربیۃ) کے مشہور ترین سابق راہنما یہ ہیں:

۱۔ حسن الصفار جو اس تنظیم کا منتظم، مرشد اور موسس تھا۔
۲۔ توفیق السیف، جنرل سیکریٹری۔
۳۔ حمزہ الحسن ''الجزیرہ العربیۃ'' میگزین کا چیف ایڈیٹر۔
۴۔ مرزا الخویلدی: دار الصفا پبلشنگ ادارے کا منیجر۔

ان کے علاوہ دیگر راہنما بھی اس تحریک سے وابستہ رہے جیسے عادل سلمان حبیب ابراہیم، فؤاد ابراہیم، محمد الحسین، زکی المیلاد، عیسیٰ المزعل، جعفر الشایت، صادق الجبران اور فوزی السیف وغیرہ۔

1993ء 1994ء میں سعودی حکومت اور شیعہ تحریک کے درمیان ایک صلح نامہ طے پایا۔ جس کی رُو سے شیعہ تنظیم بیرونِ ملک قائم اپنے دفاتر اور ملکی سطح کے میگزین ورسائل بند کردے گی اور بیرونِ ملک سیاسی سرگرمیاں ختم کردے گی۔ یہودی مغربی تنظیموں کے ساتھ اپنے روابط اور تعلقات کو ترک کردے گی۔ اور حکومتی اداروں میں خفیہ کاروائیوں اور معاشی تخریب کاری سے رُک جائے گی۔

ایران کے خمینی انقلاب کی حقیقت حال کے کھل جانے کے بعد جب لوگوں کو علم ہو گیا کہ یہ ایک خالص شیعی بغاوت تھی جو علاقے میں شیعہ کی سیاسی چودہراہٹ کے قیام کی کوشش کر رہی تھی۔ اور ان لوگوں نے اپنے عقیدے تقیہ کے مطابق دینی اور سیاسی میدان میں لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ تو شیعہ کے کچھ لیڈر واپس سعودی عرب آ گئے تاکہ وہ اندرونِ ملک مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے اپنا اپنا کردار نئے سرے سے ادا کر سکیں۔ جبکہ کچھ لیڈر بیرونِ ملک ہی رک گئے تاکہ اپنے بھائی بندوں کی شروع کی ہوئی تحریک کو اس کے حتمی انجام تک پہنچا سکیں اور مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ (ان لیڈروں میں سے کچھ وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے صلح نامے پر دستخط بھی کئے تھے۔ جبکہ دیگر ایسے لیڈر بھی تھے جو اس صلح نامے میں شریک نہیں ہوئے تاکہ اپنا پلان مکمل کر سکیں اور بیرونِ ملک رہ کر مغربی اور یہودی تنظیموں سے فنڈ بٹورتے رہیں۔ ان بیرونِ ملک رہائش پذیر لیڈروں میں سے ایک علی آل احمد ہے جو کہ سعودی حکومت کے اسلامی نظام کے دشمن ہر گروہ اور تنظیم کے ساتھ قریبی تعلقات استوار رکھتا ہے)۔

اس گروہ کی آخری کاروائی کی وضاحت حسن الصفار نے قطیف کے ایک شیعی جشن میں اکتوبر 2006ء میں کی کہ اگر حکومت سعودیہ ان کے مطالبات تسلیم نہیں کرتی تو شیعہ ملک میں دھماکے شروع کر دیں گے جیسا کہ 1400ھ میں شیعہ بم دھماکے کر چکے ہیں اور 1407ھ میں مکہ مکرمہ میں فسادات اور قتل وغارت کا بازار گرم کر چکے ہیں۔

حجازی حزب اللہ کا عسکری وِنگ

اسی کی دہائی کے نصف ثانی میں تقریباً 1987ء میں جزیرہ عرب کی اسلامی تنظیم نے اپنا عسکری ونگ قائم کیا۔اوراسے ''حزب اللہ الحجاز''کا متفقہ نام دیا گیا۔(شیعہ کے اس عسکری ونگ کو حجازی اس لئے قرار دیا گیا کیونکہ شیعہ سعودی حکومت کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں اور شیعہ کاامام خمینی سعودی عرب کو حجاز ہی کہتا تھا۔حالانکہ سعودی عرب کو حجاز کانام دینا کچھ درست نہیں ہے۔خصوصاً جبکہ حجازی لوگ سنی مسلمان ہیں اور شیعہ سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں)۔یہ عسکری ونگ سعوی عرب میں دہشت گردی کی وارداتیں کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ایام حج میں فتنہ وفساد اور دہشت گردی کاروائیاں کرنے کے لئے اس کو ایرانی انقلابی گارڈ کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔

اس تنظیم کی تشکیل ایرانی خفیہ ایجنسی کے افسر احمد شریفی کے زیر انتظام انقلابی طرز پر کی گئی۔اس تنظیم میں بعض سعودی شیعہ طالب علموں کو بھرتی کیا گیا جو ایران کے شہر ''قم''میں زیر تعلیم تھے۔لیکن بعد میں حزب اللہ حجازی اور شیعہ تنظیم ''منظمة الثورة الاسلامیه فی جزیرة العرب'' کے افراد میں باہمی اختلاف ہو گئے۔ہر کوئی سیاسی میدان میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے اور اپنی ہدایات پر عمل پیرا ہونے پر زور دیتا تھا۔لہٰذا ایرانی منتظمین کی قیادت نے احد شریفی کے زیرِ نگرانی دونوں تنظیموں کی الگ الگ ذمہ داریاں مقرر کر دیں۔اور عسکری کاروائیوں کی ذمہ داری حزب اللہ الحجازی کے سپرد کی گئی۔

1407ھ کے حج کے دنوں میں حزب اللہ الحجازی کے شیعہ کارکنوں نے ایرانی انقلابی گارڈ کے تعاون سے ایک بہت بڑا جلوس نکالا جس کا مقصد حجاج کرام کو قتل کرنا اور عوامی پراپرٹی کو نقصان پہنچانا اور مسجد حرام اور مقدس مقامات میں فتنہ وفساد برپا کرنا تھا۔(ان جرائم میں ایرانی انقلابی گارڈ کے ملوث ہونے کو ثبوت دیکھئے کتاب :''الحرس الثوری الایرانی''،مؤلفہ :کینیث کا تزمان،صفحہ 195 جبکہ سعودی شیعہ کی کارگزاری کی وضاحت جناب نے اپنی کتاب ''الآثار النبویة'' کے صفحہ 11 پر کی ہے)۔

اسی طرح یونیورسٹی آف عربک کنٹریز نے بھی مکہ مکرمہ میں ایرانی سازشوں اور 1407ھ کے حج کے موقع پر ان کے فسادات کی تصریح کی ہے۔یونیورسٹی نے اپنی رپورٹ میں دیگر خلیجی ممالک میں بھی ایرانی خطرے سے آگاہ کیا ہے۔دیکھئے:یونیورسٹی کی رپورٹ:ق4695۔د۔غ۔ع۔25/8/1987ء)۔

9صفر 1417ء بمطابق 25جون 1996ء کو حزب اللہ کے کارکنان نے خبر شہر کے رہائشی پلازے میں ایک گاڑی کی تیل والی ٹنکی میں بم رکھ کر شدید دھماکہ کیا۔اس گاڑی کو پلازے کے پاس روک کر دہشت گرد خودکاروں میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ان کے فرار کے ٹھیک چار منٹ بعد پٹرول والی ٹنکی زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے بھاری جانی ومالی نقصان ہوا۔

اس مجرمانہ کاروائی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اہم ترین کردار درج ذیل غنڈوں نے ادا کیا:
ا۔ھانی الصائغ ،۲۔مصطفی القصاب،۳۔جعفر الشویخات،۴۔ابراہیم الیعقوب۔۵۔علی الحوری ،۶۔احمد المغسل(یہی شخص عسکری ونگ کا منتظم ہے۔اور خبر شہر میں بم دھماکے کا مرکزی قائد ہے)۔۷۔حسین آل مغیض ،۸۔عبدالہہ الجراش،۹۔شیخ سعید البحار،۱۰۔الشیخ عبدالجلیل السمین۔

خبر شہر کے رہائشی پلازے ہیں بم دھماکے کے بعد ہانی الصائغ کو کنیڈا سے امریکی تعاون سے گرفتار کر لیا گیا۔جبکہ عبدالکریم ناصر ،احمد المغسل اور ابراہیم الیعقوب اور علی الحوری ایران فرار ہو گئے۔جعفر الشویحات کو شام فرار کرادیا گیا جبکہ اس کی گرفتاری کے دوسرے ہی دن اس کی خودکشی کا اعلان کیا جاچکا تھا۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایرانی حکومت کے حکم پر اسے شام کی کسی جیل میں شامی انٹیلی جنس نے قتل کر دیا تھا تاکہ خبر شہر کے بم دھماکے کا اصل مجرم ختم ہو جائے اور اس سے حاصل ہونے والی اہم معلومات کا ذریعہ باقی نہ رہے۔

اس جماعت کے اہم ترین رکن عبدالکریم الناصر حزب اللہ کے اہم لیڈر شمار ہوتے ہیں۔جبکہ دیگر افراد میں فاضل العلوی، علی المرہون، مصطفی المعلم، صالح رمضان شامل ہیں۔جنہیں بم دھماکے سے قبل ہی گرفتار کر لیا گیا جبکہ وہ اس دھماکے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے ان کی گرفتاری کے باعث احمد المغسل نے دیگر لوگوں کو بم دھماکے سے اڑانے کی ذمہ داری سونپی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

ان کے اہم ترین راہنما اور قائدین میں الشیخ جعفر علی المبارک، عبدالکریم کاظم الجبیل اور ہاشم الشخص شامل ہیں۔یہ تینوں افراد اس تنظیم کے منتظمین اور امدادی سپورٹر شمار ہوتے ہیں۔(یہ تینوں اشخاص ''حجۃ الاسلام والمسلمین'' کے لقب سے ملقب ہیں۔جس کا مطلب ہے کہ یہ شخص اجتہاد کے درجے کو پہنچ چکے ہیں اور یہ مقام شیعہ کے ہاں بہت بلند واعلیٰ رتبہ ہے)۔
ان کے علاوہ بہت ساری جماعتیں اور گروہ ہیں جن کے ملنے سے تنظیم کی مکمل ہیئت بنتی ہے۔

اس تنظیم کے افراد ایران اور لبنان میں عسکری اور تخریبی تربیت حاصل کرتے ہیں تاکہ اسلامی حکومتیں الٹنے اور ایرانی انقلاب کے زیر اثر نظام حکومت ان ملکوں میں قائم کرنے کے خفیہ منصوبوں پر عمل کر سکیں۔(درج بالا معلومات اور خبریں ''جریدۃ الریاض ''کے 4ذی القعدہ 1425ھ بمطابق 6دسمبر2005ء کے شمارے ،کتاب ''الأحزاب والحرکات والجماعات الاسلامیۃ: 601-2/58اور انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی ہیں۔جبکہ دیگر مصادر سے استفادہ بھی کیا گیا ہے'')۔

اگرچہ اس عسکری ونگ کے متعدد کمانڈر گرفتار ہو چکے ہیں اور کچھ قائد اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں،تاہم اس تنظیم نے سیاسی اور ابلاغی کوششیں بیرونِ ملک سے جاری رکھی ہوئی ہیں اور تنظیم ابھی تک اپنے شیعی عوام کو اشتعال دلانے اور حکومتی دشمنی اور عداوت پر ابھارنے والے رسائل اور میگزین شائع کر رہی ہے۔حکومت سعودیہ کے خلاف علم بغاوت تاحال بلند کئے ہوئے ہے اور سعودی حکومت سے آزادی کی کوششوں میں ابھی تک سرگرم ہے۔(دیکھئے: حزب اللہ الحجاز کا بیان ،مؤرخہ 9/3/2005)اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے انٹرنیٹ ویب سائٹ کھولی ہوئی ہے جہاں پر اپنی باغیانہ اور تخریبی نشریات جاری رکھے ہوئے ہیں۔

کویتی حزب اللہ

کویتی حزب اللہ اسی کی دہائی میں حزب اللہ لبنانی کی تاسیس کے بعد قائم کی گئی۔اس تنظیم نے متعدد خیالی تنظیموں اور جعلی ناموں سے کام کیا۔مثلاً''طلاغ تغییرالنظام للجمہوریۃ الکویتیۃ''،''صوت الشعیب الکویتی الحر''،''منظمۃ الجہاد الاسلامی ''اور ''قوات المنظمۃالثوریۃ فی الکویت''۔حالانکہ ان تمام تنظیموں کی اصل حزب اللہ الکویت ہی ہے۔(دیکھئے: الحرکۃ الشیعۃفی الکویت،مؤلفہ ڈاکٹر فلاح المدیرس،صفحہ 31-30)۔

حزب اللہ کی اس برانچ کی بنیاد کویتی شیعہ کے ان طلباء نے رکھی جو ایرانی شہر ''قم''کے حوزہ دینیہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔(خلیجی ممالک میں حزب اللہ کے موسسین اور کارکنان کی بھرتی 'قم''شہر ہی سے ہوتی ہے جبکہ یہ لوگ وہاں کے حوزہ علمیہ میں شیعی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں)۔اس تنظیم کے اکثر کارکن کے ایرانی انقلابی گارڈ کے ساتھ گہرے روابط ہیں کیونکہ انہوں نے تخریبی تربیت انہیں سے حاصل کی تھی۔(دیکھئے:الحرکۃ الشیعیۃ فی الکویت۔مؤلفہ :ڈاکٹر فلاح المدیرس،صفحہ 31)

انہی لوگوں نے ''الضر'' میگزین بھی نکالا جو حزب اللہ الکویتی کے نظریات وافکار کا پرچار کرتا تھا۔ یہ رسالہ تہران سے ''المرکز الکویتی للاعلام الاسلامی'' (کویتی مرکز برائے اسلامی نشریات) کے تحت شائع ہوتا تھا۔

یہ رسالہ کویتی شیعہ کو اپنے مقاصد واہداف کے لئے استعمال کرتا اور ان کی ذہن سازی کرتا تاکہ کویتی شیعہ حکومت کویت کا تختہ الٹ کر ایرانی شیعی حکومت کے تابع حکومت قائم کریں۔

یہ تنظیم کویت میں فتنہ وفساد اور عوامی اضطراب وبے چینی پیدا کرتی، بم دھماکے اغوا اور قتل وغارت کی خفیہ کاروائیاں کرتی تاکہ کویت میں اپنا تسلط قائم کر کے ایران کی ہم مذہب حکومت قائم کر سکیں۔

کویتی حزب اللہ ایرانی شیعہ تحریک کا ایک اہم جزو شمار ہوتی ہے جس کی قیادت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای کرتا ہے اور اس کا نظریہ ہے آل صباح کو کویت میں حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے۔ (دیکھئے: مجلۃ السیاسیۃ الدولۃ، جسے الاہرام اخبار نے جنوری 1996ء کو شائع کیا۔ شمارہ نمبر 123)۔

اس جماعت نے کویت میں بہت سی تخریبی اور دہشت گردی کی وارداتیں کی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

ا۔ شیعہ تنظیم ''حزب الدعوۃ'' کا اس وقت کا امیر ''محمد باقر حکیم'' تھا۔ جسے 2003ء کو عراق میں قتل کر دیا اس بدبخت نے ان دنوں امیر کویت کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور اعلان کیا تھا کہ امیر کویت کو قتل کر کے مرنے والا شہید کا درجہ پائے گا اور وہ جنتی ہوگا۔ نیز اس قتل کی کاروائی میں تعاون کرنے والے بھی جنتی ہوں گے)۔ 25 مئی 1985ء کو قتل وغارت کی ایک گھناؤنی کاروائی کی جبکہ امیر کویت کا قافلہ دسمان محل سے روانہ ہو کر السیف محل کی طرف جا رہا تھا۔ قافلے کی بلا روک ٹوک ٹریفک کے لئے تمام ٹریفک اشارے بند بند کر دئے گئے۔ اور صرف سڑک کے دائیں بائیں مڑنے والے راستے کھلے رکھے گئے تاکہ جو لوگ قافلے سے الگ ہو کر جانا چاہیں وہ جا سکیں۔ اسی لمحے ایک کار اسی سائیڈ والی سڑک سے اچانک قافلے کے سامنے آگئی۔ جسے سیکورٹی افسر نے روکنے کی کوشش کی تو وہ زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ جس سے سیکورٹی آفسر کی گاڑی، افسر محمد الغنری اور ہادی الشمری سمیت جل کر راکھ ہوگئی جبکہ سیکورٹی افسران کی ایک اور گاڑی دھماکے کی شدت کی وجہ سے امیر کویت کی گاڑی سے جا ٹکرائی اور بالآخر الٹ بازیاں کھاتی ہوئی دائیں فٹ پاتھ کے ساتھ جا لگی۔ اور پھر چند لمحوں بعد بھی وہ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی۔

۲۔ 12 جولائی 1985ء کو اس تنظیم نے دو قہوہ خانوں میں بم دھماکے کئے جو کویت شہر میں واقع تھے۔ جس سے بہت سارے شہری ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۳۔ 29 اپریل 1986ء کو کویت کے سیکورٹی اداروں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ایسے بارہ تخریب کار گرفتار کئے ہیں۔ جو کویت ائیر لائن کا ایک 747 بوئنگ طیارہ اغوا کر کے مشرقی ایشیا کے کسی ملک لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

۴۔ 5 اپریل 1988ء کو علی اکبر محتشمی (علی اکبر محتشمی کے اس حکم کی وضاحت کویت کے روزنامے ''القبس'' نے ان دنوں اپنے شمارے میں کی تھی۔ دیکھئے شمارہ نمبر: 5717) نے حزب اللہ کے لیڈروں کو حکم دیا کہ وہ کویت ائیر لائن کا ''الجابزیۃ'' جہاز اغوا کر کے ایران کے شہر '' مشہد'' پہنچادیں۔ یہ جہاز بنکاک سے آرہا تھا۔ لہٰذا اسے عماد (ایران کے ڈاکٹر مسعود اسعد الٰہی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جہاز کو اغوا کرنے والے لبنانی شیعہ تھے اور ان کا تعلق حزب اللہ سے تھا۔ دیکھئے کتاب ''''الاسلامیون فی مجتمع تعددی'' حزب اللہ فی لبنان نموذجاً'' صفحہ 254-252) یہ شخص آج کل لبنانی حزب اللہ کا سپریم کمانڈر ہے۔ (اخبار ''شرق الاوسط'' 17 رجب 1427ھ بمطابق 11 اگست 2006ء بروز جمعۃ المبارک کے شمارے میں لکھتا ہے کہ 2005 میں عماد مغنیہ کو جنوبی عراق کے مسلح شیعہ گروپوں کو متحد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس طرح جنوبی عراق میں انٹیلی جنس رپورٹیں تیار کرنے کی ذمہ داری بھی اسے ہی دے دی گئی۔ اسی سال 2005 میں عماد شام کے راستے لبنان میں داخل ہوا جبکہ اس کے ساتھ کچھ ایرانی تخریب کار بھی تھے۔ اس بار یہ سید مہدی ہاشمی کے نام سے ایرانی سفارتی پاسپورٹ پر لبنان داخل ہوا)۔

پھر 2006ء کے اوائل میں اسے دوبارہ عراق کے شہر بصرہ میں دیکھا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ''الجیش المہدی'' کے جنگجوؤں کو ایران تک بحفاظت پہنچانے کا منتظم بھی ہے۔ تاکہ وہ دہشت گردی کی تربیت حاصل کر سکیں۔

گزشتہ سال اپریل میں عماد مغنیہ دوبارہ لبنان چلا گیا تاکہ حزب اللہ کا انٹیلی جنس نیٹ ورک قائم کر سکے۔ ایرانی حکومت اسے ''الثعلب'' (لومڑی) کا لقب دیتی ہے جبکہ حزب اللہ لبنانی کا قائد حسن نصر اللہ اسے ''الحاج'' کے لقب سے یاد کرتا ہے)۔

پھر اس جہاز نے بیروت میں اُترنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا گیا۔ لہٰذا وہ جہاز کو قبرص کے لارنکا ائیر پورٹ پر لے گئے۔ وہاں پر اغواء کاروں نے دو کویتی شہریوں عبداللہ الخالدی اور خالد ایوب کو ان کے سروں پر گولیاں مار کر

ہلاک کر دیا اور انہیں جہاز سے باہر پھینک دیا۔ بالآخر وہ جہاز کو الجزائر لے گئے۔ جہاں پر اغواء کاروں کو رہا کر دیا گیا۔ (کویت کے "الجابریۃ" جہاز کے اغواء کی تفصیل کے لئے دیکھئے "الکویت میگزین" شمارہ نمبر 70، جولائی 1988ء نیز مجلۃ المستقبل، شمارہ نمبر 582، اپریل 1988ء)۔

۵۔ 1983ء میں حزب اللہ نے اپنی ایک ذیلی تنظیم کے ذریعے سے جسے "الجہاد الاسلامی" کہا جاتا ہے۔ ایک ہی دن میں مرکزی بجلی گھر، کویت انٹرنیشنل ائیر پورٹ افریقی اور فرانسیسی سفارت خانوں، پٹرول ریفائنری اور ایک رہائشی کمپلکس میں بم دھماکے کئے، ان دھماکوں میں کم از کم سات افراد ہلاک اور 62 زخمی ہوئے۔ یہ تمام لوگ پٹرول ریفائنری کے انجینئر اور رہائشی کمپلکس کے بے گناہ شہری تھے۔ ان تخریب کاری کی وارداتوں کے بعد حزب اللہ نے کویت حکومت کو دھمکی دے کر اپنے 19 مجرم رہا کرنے کا مطالبہ کیا جو مختلف دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیلوں میں بند تھے۔ (کویت میں حزب اللہ کی دہشت گردی اور ہنگامہ آرائی کی تفصیل دیکھئے: کتاب: حزب الله الایدیولوجی الی الواقعیة السیاسیة، صفحہ 60-58).

۶۔ اسی طرح حزب اللہ نے 1983ء کی پہلی ششماہی میں کویت کا ایک جہاز اغواء کر کے ایران کے شہر مشہد ائیر پورٹ پر پہنچا دیا جس میں 500 کے قریب مسافر سوار تھے۔

حزب اللہ الکویت کے خلیجی ممالک میں واقع دیگر برانچوں کے ساتھ بھی گہرے روابط قائم تھے۔ لہٰذا جب کویتی حزب اللہ نے عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود جمع کر لیا جو وہ کویت عراق جنگ میں چھوڑ گئے تھے۔ تو کویتی حزب اللہ نے یہ بھاری اسلحہ بارود بحرینی حزب اللہ کو اسمگل کر کے پہنچا دیا تاکہ وہ اپنی خونی وارداتوں میں اسے استعمال کر سکے۔ جسے اس نے 1996ء کے فسادات میں استعمال کیا۔

کویت کی خبر رساں ایجنسی نے یہ اعلان کیا تھا کہ کویتی حزب اللہ عراقی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ بارود خرید کر جمع کر رہی ہے اور اسے بحرینی حزب اللہ کو اسمگل کر رہی ہے۔ (دیکھئے: 10 جون 1996ء کا شمارہ)۔

نوے کی دہائی میں کویتی حزب اللہ نے ایک نیا روپ دھارا کہ ملکی سیاست میں باضابطہ شریک ہو گئی۔ تاکہ سیاست کے زور پر اپنے مطالبات اور مقاصد حاصل کر سکے اس حزب اللہ نے سیاسی تقیہ سے کام لیتے ہوئے نہایت مکاری اور چاپلوسی کے ذریعے سے ملکی سطح پر اسلامی وطنی اتحاد کی فضا تیار کرنا شروع کی جو ان کی سیاست کے موافق اور ان کے اہداف کے حصول میں معاون ہو۔

اس تنظیم کے اہم ترین لیڈر اور بانیان میں محمد باقر المہدی، عباس بن نخی، عدنان عبدالصمد، ڈاکٹر ناصر صرخوہ اور ڈاکٹر عبدالمحسن جمال شامل ہیں۔

ایرانی شیعی حکومت نے اس برانچ میں دوبارہ کام شروع کر دیا ہے۔ (دیکھئے: مجلۃ الوطن العربی، شمارہ نمبر 1545ھ 11 اکتوبر 2006ء)۔ سیکورٹی اداروں کی خفیہ رپورٹیں اس بات کا انکشاف کر رہی ہیں کہ جنوبی عراق میں ایرانی غلبہ اس حد تک پختہ ہو چکا ہے کہ یہ ایرانی انقلابی گارڈ اور خفیہ ایجنسیوں کی پناہ گاہ بن چکا ہے جسے حزب اللہ اور ایرانی شیعہ کویت میں دہشت گردی اور فتنہ وفساد برپا کرنے کے لئے بیس کیمپ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

ان رپورٹوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ایرانی انٹیلی جنس کویت میں اسلحہ کی اسمگل کے لئے خفیہ روٹ تیار کر رہی ہے۔ اسی طرح کویتی شیعہ کی کچھ جماعتیں روٹ تیار کر رہی ہے۔ اسی طرح شیعہ کی کچھ جماعتوں کے ایرانی حمایت اور کویت حکومت کے خلاف ابھارنے والے اعمال بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کویت اور تمام اسلامی ممالک کو شیعی شر اور دہشت گردی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یمنی حزب اللہ

یمن میں حزب اللہ کی علاقائی برانچ کا نام یمنی حزب اللہ رکھا گیا۔ (دیکھئے: الزہر والحجر، صفحہ 130)۔ لیکن حزب اللہ لبنانی کے گھناؤنے جرائم، قتل وغارت اور دہشت گردی کی وارداتوں کی وجہ سے یمن کے مسلمان معاشرے میں حزب اللہ کو پذیرائی نہ مل سکی جو کہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد وافکار کی پیروکار تھی۔ لہٰذا اس برانچ کا نام تبدیل کر کے "الشباب المؤمن" رکھا گیا تاکہ یہ عوام میں مقبول ہو سکے۔ یہ تنظیم نوے کی دہائی میں قائم کی گئی۔ (اس تنظیم کے قیام کی تفصیل دیکھئے: کتاب: "الحرب فی صعدۃ، صفحہ 26، الزہر والحجر، صفحہ 129)۔ اس تنظیم میں شیعہ کے زیدی فرقے کے افراد بھی بھرتی کئے گئے جو کہ اپنے زیدی عقائد ترک کر کے اثنا عشریہ عقائد کو قبول کر چکے تھے یا وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے دھوکہ دہی سے اس نئی تنظیم میں شامل ہو گئے تاکہ ایرانی شیعہ کے اثنا عشری عقائد کو یمن میں فروغ دیا جا سکے۔

اس تنظیم میں شامل ہونے والوں میں سرفہرست حسین (یہ شخص 10 ستمبر 2004 کو چھیالیس سال کی عمر میں قتل ہو گیا)۔ بدرالدین الحوثی اور اس کا والد بدرالدین الحوثی ہے۔ (بدرالدین ابھی تک زندہ ہے اور اس کی عمر 85 سال ہے۔ (قطیف کا رہائشی حسن الصفار شیعہ اس کا شاگرد ہے۔ حسن الصفار نے بدرالدین شیعہ مذہب کی سند اور اجازت لی ہوئی ہے۔ اب اس جماعت کی دہشت گردی کی کاروائیوں کے بعد استاد شاگرد کے اس رشتے کو ویب سائٹ سے حذف کر دیا گیا ہے۔) یہ اصل میں جارودیہ شیعہ کے زیدی فرقے کا ایک ذیلی فرقہ ہے جو شیعہ اثنا عشری فرقے کے سب سے زیادہ قریب سمجھا جاتا ہے بلکہ شیعہ کا شیخ المفید صرف فرقہ امامیہ اثنا عشریہ اور جارودیہ ہی کو شیعہ شمار کرتا ہے۔) دیکھئے: اوائل المقالات، صفحہ 39۔

(یہ وہ بدبخت فرقے ہیں جو حضرت ابو بکر الصدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کا) انکار کرتے ہیں اور ان پر لعن طعن کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت امامت کا اشارہ کیا تھا اور اسے عام لوگوں میں بیان کیا تھا لیکن امت اسلامیہ نے یہ حق حضرت ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کو دے کر کفر وارتداد کا ارتکاب کیا۔ یہ فرقے صحیحین، صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر سنت نبوی پر مشتمل کتب کا انکار کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام کی روایات مروی ہیں ۔ دیکھئے: القفاری کی کتاب ،اصول مذہب الشیعہ اثنا عشریہ، 25 اپریل 2005 کو شائع کیا ہے۔) جارودیہ فرقے کے افراد جو زیدیہ جارودیہ سے جعفریہ اثنا عشریہ میں بہت پہلے ہی شامل ہو گئے تھے اور اپنے عقائد کو مزید پختہ کرنے کے لئے یہ شخص ایران گئے تاکہ وہاں کے شیعہ مذہب مکتب سے مزید تعلیم حاصل کر سکیں۔

کچھ لوگوں نے جو اس کی تبلیغ کے اثر سے اثنی عشریہ فرقے میں شامل ہوئے تھے وہ اس مذہب جارودیہ کو چھوڑ کر اثنا عشری مذہب کی تاریخ 1997ء کو بیان کرتے ہیں ۔(دیکھئے :الزهر والحجر"التمروالشيعي في اليمن" مؤلفہ :عادل الاحمدی، صفحہ 138۔)

اس کے بعد یمن کے زیدی علماء نے الحوثی سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور اس کی تنظیم سے مکمل بے زاری کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک اعلان جاری کیا جسے "زیدی علماء کا بیان" کہا گیا۔ اس میں انہوں نے حوثی کے دعویٰ کی شدید تردید کی اور اہلِ بیت اور زیدی فرقے کے بارے میں اس کے گمراہ کن عقائد کا زبردست رد کیا۔ (اس بیان کی تفصیل مذکورہ بالا کتاب میں صفحہ 253 تا 349 میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس الحوثی کی ترغیب پر اثنا عشری فرقے میں داخل ہونے والوں میں قاضی احمد الشامی بھی شامل ہے جو "حزب الحق" تنظیم کا جنرل سکریٹری ہے۔ اور حوثی اس شخص کے زیر سایہ اپنا کام کر رہا ہے۔)

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ مہدی منتظر کے خروج سے پہلے کئی تمہیدی انقلاب آئیں گے۔ایرانی شیعہ محقق الکورانی (دیکھئے: علی الکورانی کی کتاب: عصر الظہور، صفحہ 115 تا 120۔اور دیکھئے: مجلسی کی کتاب بحار الانوار، 52/380 کے مطابق اس انقلاب کا لیڈر زید بن علی کی اولاد سے ہوگا۔اور روایت شیعی میں اس کا نام حسن یا حسین بتایا گیا ہے۔وہ انقلابی لیڈر یمن سے نمودار ہوگا اور اس کا ظہور ''کرعہ'' نامی بستی سے ہوگا جو صعدہ کے قریب واقع ہے)۔

علی الکورانی کے اس بیان میں الحوثی کے انقلاب کی حمایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی مدد کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ یہ ان کے عقیدے کے مطابق امام مہدی منتظر کے انقلاب کی تمہید ہے؟

حوثی جن نظریات وافکار کی تبلیغ کرتا ہے اور جنہیں وہ اپنے مقالات اور خطابات میں بیان کرتا ہے وہ امامت، وصیت اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر مشتمل ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی، خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے شدید عداوت اس کا ایمان ہے، کیونکہ اس کے عقیدے کے مطابق اصل بگاڑ انہی حضرات کی وجہ سے ہوا تھا۔

حوثی شرعی علوم سے کفارہ کشی کی دعوت بھی دیتا ہے کیونکہ ان علوم کی نشر واشاعت علمائے اہل سنت والجماعت نے کی ہے۔(دیکھئے: کتاب ''الحرب فی صعدۃ، مؤلفہ الصنعانی، صفحہ 16 تا 17)

لہٰذا بدر الدین الحوثی اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: ''میں صحابہ کے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہوں، میرا ایمان ہے کہ وہ سب کافر ہوگئے تھے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی مخالفت کی تھی۔''(اس عقیدے کا اظہار حوثی ابو جعفر المبحوت کے ساتھ ایک انٹرویو میں کیا ہے جسے شیعی ویب سائٹ ''المعصومین الاربعۃ عشر'' پر دیکھا جاسکتا ہے۔)

حوثی نے مزید جرأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خمس کا مال حکومت سے وصول کرکے اس کے حوالے کرنا واجب ہے۔

حوثی کے یہ پراگندہ نظریات اثنا عشریہ شیعہ کے نجس عقائد کی صرف ایک جھلک ہے حوثی اثنا عشریہ مذہب میں کس قدر غرق ہوچکا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے کربلا کی مٹی منگوائی ہے اور اس پر سجدہ کرتا ہے تاکہ اپنی مکمل اتباع کا اظہار عوام کے سامنے کرسکے۔(دیکھئے: الحرب فی الصعدۃ، صفحہ 39، حوثی کے عقائد اور مقالات کی تفصیل کے لئے مذکورہ

بالا کتاب کا صفحہ 65 سے 133 کا مطالعہ کریں۔ نیز: ''النباء الیقین فی کشف حقیقۃ حسین بدالدین'' دیکھیں جو ''مفکرۃ الاسلام'' کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔)

پہلے پہل حوثی اور اس کے بیٹے ''حزب الحق'' نامی تنظیم کے تحت کام کرتے تھے جو زیدی شیعہ کی سیاسی تنظیم ہے لیکن بعد میں حوثی اس سے الگ ہو گیا اور اس نے ''الشباب المؤمن'' کے نام سے نئی تنظیم بنالی جو کہ شمالی یمن کے شہر صعدہ میں دہشت گردی ،بغاوت اور دنگافساد کی کاروائیوں میں مشغول ہے بلکہ ایران حوثی کو مالی، نظریاتی اور عسکری امداد فراہم کرتا ہے اور یہ ساری کوششیں یمن میں خمینی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لئے کی جارہی ہیں۔

اس سلسلے میں حوثی کچھ عرصے لبنان میں بھی رہا تاکہ لبنانی حزب اللہ کے کردار اور کاروائی کو نزدیک سے دیکھ سکے اور پھر نوے کی دہائی میں ایران بھی گیا اور وہاں سے مزید ہدایات اور تربیت لے کر 1997ء کے وسط میں واپس یمن آگیا۔(دیکھئے: الزھر والحجر ''التمرد الشیعی فی الیمن'' مؤلفہ: عادل احمدی، صفحہ 134 تا اور 135 کتاب ''الحرب الصعدۃ''، صفحہ 10 تا 18)

صنعاء میں ایرانی سفارت خانے کے ذریعے سے حوثی کی تنظیم ''الشباب المؤمن'' کو جو امداد دی گئی وہ ایک رپورٹ کے مطابق 42 ملین یمنی ریال ہیں۔ یہ خطیر رقم حوثی کی تنظیم اور اس کی تابع دیگر شیعی مراکز کو دی گئی جو الصعدۃ شہر میں ایرانی مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔(دیکھئے: مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 173)

یہ امداد ان رقوم کے سوا ہے جو حوثی کو شیعہ مؤسسات اور ادارے بھیجتے ہیں مثلاً ایرانی شہر ''قم'' کا ادارہ ''مؤسسۃ انصارین'' لندن کا'' مؤسسۃ خوئی'' کویت کا ''مؤسسۃ الثقلین'' اور لبنانی حزب اللہ کے تابع ادارے۔ ان کے علاوہ دیگر کئی شیعہ ادارے اور تنظیمیں بھی حوثی کو امدادی رقوم کی ترسیل جاری رکھتی ہیں۔(دیکھئے: الزھر والحجر ''التمرد الشیعی فی الیمن'' صفحہ 172)

یمنی حکومت کے قریبی ذرائع نے یہ بات بیان کی کہ الصعدۃ کی لڑائی کے دوران اور اس سے پہلے حوثی کی مدد کے لئے سعودی شیعہ بھی مالی امداد بھیجتے رہے ہیں۔(دیکھئے: اخبار ''الوطن القطریہ'' 17 ستمبر 2004ئ کا شمارہ۔)

اسی لئے یمن کے رئیس علی بن عبداللہ نے بھی ایک خطاب میں شیعہ اور ایرانی حکومت کی طرف سے حوثی کو ملنے والی امداد کی طرف اشارہ کیا کیونکہ حوثی کی تنظیم کو اتنی بھاری مقدار میں مالی اور عسکری امداد اندرون یمن سے ملنا ممکن ہی نہیں۔ عسکری امداد کی صورت یہ تھی کہ عراقی شیعہ اور ایرانی انقلابی گارڈز کے افراد یمن میں قتل وغارت کے مظاہروں اور دہشت گردی کی وارداتوں کے لئے تربیت دینے کے لئے یمن آتے رہے ہیں۔(دیکھئے: الزھر والحجر "التمرد الشیعی فی الیمن" صفحہ 176۔)

چنانچہ "اخبار الیوم" روزنامہ اپنے ایک شمارے میں لکھتا ہے کہ حوثی کے کارکنان میں سے گرفتار ہونے والوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ ایرانی انقلابی گارڈ اور عراقی شیعہ کے معسکرات میں دہشت گردی کی تربیت لیتے رہے ہیں۔(دیکھئے: انور قاسم الحضری کا مضمون "تمرد الحوثی فی الیمن" صاحب مضمون "مرکز جزیرہ عربیہ برائے تحقیق وبحوث" کا چیئرمین اور یمنی اخبار "الرشد" کا چیف ایڈیٹر ہے۔ نیز دیکھئے "مجلۃ البیان"۔ "الاتحادی الاستراتیجی" رپورٹ ملاحظہ فرمائیں جو 1427 ہجری کو نشر کی گئی، صفحہ 319 تا 419۔)

یمنی عدالت عالیہ نے جاسوس حسین الدیلمی کو سزائے موت سنائی جبکہ اس نے اپنی گرفتاری کے بعد ایرانی حکومت کے لئے خفیہ رازوں کے حصول کے لئے جاسوسی کا اعتراف کر لیا تھا۔ اس نے حوثی کی تنظیم اور ایرانی انٹیلی جنس کے روابط کا اقرار بھی کیا تھا۔(دیکھئے: اخبار "الحیاۃ اللندیۃ"، 30 مئی 2005ء کا شمارہ، اس طرح سعودی عرب کا اخبار "الوطن" 30 مئی 2005ء کا شمارہ نمبر 1704۔ لیکن فی الحال اس کو معافی دے دی گئی ہے اور اس کی سزائے موت میں تبدیلی کر کے سزا میں تخفیف کر دی گئی ہے۔) جو ایرانی شیعی حکومت کے یمن میں سیاسی مداخلت اور شیعہ گروپوں کو حکومت مخالف کاروائیوں پر اُبھارنے کی سرپرستی کی دلیل ہے۔ عدالت کا یہ فیصلہ یمنی حکومت کی طرف سے ایک طرح کا باقاعدہ اعلان تھا کہ ایران صعدہ شہر کی لڑائی میں حوثی کی ہر طرح کی خفیہ مدد کر رہا ہے۔

حوثی نے بھی آہستہ آہستہ اپنا تعلق حزب اللہ کے ساتھ ظاہر کرنا شروع کر دیا وہ کبھی حزب اللہ کی تعریف کرتا ہے اور کبھی اسے شاندار، قابل اتباع مثال قرار دیتا ہے حتیٰ کہ اب وہ اپنے بعض مراکز اور مظاہرات میں حزب اللہ لبنانی کے جھنڈے بھی لہرانا شروع ہو گیا ہے۔(دیکھئے: انور قاسم الحضری کا مضمون: "تمرد الحوثی فی الیمن" اور "مجلۃ البیان" کی رپورٹ: تیسرا طبعہ 1427ھ صفحہ 391 تا 419 بعنوان "التقرار الاونیادی الاستراتیجی")

حوثی کی انہی ''خدمات'' کے صلے میں نجف کے حوزہ علمیہ اور ''قم'' کے حوزہ علمیہ نے دو بیان جاری کئے ہیں جن میں حوثی کی تعریف و توصیف کی گئی ہے اور اس کی تنظیم کا دفاع کیا گیا ہے۔ جبکہ حوثی کی بغاوت اور دہشت گردی میں رکاوٹ بننے والی یمنی حکومت کی پالیسیوں پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ اس بیان میں اثنا عشری شیعہ کی تنظیم کو یمن میں مکمل آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دینے کا پُر زور مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

حوزہ علمیہ کا یہ بیان حوثی کی تنظیم کے ساتھ گہرے تعلقات کی واضح دلیل ہے۔ خصوصاً جبکہ ان حوزہ علمیہ کو عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل و غارت اور نسلی فسادات کے خلاف بیان دینے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ اور انہوں نے جیش المہدی اور لشکر بدر کے ہاتھوں عراق میں سنی مسلمانوں کے قتل و عام کو روکنے کے لئے کوئی بھی بیان جاری نہیں کیا۔ (حوزہ علمیہ النجف اور قم کا بیان ''الحرب الصعدۃ'' کتاب کے صفحہ 103-111 پر ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح: الزہر والحجر کے صفحہ 281 کو دیکھیں۔ نیز یمن کے علمائے کرام کا نجف اور قم کے بیانات پر رد بھی اسی کتاب کے صفحہ 305 پر دیکھیں۔ نیز کتاب ''الحرب فی صعدۃ'' کے صفحہ 114-111 پر دیکھیں)

لبنانی حزب اللہ کے اعلانیہ اور خفیہ اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

حزب اللہ اپنے جن مقاصد کا برملا اظہار کرتی ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حزب اللہ، اسرائیل کے لبنان پر قبضے کے خلاف اسلامی مزاحمتی تحریک ہے۔

۲۔ حزب اللہ، فلسطین میں واقع اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لئے برسرپیکار ہے۔ لیکن حزب اللہ کے نمائشی نعرے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے، مسلمانوں کی اخلاقی اور مالی امداد وصول کرنے اور اپنے خفیہ منصوبوں کی پردہ پوشی کے لئے ہیں۔ حزب اللہ ایرانی وسائل کے ذریعے سے لبنانی عوام کو بہت سارے فلاحی منصوبے دینے میں کامیاب ہو گئی ہے جس سے حزب اللہ کی عوامی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

جبکہ حزب اللہ کے خفیہ مقاصد و اہداف یہ ہیں:

۱۔ لبنان میں شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت کرنا۔

۲۔ لبنان میں شیعہ کو ہمیشہ کے لئے مضبوط مقام دلانا۔

۳۔ لبنانی اقتدار پر غلبہ حاصل کرنا۔

۴۔ ایرانی مفادات کی تکمیل کے لئے علاقے میں فضاء ہموار کرنا تاکہ ایران جب چاہے اپنے قومی شیعی مقاصد کے حصول کے لئے باآسانی کاروائی کر سکے۔اسی لئے لبنانی حکومتی ڈھانچے کو کاری ضربیں لگائی گئیں ہیں اور لبنان کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں دھکیل دیا گیا ہے تاکہ لبنان پر حزب اللہ کا تسلط اور غلبہ یقینی ہو سکے۔شیعہ کی یہ کاروائی ایرانی شیعی انقلاب کو اسلامی ممالک میں فروغ دینے کی ایک کوشش ہے تاکہ شیعہ مذہب کے پیروکار ممالک کا قیام عمل میں آسکے جیسا کہ وہ خفیہ منصوبہ سازی کرتے رہتے ہیں اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھرپور کوششیں بھی کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ ان کافروں کے مکر وفریب اور سازشوں کو باطل کر کے چھوڑے گا۔ان شاءاللہ

لبنانی حزب اللہ کا خمینی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ خمینی کون ہے؟ خمینی کے عقائد کیا ہیں؟

حزب اللہ کا خمینی سے وہی تعلق ہے جو روح کا جسم کے ساتھ ہے۔حزب اللہ نے خمینی ہی سے سیاست کا اسلوب سیکھا ہے۔اور خمینی ہی کے قائم کئے ہوئے منہج کے مطابق عالم اسلام میں شیعہ مذہب کو غالب کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔خمینی حزب اللہ اور اس کے اراکین کا روحانی اور سیاسی راہنما ہے۔اس نے ایرانی شیعہ کے متعدد مسوٴل متعین کئے ہیں تاکہ وہ لبنانی حزب اللہ کی لحہ بہ لحہ کارکردگی اپنے روحانی قائد تک پہنچاتے رہیں۔خمینی نے اپنی دفاعی مجلس (خمینی کی دفاعی مجلس ان افراد پر مشتمل ہے: علی الخامنہ ای، علی اکبر ہاشمی رفسنجانی اور محسن وفائی۔یہ تینوں افراد حزب اللہ کی کاروائیوں اور ان کی امدادی ضروریات کا براہِ راست انتظام کرتے ہیں) اعلیٰ کو اس بات کا پابند بنایا کہ وہ براہ راست حزب اللہ کی سرپرستی کرے اور خمینی کی ہدایات واحکامات حزب اللہ تک پہنچائے۔لہٰذا حزب اللہ کا لیڈر خمینی ہی مقرر کرتا تھا۔(دیکھئے: ''الشراع'' میگزین کی حزب اللہ کے متعلق فائل 17 مارچ 1986ء صفحہ 19، بحوالہ: اَمل وحزب اللہ، موٴلفہ: توفیق المذہبی، صفحہ 141-140)

ایک ایرانی ویب سائٹ نے انٹرنیٹ پر ایک نادر شرعی ذمہ داری پر مشتمل بیان جاری کیا ہے جو خمینی نے نصر اللہ کو اپنا لبنانی وکیل بنا کر دیا تھا۔کیونکہ خمینی شیعہ کا دینی مذہبی راہنما تھا۔اس بیان کے مطابق خمینی نے حسن نصر اللہ کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ شرعی مسائل میں لوگوں کی راہنمائی کرے، زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جمع کر کے خود لوگوں میں تقسیم کرے کیونکہ لبنانی شیعہ کا دینی اور روحانی راہنما حسن نصر اللہ ہے جو خمینی کا وکیل ہے۔

جبکہ ایک اور سائٹ ہے جسے ایرانی گارڈز کے سابق راہنما محسن رضائی چلاتا ہے نے یہ وضاحت کی ہے کہ 1981 خمینی نے حسن نصر اللہ کا شاندار استقبال کیا۔ جبکہ حسن نصر اللہ 21 سال کا جوان رعنا تھا۔اس کے ساتھ شیعہ تنظیم ''أمل الشیعہ'' کے کچھ دیگر قائدین بھی تھے۔ یہ ملاقات تہران کے شمال میں حسینیہ جماران نامی جگہ پر ہوئی تھی۔

سائٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خمینی نے حسن نصر اللہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام دیا کہ وہ عنقریب ایرانی مدد سے لبنانی افواج کو شکست دینے کے قابل ہو جائیں گے۔

اسی ملاقات میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو شرعی سرٹیفکیٹ جاری کیا کہ وہ لوگوں سے خمس، زکوٰۃ، کفارات کی ادائیگی کا مال وصول کرنے اور دیگر شرعی احتسابات اور مسائل کے حل کا ذمہ دار ہے۔ وہ اپنی صوبدید پر ان اموال کو شیعہ مذہب کی نشر واشاعت میں خرچ کر سکتا ہے۔ خمینی کی طرف سے حسن نصر اللہ کو ملنے والا یہ سرٹیفکیٹ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جو حسن نصر اللہ کے مقام کی بھی وضاحت بھی کرتا ہے کیونکہ عموماً خمینی شیعہ علماء کو اس قسم کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے میں نہایت محتاط تھا۔ لیکن حسن نصر اللہ کو ملنے والا سرٹیفکیٹ خمینی کے حسن نصر اللہ پر بے پناہ اعتماد کا اظہار ہے۔

کتاب کے آخر میں ملحق ضمیمہ جات میں آپ وہ عربی عبارت بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

جس میں خمینی کی طرف سے دی جانے والی اجازت اور سرٹیفکیٹ کا تذکرہ ہے۔ ایران میں رائج ہجری شمسی کلینڈر کے مطابق اس کی تاریخ بھی درج ہے۔ اس سرٹیفکیٹ میں خمینی نے حسن نصر اللہ کو ''حجۃ الاسلام الحاج سید حسن نصر اللہ'' کا لقب دیا ہے۔ یہ لقب شیعہ کے حوزہ علمیہ کے نزدیک بلند ڈگری اور اعلیٰ ترین علمی منصب کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔

خمینی کی موت کے بعد ایرانی انقلاب کا مرشد علی خامنہ ای بنا۔ اب وہی شیعہ کا ولی اور فقیہ ہے۔ حزب اللہ اسی سے دینی اور سیاسی راہنمائی لیتی ہے۔ ایرانی انقلاب کے موجودہ مرشد علی خامنہ ای نے لبنان میں شیعہ کے دینی اور احتسابی امور کے لئے شیخ محمد یزبک اور حسن نصر اللہ کو اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ یہ دونوں افراد علی خامنہ ای کی نیابت کرتے ہوئے شیعہ آبادی سے تمام شرعی حقوق وصول کریں گے اور شیعہ مفادات میں خرچ کریں گے۔ یہ دونوں افراد اپنے نائبین بھی مقرر کر سکیں گے۔ (دیکھئے: ''السفیر'' اخبار مؤرخہ 18/5/1995ء)

خمینی وہ شخص ہے جس نے شیعہ میں ولائت فقیہ کے عقیدے کی بنیاد رکھی اور اس نظریے کی ترویج میں بھرپور کوشش کی ۔(خمینی انقلاب کی ابتدا میں بعض سنی مسلمانوں نے خمینی کے پُر فریب نعروں اور گمراہ کن اعلانات کے دھوکے میں آکر اس کی پُر زور حمایت کی تھی۔ خمینی نے اپنی جلاوطنی میں اسلامی انقلاب اور اسلامی اتحاد نیز مقدس مقامات کی آزادی جیسے دلکش نعرے لگایا کرتا تھا۔ مگر جب اس کی حکومت ایران میں قائم ہوگئی تو اس کا اصلی خونخوار چہرہ بے نقاب ہوگیا۔اس نے حکومت سنبھالتے ہی سنی علماء کو قتل کروایا اور بے گناہ سنی مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا۔ قتل ہونے والے سنی علماء میں سے جناب مفتی احمد زادہ کا نام نہایت معتبر ہے۔ان کا گناہ صرف یہ تھا کہ انہوں نے دارالحکومت تہران میں سنی مسلمانوں کے لئے مسجد کی تعمیر کی اجازت مانگی تھی۔اس کے ان ''جرم'' کی پاداش میں انہیں جیل میں ڈال دیا گیا جہاں وہ ظلم و ستم کی چکی میں پستے ہوئے شہید ہوگئے)

ان کا جرم اس دارالحکومت میں تھا جس میں یہودیوں کے معبد خانے، عیسائیوں کے گرجے، مجوسیوں کے معبد خانے اور زرتشت کے پیروکاروں کے عبادت خانے وافر مقدار میں موجود ہیں۔اس طرح تہران دنیا کا وہ انوکھا دارالحکومت ہے جہاں ہر مذہب کے عبادت خانے موجود ہیں لیکن سنی مسلمانوں کے لئے مسجد موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسے بنانے کا مطالبہ کرنا بھی عظیم جرم ہے۔

خمینی وہ شخص ہے جو اپنے خطابات میں امریکہ کو ''شیطان اکبر'' کہہ کر للکارتا رہتا تھا لیکن اندر خانے نہایت بے شرمی کے ساتھ امریکی اسلحہ بارود بھی خریدتا رہا جیسا کہ ایران عراق جنگ کے دوران اس نے کیا۔

امریکی صدر ریگن کے دور میں اس خفیہ تجارت کو ''ایران گیٹ'' کا نام دیا گیا تھا۔اسی طرح سنڈے ٹائمز نے 26/7/1981ء کی اشاعت میں ایک نقشے کی مدد سے وضاحت کی کہ کس طرح ارجنٹائن کا طیارہ اسرائیلی اسلحہ ایران کو اسلحہ سپلائی کرتا رہا ہے ۔ایران اور اسرائیل کے اسلحے کی تجارت کی تحقیق جامعہ الدول العربیہ کے محققین نے بھی کی ہے۔ لہٰذا اس یونیورسٹی سے شائع ہونے والی خصوصی رپورٹ میں اس گہرے تعاون کو واضح کیا گیا ہے ۔ نیز خلیجی ممالک کو ایرانی خطرے سے متنبہ کیا گیا ہے۔ایران کا یہ گھناؤنا کردار، اس کے بیت المقدس کو اسرائیلیوں سے آزاد کرنے کے گمراہ کن نعروں کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے۔

یورنیورسٹی کی رپورٹ دیکھئے، بحوالہ: (ق4715۔د۔ع88ج3۔22/9/1987ء) ایران اسرائیلی تعلقات کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے اور ان کی اسلحے کی تجارت کی تفصیل کے لئے دیکھئے: شیخ محمد مال اللہ کی کتاب: ''موقف الشیعہ من أھل السنۃ'' صفحہ 126 اور اس کے بعد والے صفحات۔

اس کے علاوہ جناب سنی سلامہ اور حافظ عبدالالٰہ کی مشترکہ کتاب ''التعاون التسليحي الايرانيك الصهيوني عرض وتحليل''کا مطالعہ کریں)شیعہ کے نزدیک خمینی وہ معتبر فقیہ ہے جسے غائب امام کے نائب ہونے کے لحاظ سے امام کے تمام اختیارات حاصل ہیں۔سوائے جہاد اکبر کے۔یادرہے کہ خمینی کے اس نظریے کی شیعی مذہب میں کوئی بنیاد اور دلیل موجود نہیں ہے۔

خمینی مذہب وعقیدے کے لحاظ سے رافضی اثنا عشری شیعہ تھا۔خمینی کا عقیدہ تھا کہ شیعہ آئمہ تمام انبیائے کرام اور رسولوں سے افضل و برتر ہیں۔وہ کہتا ہے:''امام کو وہ مقام محمود اور بلند درجہ اور ایسی تکوینی خلافت و حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم واقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے اور ہمارے مذہب شیعہ کی ضروریات اور یقینی امور میں سے ہے کہ ہمارے آئمہ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اسے کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پاسکتا۔''(دیکھئے: خمینی کی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ''طبعہ: مؤسسۃ تنظیم و نشر تراث الامام الخمینی،طبعہ رابعہ، صفحہ 75)

خمینی وحدت الوجود کا بھی قائل تھا لہٰذا وہ بیان کرتا ہے:''اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلقات کے مختلف اطوار ہوتے ہیں۔کبھی وہ برہم ہو جاتا ہے کبھی ہم وہ ہو جاتے ہیں۔حالانکہ وہ وہ ہے اور ہم ہم ہیں۔(دیکھئے خمینی کی کتاب:''مشرح دعاء السحر''صفحہ 103)

خمینی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں زبردست گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے منکر ہونے کا برملا اظہار کرتا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت و مشیت کے تحت حکمرانی حضرت عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہما اور یزید رحمہ اللہ کو دے دی تھی۔

لہٰذا جس رب نے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعی کو حکومت عطا فرمائی، خمینی اس رب سے لاتعلقی اور براءت کا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے:''ہم اس اللہ کی عبادت کرتے ہیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ اس کے تمام کام پختہ عقل پر مبنی ہیں اور وہ عقل کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔ہم ایسے اللہ کو نہیں مانتے جو الوہیت،عدل وانصاف اور دنیداری کی بہت بلند اور شاندار عمارت بنائے اور پھر یزید، معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں کو حکومت دے کر اپنی ہی بنائی عمارت کو برباد کردے۔وہ اِلٰہ جو نبی کریم کے بعد تا قیامت آنے والے حکمرانوں کی تعیین بھی نہ کرے تاکہ ظلم وجور کی حکومتوں کی تشکیل میں اس کا تعاون نہ ہو۔ہم ایسے اللہ کو نہ مانتے ہیں نہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔(دیکھئے خمینی کی کتاب:''کشف الأسرار''صفحہ 116)۔(نعوذ باللہ)

خمینی کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے اعمال نامے شیعہ مہدی کو پیش کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے: ''شیعی روایت کے مطابق ہمارے اعمال نامے ہر ہفتے دو مرتبہ امام صاحب الزماں سلام اللہ علیہ کو پیش کئے جاتے ہیں۔ (دیکھئے کتاب: المیعاد فی نظر الامام الخمینی صفحہ 368) خمینی وہ بدبخت شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی دعوت و تبلیغ میں ناکام ہو کر گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے: ''انبیاء میں سے ہر نبی دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آیا، اس کی آمد کا مقصد دنیا میں عدل کا نظام قائم کرنا تھا لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکے حتی کہ خاتم الانبیاء جو کہ انسانوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آئے تھے وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ صرف امام مہدی منتظر ہی وہ شخص ہیں جو دنیا کے کونے کونے میں عدل وانصاف قائم کرے گا اور اس کی دعوت ہر لحاظ سے کامیاب ہو گی۔'' (دیکھئے کتاب: ''مختارات من أحادیث وخطابات الامام الخمینی'' 2/42)

خمینی، نبی کریم ﷺ کے خلفائے راشدین پر طعن و تشنیع کا مرتکب بھی ہے۔ لہٰذا وہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا الزام دیتا ہے۔ اور دیگر صحابہ پر اتہام لگاتا ہے کہ وہ ان دونوں اصحاب سے قرآن مجید کی مخالفت پر مبنی احکامات کو قبول کر لیتے تھے۔ گویا خمینی یہ بھول گیا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آل بیت رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ (دیکھئے خمینی کی کتاب: کشف الأسرار صفحہ 122)

اہل سنت مسلمانوں کو خمینی ناصبی قرار دیتا ہے۔ (ناصبی اس شخص کو کہتے ہیں جو اہل بیت رحمہم اللہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہو۔ لیکن شیعہ کے نزدیک ہر سنی مسلمان ناصبی ہے۔ ان کے اس عقیدے کا اقرار شیعہ کے علامہ حسین الدرازی نے اپنی کتاب ''المحاسن التغسانیۃ فی أجوبۃ المسائل الخراسانیۃ'' صفحہ 147 پر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: ''آئمہ شیعہ کی روایات کھلم کھلا اعلان کر رہی ہیں کے ان کے نزدیک ناصبی سے مراد سنی مسلمان ہے۔'' پھر اسی صفحے پر لکھتا ہے: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ ناصبی سے مراد اہل سنت ہیں'' صدوق نے معتبر سند سے ''علل الشرائع'' نامی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا کہ امام صاحب نے فرمایا: ''ناصبی وہ نہیں جو ہم اہل بیت سے دشمنی کرے کیونکہ ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو کہتا ہو کہ میں محمد اور آل محمد کا دشمن ہوں۔ لیکن اصل میں ناصبی تو وہ ہے جو تم سے دشمنی رکھتا ہو حالانکہ اسے علم ہے کہ تم ہمارے دوست ہو، ہم سے محبت کرتے ہو اور تم ہمارے شیعہ ہو''۔) خمینی کے نزدیک سنی مسلمان پلید ہیں اور ان کے مال شیعہ کے لئے حلال ہیں، لہٰذا وہ کہتا ہے: ''مضبوط ترین بات یہی ہے کہ ناصبی کا حکم جنگ کرنے والے کافروں کا ہے۔ ان سے غنیمت ملنے والا حلال ہے۔ اس میں سے خُمس نکالا جائے گا۔ بلکہ ان کے اموال کا ظاہری حکم تو یہ ہے کہ جہاں بھی ملیں انہیں لے لیا جائے اور اس میں سے خُمس نکالا جائے۔ (دیکھئے اس کی کتاب: ''تحریر الوسیلہ'' صفحہ 1/318)

خمینی یہ بھی کہتا ہے: نواصب اور خوارج، ان پر اللہ کی لعنت ہو، یہ دونوں گروہ نجس ہیں۔ اس میں کوئی توقف کرنے کی ضرورت نہیں۔"(دیکھئے اس کی کتاب: تحریر الوسیلہ: 1/107)

خمینی کے کفریات اور خرافات کی فہرست بڑی طویل ہے۔ تفصیل کے لئے ڈاکٹر زید العیص کی کتاب "الخمینی والوجہ الآخر"(خمینی کا دوسرا رخ وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں یا انٹرنیٹ پر درج ذیل ویب سائٹ پر خمینی کا مکروہ چہرہ ملاحظہ فرمائیں (http://www.khomainy.com)

لبنانی حزب اللہ کا ایران سے کیا تعلق ہے؟

ایران، حزب اللہ کی شہ رگ ہے۔ ایران، حزب اللہ کا ہیڈ آفس ہے جہاں سے اسے ہدایات اور احکامات دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ حسن نصر اللہ ایران اور لبنان میں ایرانی ملیشیا کے درمیان رابطے کے فرائض انجام دیتا ہے۔(دیکھئے: "أمل وحزب اللہ فی حلیہ المجابھات لتوفیق المذہبی" صفحہ 139)

5 مارچ 1987ء کو منعقدہ ایک اجلاس میں حزب اللہ کے ترجمان ابراہیم الأمین نے بیان دیا کہ "ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ایران کا جزء ہیں بلکہ ہم لبنان میں ایران اور ایران میں لبنان کی حیثیت رکھتے ہیں۔(2) دیکھئے "النھار" اخبار کا 5 مارچ 1987ء کا شمارہ)

جبکہ حزب اللہ کا جنرل سکریٹری حسن نصر اللہ کہتا ہے: ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی حکومت ایسی مملکت ہے جو اسلامی قانون کے مطابق احکامات جاری کرتی ہے اور وہ ایسی حکومت ہے جو مسلمانوں اور عربوں کی مددگار ہے۔ اور ہمارا ایرانی حکومت سے باہمی تعاون کا رشتہ ہے۔ ایرانی حکمرانوں کے ساتھ ہمارے گہرے قلبی تعلقات ہیں اور ہم ایرانی حکومت کے ساتھ گہرے روابط میں بندھے ہیں جیسا کہ ہماری مسلح جدوجہد کی دینی اور شرعی حمایت بھی ایران ہی میں ہے۔(دیکھئے "المقاوم" شمارہ نمبر: 33، صفحہ 16-15 بحوالہ: کتاب "حزب اللہ رؤیۃ مغایرۃ" صفحہ 32)

امام مہدی مسجد کا امام الشیخ حسن طراد کہتا ہے: "ایران اور لبنان کے لوگ ایک ہی قوم ہیں۔ اور ان کا ملک بھی ایک ہی ہے اور جیسا کہ ایک بڑے عالم نے فرمایا ہے: "ہم لبنان کی اس طرح مدد کریں گے جس طرح ہم ایرانی جماعتوں اور تنظیموں کی سیاسی اور فوجی مدد کرتے ہیں۔"(دیکھئے: النھار" اخبار کا 11 دسمبر 1986ء کا شمارہ)

حزب اللہ کا ترجمان ابراہیم الأمین کہتا ہے: ''ہم امام مہدی منتظر کی روپوشی کا عرصہ گزار رہے ہیں۔ لہٰذا اس دور میں ہمارے قائد ،عادل فقہاء ہیں۔''

یہ وہ اہم ترین خصوصیت ہے جس کے ساتھ حزب اللہ لبنانی قوم کو مرتبط کرتی ہے کہ ان کا مرجع فقیہ عادل ہے۔ لہٰذا حزب اللہ فقیہ عادل کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی روشنی ہی میں اپنی تحریک کو آگے بڑھاتی ہے۔(دیکھئے: ''الحرکات الاسلامیہ فی لبنان، 147-146)لبنانی حزب اللہ کا نائب جنرل سیکریٹری نعیم قاسم کہتا ہے: ''حزب اللہ اور ایران کے درمیان تعلقات قائم ہوں تاکہ حزب اللہ اپنے علاقے میں ہونے والے نئے تجربے سے استفادہ کر سکے۔(اس کا مقصد ہے کہ ایران میں خمینی کی قیادت میں ولائت فقیہ کے نظریئے پر قائم ہونے والی حکومت کے تجربات سے فائدہ اٹھانا ہے اور اسرائیلی قبضے کے خلاف ایرانی امداد کا حصول ہے)۔ یہ تعلقات بڑی تیزی کے ساتھ گہرے اور مضبوط ہو گئے اور اس کے ثمرات بھی تیزی سے برآمد ہونے لگے، جس کے متعدد اسباب ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایران اور حزب اللہ دونوں ولایت فقیہ کے نظریے پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں کے نزدیک عصر حاضر میں خمینی ہی وہ قائد اور ولی ہے جو شیعہ کی ترجمانی کرتا ہے لہٰذا دونوں عالمی شرعی قیادت کے اتحاد میں متفق ہو گئے۔

۲۔ ایران نے ''اسلامی جمہوریہ نظام حکومت کو اختیار کیا ہے جو کہ حزب اللہ کے اسلامی عقائد کے موافق ہے۔ اس طرح ان دونوں کا نظریاتی اتحاد پایا جاتا ہے اگرچہ دونوں کے عملی نظام کی تفصیلات ان کے علاقائی حالات وواقعات کے لحاظ سے قدرے مختلف ہیں۔

۳۔ دونوں کا سیاسی اتحاد ہے۔ ایران نے ہر قسم کے استعمار کے مقابلے میں آزادی کی کوششیں کی ہیں اور آزادی کی تحریکوں کو ہر طرح کی مدد فراہم کی ہے۔ خصوصاً اسرائیلی قبضے کے خلاف ایران نے مدد دی ہے۔ حزب اللہ بھی قبضے کے خلاف جدوجہد کرنے اور غیر ملکی استعمار کے خلاف لڑنے کے خواب دیکھتی ہے۔ جس سے دونوں کے درمیان سیاسی اتحاد قائم ہو گیا ہے۔

۴۔ ایران اسلامی نظام کی عملی تطبیق کی زندہ مثال ہے!!

ایسا نظام جس کی خواہش ہر پکا مسلمان کرتا ہے.....

حتی کہ نعیم قاسم نے یہ بھی کہا کہ: ''جیسا کہ حزب اللہ نے مزاحمت کا شاندار تجربہ کیا ہے۔ جس نے ایرانی حکومت اور ایرانی عوام کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ جب حزب اللہ نے جنوبی لبنان، اور البقاع مغربی کو آزاد کرایا جس میں ایران کی نہایت مؤثر مدد بھی شامل تھی، تو حزب اللہ نے اپنے اعلان کردہ ہدف کو حاصل کر لیا۔ جس کے لئے اس نے بڑی قربانیاں دیں۔ اس طرح ایران نے بھی مجاہدین کی مدد کر کے غیر ملکی فوجی قبضے کو ناکام بنا کر اپنا مطلوبہ ہدف حاصل کر لیا۔ یہ حزب اللہ کی کامیابی تھی، لبنان کی فتح تھی اور ایران کی فتح تھی۔''

اسرائیلی دشمنی اور اس کے خلاف جہاد کے نعرے لگانے والا ایران کس قدر جھوٹا اور فریبی ہے۔ اور اسرائیل کے خلاف حملے کرنے کے اعلانات کس قدر گمراہ کن اور دھوکے پر مبنی ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لئے کہ کیسے ایران نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہوئی ہے۔ ایک یہودی صحافی یوسی ملیمان کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں: ''ہر صورت میں یہ ناممکن ہے اسرائیل ایرانی ایٹمی تنصیبات پر حملہ آور ہوگا کیونکہ بہت سارے انٹیلی جنس افسران نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ ایران اسرائیل کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا، باوجود کے وہ زبانی کلامی اسرائیل کے خلاف جنگ کے اعلانات کرتا رہتا ہے۔ بلکہ زیادہ احتمال یہی ہے کہ ایرانی ایٹمی تنصیبات کا رُخ عرب ممالک کی طرف ہے اور وہ ہی ان کا نشانہ ہیں۔ (بحوالہ: لاس اینجلس ٹائمز۔۔۔ الأنباء اخبار کا شمارہ نمبر 7971)

مذکورہ بالا یہودی بیان کی تصدیق وتائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حزب اللہ کو ایک مستقل سیاسی اور نظریاتی لائحہ عمل کی ضرورت ہے جو ایرانی نقطۂ نظر سے مختلف اور عربی اسلامی خصوصیات کا حامل ہو۔ اسے ایسے سیاسی تجربات کی ضرورت ہے جس کے علاقائی سطح پر گہرے تاریخی اثرات موجود ہوں۔ اور اسے ایسے تنظیمی ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں فی زمانہ رائج تمام آلات موجود ہوں تاکہ حزب اللہ اپنے قدم جما سکے۔ (یہ بیان ڈاکٹر غسان الفری کا ہے جو لبنانی یونیورسٹی میں سیاسیات کے استاد ہیں۔ انہوں نے یہ بات اپنی کتاب ''حزب الله من الحلم الایدیولوجی الی الوقعیته السیاسیه'' صفحہ 9 پر لکھی ہے)

ابتداء ہی سے ایران نے حزب اللہ کی تنظیم سازی میں بھرپور بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ أمل الشیعہ کے ایک قائد اور حزب اللہ کے بانی سید حسین موسوی نے أمل الشیعہ کے لیڈر کا تحریکِ آزادی میں شرکت کرنا غیر اسلامی رویہ قرار دیا ہے۔ (حزب اللہ کے ''أمل الشیعہ'' سے الگ ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہی تھی لیکن اس بات کے غلط ہونے کی تصریح شیعہ مفتی عبدالأمیر قبلان جو شیعی مجلس اعلیٰ کا ترجمان بھی ہے اس نے کی تھی: ''أمل الشیعہ'' شیعہ آبادی کی ریڑھ کی ہڈی ہے لہٰذا أمل الشیعہ جو فیصلہ صادر کرتی ہے ہم اسے شیعہ کی مجلس اعلیٰ کا حکم سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ اس لئے أمل جو اعلان کرتی ہے حزب اللہ اس پر کاربند ہو جاتی

ہے۔"دیکھئے: المستقبل میگزین شمارہ نمبر: 346، مؤرخہ 8/10/1983ء بحوالہ أمل والمخیمات، صفحہ 184) اور کہا کہ: أمل کے لیڈر کے کردار کو غیر اسلامی قرار دینا، ایرانی قیادت کا فیصلہ ہے کیونکہ کسی کام کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار ایرانی اسلامی انقلاب کے قائدین کے پاس ہی ہے۔ جیسا کہ ہم سب تحریک أمل الشیعہ کے چوتھے اجلاس میں مارچ 1982ء کو اعلان کر چکے ہیں کہ ہم ایرانی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہیں۔

مذکورہ بالا بیان حسن نصر اللہ کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی وضاحت کرتا ہے۔ حسن نصر اللہ نے 18 مارچ 1996ء کو "الوسط" اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا: "حزب اللہ کا قیام لبنانی کوششوں سے عمل میں آیا ہے۔ اس کے لئے فیصلہ بھی لبنانی عوام کا ہے اور یہ لبنانی عوام کے ارادوں ہی کی امنگ ہے۔ جبکہ ایرانی یا شامی کردار اس میں بعد میں شامل ہوا ہے۔"

حزب اللہ، اصل میں ایران ہی کا بیٹا ہے۔ اس بات کی وضاحت حزب اللہ کے سابقہ جنرل سیکریٹری صبحی الطفیلی کے اس بیان سے بھی ہوتا ہے کہ: "وہ ایران جمہوریہ کے دورے پر تھا جب ایرانی حکومت کے ساتھ لبنان میں مزاحمتی تحریک شروع کرنے پر ہمارا اتفاق ہوا۔ پھر حزب اللہ نے کام شروع کیا تو ہزاروں ایرانی حزب اللہ کو تربیت دینے اور ان کی مدد کرنے لبنان آ گئے۔ (الجزیرہ چینل پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں 23/7/2003 کو نشر ہوا۔ مکمل بیان الجزیرہ کے انٹرنیٹ سائٹ پر دیکھا جا سکتا ہے)

ایرانی نے انقلابی گارڈ لبنان روانہ کئے تاکہ حزب اللہ کے عملی قیام کو یقینی بنایا جا سکے اور حزب اللہ کے افراد کو ٹریننگ اور امداد فراہم کی جا سکے۔ اس مقصد کے لئے 2000 گارڈز روانہ کئے گئے۔ جنہوں نے لبنان کے البقاع علاقے اور حزب اللہ کے ٹھکانوں میں شیعہ عقائد بھی پھیلائے۔ اپنی شیعی تبلیغ کو موثر بنانے کے لئے انہوں نے متعدد ہسپتال، مدارس اور فلاحی تنظیمیں بنائیں۔ (دیکھئے: کینٹ کانزمان کی کتاب: "الحرس الثوری الایرانی" صفحہ 192-139 نیز ڈاکٹر: مسعود اسد الٰہی کی کتاب: "الاسلامیون مجتمع تعددی کا، صفحہ 330 دیکھیں)

تہران میں حزب اللہ کا مستقل آفس بھی موجود ہے۔ (دیکھئے: ڈاکٹر مسعود اسد الٰہی کی کتاب "الاسلامیون فی مجتمع تعددی، صفحہ 36") جو مختلف قسم کے میگزین اور کتابیں شائع کرتا ہے جس میں حزب اللہ کی خوب ترجمانی کی جاتی ہے اور اس کی کارکردگی بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایرانی حکومت کی طرف صادر ہونے والے فیصلوں اور احکامات کی پیروی بھی ان میگزین کی ذمہ داری ہے۔

حزب اللہ اپنی کتابوں میں اس نظریے کا اقرار کرتی ہے کہ ہمارے فقیہ ولی کو جنگ یا صلح کا فیصلہ کرنے کا کلی اختیار ہے۔(دیکھئے :نعیم قاسم کی کتاب:''حزب اللہ 'صفحہ 72،مؤلف حزب اللہ ،نائب جنرل سکریٹری ہے)کیونکہ فقیہ ولی کی حکومت واقتدار کا علاقے اور وطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔بلکہ ولی فقیہ تمام ممالک کے شیعہ کا حکمران ہے۔'' اسی لئے خمینی تمام ممالک میں موجود شیعہ آبادی کی سیاسی ذمہ داریاں مقرر کیا کرتا تھا جو کسی بھی استعمار کے خلاف نبرد آزما ہوتے تھے۔''(دیکھئے حوالہ سابق،صفحہ 75)

درج بالا کلام واضح کررہاہے کہ شیعہ ایران کے انقلابی لیڈر کے مکمل پیروکار ہیں اور ان کا اپنے قائد کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔وہ اپنے قائد کی تنظیموں اور اس کے مفادات کی مکمل حفاظت کرتے ہیں۔خصوصاً ایسا تحریکیں اور تنظیمیں جو براہ راست ایرانی حکومت کے تابع ہیں۔جیسا کہ حزب اللہ اور اس کی ذیلی تنظیمیں ہیں۔

کیا لبنانی حزب اللہ ایران، عراق جنگ میں شریک ہوئی تھی؟ کیا حزب اللہ نے احواز کے سنی طلباء کی تحریک کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیا تھا؟

1999ء میں ایران میں سنی طلباء کی تحریک کے دوران سیکورٹی فورسز اور طلباء کے درمیان خونریز جھڑپیں ہوئیں۔ان جھڑپوں میں خوزستان کے شہر احواز کے رہائشی لوگ بھی ملوث ہوئے اور بڑی قتل وغارت ہوئی۔اس قتل وغارت کے بارے میں متعدد ذرائع اور طلباء کے قائدین کا کہنا ہے کہ سیکورٹی فورسز میں سینکڑوں کی تعداد میں شیعہ جنگجو شامل تھے۔انہوں نے فورسز کے ساتھ مل کر طلباء تحریک کا قلع قمع کردیا اور ایرانی عربوں کی تحریک ختم کردی گئی۔

ایرانی سیکورٹی فورسز میں داخل ہونے والے یہ جنگجو اور ایرانی انقلابی گارڈ میں گھسنے والے یہ دہشت گرد بدر تنظیم کے عسکری ونگ کے ارکان تھے جن کا تعلق عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ سے تھا۔

البتہ ان ارکان میں بعض کا لہجہ لبنانی اور شامی لوگوں جیسا تھا۔جس سے ان لوگوں کی قومیت کے بارے میں سوال ابھرتے ہیں کہ آخر یہ لوگ کس ملک کے باشندے تھے لیکن کچھ دن قبل اس راز کو حزب اللہ کے باپ علی اکبر محتشمی پور نے فاش کردیا۔علی اکبر محتشمی پور شام میں ایرانی سفیر رہاہے اور ایران کا سابق وزیر داخلہ ہے اور فلسطین کی تحریک آزادی کی عالمی مجلس کا جنرل سکریٹری

ہے۔اسی شخص نے 1982ء کو امل الشیعہ کے بطن سے حزب اللہ کو نکالا تھا۔ علی اکبر محتشمی نے انکشاف کیا ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو ایران عراق جنگ کے دوران ایرانی انقلابی فوجوں کے ساتھ شانہ بشانہ جنگ لڑتے رہے ہیں۔

علی اکبر محتشمی بور گذشتہ بدھ کو ایرانی اخبار ''الشرق'' کو انٹرویو دیتے ہوئے حزب اللہ کے کردار اور لبنان میں ہونے والی گذشتہ جنگ کے بارے میں حقائق بیان کر رہا تھا۔ درج ذیل بیان میں خمینی کے شاگرد حجۃ الاسلام محتشمی نے مزید وضاحت کر دی ہے وہ کہتا ہے ''حزب اللہ کی مہارت کا کچھ حصہ تو وہ ہے جو اس نے جنگی تجربات سے سیکھا ہے اور دوسرا حصہ ان کی تربیت سے حاصل شدہ ہے۔ بلاشبہ حزب اللہ نے ایران جنگ کے دوران شاندار جنگی مہارت حاصل کی تھی کیونکہ حزب اللہ کے جنگجو ہماری افواج کے ساتھ مل کر یا براہ راست بھی جنگ لڑتے رہے تھے۔

محتشمی بور حزب اللہ کی قوت کے اصل مصدر کی وضاحت کرتے ہوئے مزید کہتا ہے ''گزشتہ کچھ سالوں میں حزب اللہ نے اپنی سیاسی اور عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لبنان اور پورے علاقے میں حزب اللہ کے جنگجوؤں کی عسکری تربیت اور مہارت میں اضافہ ہوا ہے۔

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ بیروت، الجنوب اور البقاع کے دور دراز علاقوں میں جہاں حزب اللہ کے قائدین رہائش پذیر تھے اور حزب اللہ کے میزائل اڈے جو جنوب میں واقع تھے اور اسرائیلی طیاروں کی بمباری سے برباد ہو گئے ہیں لیکن اس تباہی کے باوجود آج بھی حزب اللہ اسرائیل پر مسلسل میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حزب اللہ کی اسی مہارت کی وجہ سے اسرائیل اپنی بری افواج کو لبنان میں آہستہ آہستہ داخل کرنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ حزب اللہ کے حملوں کی وجہ سے ان کے لئے زمینی راستوں سے لبنان میں داخل ہونا مشکل ہو گیا تھا۔ البتہ انہیں بنت جبیل، مارون الرأس اور عیترون کے تین علاقوں میں بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔''

محتشمی کے بیان کے مطابق حزب اللہ کے قیام سے لے کر اب تک تقریباً ایک لاکھ شیعہ جنگجو جنگ ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ ہر تربیتی کیمپ میں 300 جنگجو شریک ہوئے تھے اور اب تک لبنان اور ایران میں بے شمار تربیتی کیمپ لگائے جا چکے ہیں۔ (محتشمی کا یہ انٹرویو علی نوری زادہ نے ''شرق الاوسط'' اخبار کے لئے 11/7/1427ھ بموافق 5/9/2006ء کو لیا تھا۔ شمارہ نمبر 101112 اس کا عنوان ہے ''علی اکبر محتشمی بور کا اعتراف'')

علی اکبر محتشمی بور ایران کے شام میں سابق سفیر اور سابق وزیر داخلہ ہیں۔

(علی اکبر نے اعتراف کیا ہے کہ حزب اللہ ایران عراق جنگ میں ایرانی فوج کے ساتھ شریک رہی ہے اور احواز کے سنی طلباء کی تحریک کو کچلنے میں بھی اس نے بھرپور شرکت کی ہے۔)

کیا حزب اللہ اپنے خطابات اور خارجی سیاست میں ''تقیہ'' پر عمل کرتی ہے؟

شیعہ امامیہ کے فرقوں میں حزب اللہ اہل سنت مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں سب سے زیادہ تقیہ کا استعمال کرتی ہے۔
شیعہ مؤلف کاظم المصباح اپنی کتاب ''الامام المہدی و مفہوم الانتظار'' کے صفحہ 240 پر لکھتا ہے: ''تقیہ پر عمل کرنے والا بلند مرتبہ مجاہد ہے۔ لیکن وہ حالات وواقعات کی روشنی میں بصیرت اور احتیاط کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل ہو کر بیٹھا نہیں رہتا جیسا کہ سادہ لوح مومنوں کے بارے میں تصور پایا جاتا ہے۔ تقیہ محض مخفی عمل ہی نہیں کہ جس پر کوئی شیعہ سیاسی یا دینی جماعت پوشیدہ طور پر عمل پیرا ہوتی ہے بلکہ یہ عمل کرنے کا ایک اسلوب ہے جو حزب اللہ کے طریقے کے مطابق ہے اور ظاہری طور پر ہر قسم کے نامساعد اور موافق سیاسی حالات کے مطابق ہوتا ہے۔''

مؤلف اگلے صفحے پر لکھتا ہے: ''لیکن بعض اوقات خطیب اور مبلغ خفیہ کلام کرنے، صراحت کو ترک کرنے اور اپنی کلام کو خوب پوشیدہ رکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں اگر خطیب وضاحت کر دے تو اس کے نقصانات سامنے آجاتے ہیں۔''

میں (مؤلف حزب اللہ کون ہے؟) کہتا ہوں: ''جو شخص اس شیعہ مؤلف کی کلام پر غور کرے گا وہ جان لے گا کہ حزب اللہ اپنے خطابات میں تقیہ پر عمل کرتی ہے اور اب تو ان کے گھر کے بھیدی نے بھی لنکا ڈھا دی ہے۔

حالانکہ ہم نے بارہا سنی مسلمانوں کو تنبیہ کی تھی کہ حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ کے خطابات کی تصدیق مت کرو، ان کی فریب دہی میں مت آؤ کیونکہ رافضی شیعہ کا مذہب باطنی ہے۔ شیعہ زبان سے کچھ کہتا ہے جیسا کہ ان کے علامہ کاظم المصباح نے وضاحت کر دی ہے، جبکہ شیعہ کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ اپنے کلام کو مکاری اور فریب دہی سے مزین کرتے ہیں جیسا کہ حسن نصر اللہ اپنی تقاریر میں کرتا ہے اور بعض اوقات کچھ امور پر جان بوجھ کر بات چیت نہیں کرتا کہ مبادا اس کی زبان سے اندرونی حقیقت ہی نہ پھسل جائے جو اس کی جماعت پر لعن طعن کا باعث بن جائے۔ لہٰذا شیعہ کے اس دھوکے سے سنی مسلمانوں

کو تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ امامیہ کا مذہب شیعہ کو تقیہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ ان کا مذہب تو اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانے کی بھی اجازت دیتا ہے جبکہ مقصود تقیہ ہو۔

شیعہ کی کتاب ''وسائل الشیعہ''(یہ کتاب الحر العافلی کی ہے۔دیکھئے:1/136)میں ابوعبداللہ سے منقول ہے:''جب شیعہ آدمی کراہت اور اضطراری حالت میں تقیہ کرتے ہوئے اللہ کی قسم کھالے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گی۔''

امام شافعی رحمہ اللہ نے رافضہ کی صفت بیان کرتے ہوئے سچ فرمایا ہے،آپ فرماتے ہیں:میں نے رافضی شیعہ سے بڑھ کر جھوٹی گواہی دینے والی قوم نہیں دیکھی۔''

کیا حزب اللہ نے واقعی جہاد فی سبیل اللہ کا پرچم لہرایا ہے

حزب اللہ لبنانی سرزمین پر جہاد کرنے کی بڑی شوقین ہے لیکن کبھی اسے لبنانی حدود سے باہر نکل کر جہاد کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔حزب اللہ لبنان کے ہر اس شخص کی دوست ہے جو اس کے اغراض و مقاصد کا حمایتی ہے خواہ اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔وہ عیسائی ہو،یہودی ہو یا دروزی مذہب کا ہو اسے کچھ غرض نہیں۔تو جس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ ایسا ہو اور وہ اپنے کردار عمل میں منافقانہ روش پر چل رہی ہو اس کا جہاد نہ اسلامی جہاد ہو سکتا ہے اور نہ اس کے قتل و غارت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سمجھی جاسکتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کی:اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی صرف مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہے دوسرا شخص دنیوی شہرت کے لئے جنگ لڑتا ہے اور تیسرا شخص اپنی بہادری اور شجاعت کی داد حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ان تینوں میں سے مجاہد فی سبیل اللہ کون سا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ''
''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے جہاد کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے''(دیکھئے صحیح البخاری،کتاب الجہاد،باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا حدیث نمبر 2810، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا،حدیث نمبر 1904۔)اور باقی سب ریاکاری یا دنیاوی مقصد کے حصول کی وجہ سے بے کار ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لئے جہاد کیا وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے''۔ آپ کے اس فرمان میں مذکور اللہ کے کلمے سے مراد اسلام کی دعوت ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ مؤلفہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ 34 /6)

میں مؤلف کتاب: کہتا ہوں کہ حزب اللہ جس مقصد کے لئے جہاد کرتی ہے وہ صرف لبنانی حدود کی حفاظت ہے تاکہ شیعی رافضی عقیدہ سربلند ہو جائے۔ (اس طرح حزب اللہ صرف لبنانی علاقے کی خاطر ہی نہیں لڑتی بلکہ اپنے اثر و نفوذ والے علاقوں میں شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے جدوجہد کرتی ہے)۔

اگر حزب اللہ کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ مان بھی لیا جائے تو پھر سوال یہ اُبھرتا ہے جب فلسطینی جہاد کے دو بلند مرتبہ رہنما جناب احمد یاسین اور عبدالعزیز الرنتیسی رحمہما اللہ اسرائیلی میزائلوں سے شہید ہوئے تو حزب اللہ نے ایکشن کیوں نہ لیا اور اسے اسرائیل پر ایک بھی میزائل فائر کرنے کی توفیق کیوں نہ ہوئی؟ کیا مقبوضہ فلسطین اور قبلہ اول بیت المقدس کی آزادی کے لئے جہاد کرنا ،ایرانی اور شامی سیاسی مفادات اور اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے لڑنے سے زیادہ اولیٰ اور افضل نہیں ہے؟

لیجئے حزب اللہ کے جنرل سکریٹری اور سربراہ حسن نصر اللہ کا اعتراف حقیقت سنئے جو کہتا ہے کہ یہودیوں کے ساتھ اس کی جنگ عقیدے اور دین کی جنگ نہیں ہے۔ حالیہ اسرائیل اور لبنانی جنگ جو 34 دن جاری رہی، اس کے اختتام پر جبکہ لبنانی اسٹرکچر بُری طرح تباہ ہو چکا ہے اور جس کی بنیاد صرف دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کے ڈرامے پر تھی۔ حسن نصر اللہ نے لبنانی ٹی وی چینل New TV پر انٹرویو دیتے ہوئے کہا جو 27 جولائی 2006 کو نشر ہوا کہ ''اگر اسے علم ہوتا کہ دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا پر اس قدر تباہی و بربادی ہو گی تو وہ اس کام کا حکم کبھی نہ دیتے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حزب اللہ کی قیادت کو ایک فیصد بھی امید نہ تھی کہ دو فوجیوں کے اغواء پر اس قدر شدید حملے ہوں گے اور اتنی زیادہ تباہی و بربادی لبنان کا مقدر بن جائے گی کیونکہ جنگی تاریخ میں اس قدر شدید حملوں کی مثال نہیں ملتی۔''

حسن نصر اللہ نے اس بات کو توثیق بھی کی کہ وہ آئندہ کبھی اسرائیل کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ (حسن نصر اللہ کی یہ وضاحت ''الشرق الاوسط'' خبار کے شمارہ نمبر 28,1035/8 ہے۔ 2006ء کے شمارے میں دیکھی جاسکتی ہے)

حزب اللہ کے اس اعتراف میں اس کی شکست کا اقرار نمایاں ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ وہ حالیہ جنگ میں فاتح نہیں بلکہ شکست خوردہ ہے۔اس کے اس اعتراف کا مطلب ایک زوردار طمانچہ ہے جو ہر اس شخص کی گال پر لگا ہے جو حسن نصر اللہ کے لئے تالیاں بجاتے نہ تھکتے تھے اور اس سے نہایت متاثر رہ کر اسے اسلامی ہیرو مانے بیٹھے تھے۔

شیعہ کا منہج اور طریقہ کار یہی ہے کہ وہ ملتِ اسلامیہ پر ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ملتِ اسلامیہ کے مفادات کو بھی قتل کرنا پڑے تو شیعہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔اسی لئے ڈاکٹر علی عبدالباقی لکھتے ہیں: بلاشبہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ شیعہ کی جدوجہد اور کارکردگی خالصتاً شیعی گروہی جدوجہد ہے، خواہ یہ جدوجہد ایران میں ہو، عراق میں ہو، افغانستان میں ہو یا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو۔شیعہ اپنے گروہ کے ذاتی مفادات اور مصلحت کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں اور امت اسلامیہ کے مفادات اور مصالح کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔وہ اپنے مفادات کے لئے کوشش کریں گے اگرچہ ملت اسلامیہ کے مفادات کو نقصان پہنچا کر حاصل ہوں۔(ڈاکٹر صاحب کا مضمون انٹرنیٹ سائٹ ''مفکرۃ الاسلام'' پر ھل تکون حرب العصابات املنا فی ھزیمۃ بن مھیون'' کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے۔مورخہ 21/8/2006ء)

کیا حزب اللہ جہاد فی سبیل اللہ کی قائل ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا حزب اللہ کسی بھی اسلامی ملک یا علاقے جیسے فلسطین، کشمیر وغیرہ ہیں، ان کی آزادی کے لئے کوششیں کرتی ہے؟ کیا ان علاقوں کی آزادی حزب اللہ کے مقاصد میں شامل ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شیعہ امامیہ اثنا عشری فرقے (جو کہ حزب اللہ کا مذہب بھی ہے) کے نزدیک مہدی منتظر کے نمودار ہونے تک جہاد معطل ہے کیونکہ شیعی روایات کے مطابق شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ''امام مہدی کے ظہور سے پہلے اور ان کے پرچم جہاد بلند کرنے سے پہلے جو شخص علم جہاد بلند کرے گا وہ طاغوت ہوگا۔(دیکھئے: النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ''، صفحہ 70) امام مہدی آئیں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کر لیں گے۔(یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ امام مہدی جب نمودار ہوں گے تو وہ یہودیوں اور عیسائیوں سے صلح کیوں کریں گے؟ وہ یہودی ظالموں غاصبوں سے بیت المقدس کو آزاد کیوں نہیں کرائیں گے؟) اور آلِ داؤد یعنی یہودیوں کی شریعت کے مطابق حکومت کریں گے کعبۃ اللہ کو گرا دیں گے، اور اہل سنت مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے کیونکہ یہ شیعہ کے دشمن ہیں۔(حضرت) ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو ان کی قبروں سے نکال کر سولی پر چڑھائیں گے پھر ان کی لاشیں آگ سے جلائیں گے۔''(دیکھئے النعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'')

حزب اللہ کے نائب جنرل سیکریٹری نعیم قاسم نے (دیکھئے: اس کی کتاب ''حزب اللہ۔۔۔المنہج۔۔۔التجربۃ۔۔۔المستقبل''، صفحہ 50۔) اس مسئلے کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''چونکہ عسکری جہاد دشمن اور لڑائی کی صورت میں ہوتا ہے اس لئے یہ ہماری کتاب کے موضوع سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم اس بحث کو خصوصی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

فقہاء نے جہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

① ابتدائی جہاد: یعنی مسلمان دشمن پر حملہ آور ہوں اور ان کے علاقے میں داخل ہو جائیں۔ اس جہاد کا مقصد اپنی زمینیں واپس لینا نہیں ہوتا۔ نہ دشمن کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ جہاد نبی کریم ﷺ یا امام معصوم کے ساتھ خاص ہے۔ اس دور میں جبکہ ہمارا امام مہدی منتظر غائب ہے۔ اس لئے یہ جہاد ممکن نہیں ہے۔

② دفاعی جہاد: جب استعماری قوت مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو اپنے ملک قوم اور اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے یہ جہاد مشروع بلکہ واجب ہے۔''

صفحہ 51 مذکورہ بالا کتاب میں پھر لکھتا ہے: لیکن جہاد کا فیصلہ کرنا ولی فقیہ کا کام ہے جو دفاعی جہاد کے حالات پر غور و فکر کر کے فیصلہ کرے گا۔ وہی جہاد کے قواعد و ضوابط متعین کرے گا کیونکہ مسلمانوں کے خون کا مسئلہ نہایت اہم ہے اس لئے دفاعی جہاد کے مقاصد اور شروط پوری کئے بغیر کسی بھی معرکے میں جنگجوؤں کو جھوک دینا ممکن نہیں ہے۔''

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں: حزب اللہ اور اس کے لیڈر حسن نصر اللہ وغیرہ اپنے ٹی وی خطابات میں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے آزادی کے جو نعرے لگاتے ہیں وہ سب پُر فریب نمائشی نعرے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے مثلاً وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ نعرے لگاتے ہیں:

''اے اقصیٰ ہم تیری آزادی کے لئے آرہے ہیں۔'' ''چلو چلو القدس چلو۔''

اِن نعروں کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود حسن نصر اللہ کا اپنا بیان ہے ایک انٹرویو کے دوران جب اس سے فلسطینیوں کے بارے میں اس کا مؤقف پوچھا گیا تو اس نے فلسطینیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جب تمہیں ہماری ضرورت ہو گی تو ہم آجائیں گے اور بس اتنا ہی کافی ہے۔''

کیونکہ شیعی امامیہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی منتظر کے ظہور تک کوئی جہاد نہیں ہے۔لہٰذا اے سنی مسلمان! خوب غور و فکر کر! شیعہ کے نزدیک جہاد دفاعی بھی ولی فقیہ کے فیصلے کے بغیر ممکن نہیں ہے اور حزب اللہ کے ارکان اپنے فقیہ ولی کے حکم کے بغیر کوئی بھی کام نہیں کرتے۔جب تک خامنہ ای انہیں حکم نہ دے وہ کوئی عمل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔۔۔! پھر خوب غور و فکر کرلو اور شیعہ مذہب کی اس روایت کو بغور پڑھو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ رافضی شیعہ کون ہیں؟ اور کیا واقعی وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں؟

صحیفہ السجادیۃ الکاملۃ کے صفحہ 16 پر ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: ''ہم اہل بیت میں سے نہ کبھی کوئی شخص ظلم سے دفاع یا اپنا حق واپس لینے کے لئے نکلا ہے اور نہ نکلے گا حتیٰ کہ ہمارے امام کا ظہور ہو جائے۔اگر کسی نے یہ کام کیا تو وہ سخت آزمائش کا شکار ہو گا اور اس کا نکلنا ہمارے اور ہمارے شیعہ کی نفرت میں اضافے کا باعث ہو گا۔''

2000ء میں اسرائیلی انخلاء کے بعد بنت جبیل میں ایک لاکھ شیعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حسن نصر اللہ نے کہا تھا: ''حزب اللہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے اسرائیل کے خلاف کسی بھی عسکری عمل میں شریک نہیں ہو گی۔''(دیکھئے الانباء اخبار کا 27/5/2000 کا شمارہ نمبر 8630 بحوالہ حزب اللہ رویۃ مغایرۃ، صفحہ 214) اسی لئے قومی امن کمیٹی کے جنرل سکریٹری حسن روحانی نے بیان دیا کہ ''اسرائیل نے جنوبی لبنان کے شبعا کے علاقے سے انخلاء کر دیا ہے لہٰذا اب حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کا تعلق صرف لبنانی سرزمین کا دفاع ہے۔''(حسن روحانی نے یہ وضاحتی بیانات ''الحیاۃ اللندیۃ'' اخبار کو 18/1/2004ء کو ایک انٹرویو میں دیئے)

اب سوال یہ ہے کہ وہ فلسطین کہاں ہے جسے عنقریب حزب اللہ یہودی غاصبوں سے آزاد کرائے گی؟ لہٰذا۔۔۔ شیعی مذہب میں ایسے کسی جہاد کی گنجائش نہیں ہے جو مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرانے یا ان کی دفاعی ضروریات کے لئے کیا جائے۔

ایران کے وزیر اعظم محمود احمد نژاد نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:
''ایران مغربی ممالک کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، حتیٰ کہ اسرائیلی صہیونی نظام حکومت کے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔''(دیکھئے: ''الشرق الاوسط''، شمارہ نمبر 10134، مؤرخہ 27/8/2006 اور شمارہ نمبر 10136 مورخہ 29/8/2006ء)

کیا حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدہ ہوا ہے؟

ایک اسرائیلی انٹیلی جنس آفسر بیان کرتا ہے کہ اسرائیل اور لبنانی شیعہ کے درمیان تعلقات پُر امن علاقے کی شرط سے غیر مشروط ہیں۔اسی لئے اسرائیل شیعہ عناصر کی خصوصی پُشت پناہی کرتا ہے جس سے ان کے درمیان ایک طرح کا سمجھوتا ہو گیا ہے کہ وہ فلسطینی جذبہ جہاد کو مل کر ختم کریں گے جس سے حماس اور الجہاد کی داخلی امداد میں اضافہ ہوا ہے۔(دیکھئے یہودی اخبار ''معاریف الیھودیہ''8 ستمبر 1997 کا شمارہ)

یہ بیان اسرائیل اور لبنانی حزب اللہ کے خفیہ معاہدے کی توثیق کرتا ہے۔اس کا اعتراف حزب اللہ کے سابق جنرل سکریٹری صبحی الطفیلی نے بھی کیا ہے۔(صبحی الطفیلی حزب اللہ کا سابق جنرل سکریٹری تھا۔یہ جماعت سے اس وقت الگ ہو گیا تھا جب اس نے دیکھا کہ یہ جماعت نہ صرف اپنے علانیہ مزاحمتی کردار کو چھوڑ کر ایرانی اور شامی مفادات کی محافظ بن گئی ہے بلکہ اسرائیل کی شمالی سرحد کی چوکیدار بیٹھی ہے۔حزب اللہ ہر اس مجاہد کو گرفتار کر لیتی ہے جو اس سرحد سے اسرائیل پر فدائی حملہ کرنا یا کروانا چاہتا ہے۔وہ کہتا ہے:''بلاشبہ حزب اللہ اسرائیلی سرحد کی محافظ ہے۔''(دیکھئے:''الشرق الاوسط''کا 29 رجب 1424ھ بموافق 25/9/2003 کا شمارہ نمبر 9067 اسی طرح New TV پر 2003ء کے اواخر میں ''بلا رقیب''نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو ملاحظہ کریں)

صبحی الطفیلی مزید کہتا ہے:''نوے کی دھائی میں ایرانی سیاست میں تبدیلی کے نمایاں آثار نظر آنے لگے تھے۔پہلے تموز میں 1993 میں سمجھوتہ ہوا۔پھر نیسان میں 1996ء میں اتفاق رائے طے پا گیا۔ان سمجھوتوں میں طے ہوا کہ فلسطین میں موجود یہودیوں کو پُر امن رہنے کی اجازت ہو گی۔اس سمجھوتے میں ایرانی وزیر خارجہ بھی شریک ہوا۔ان سمجھوتوں کے بعد اسرائیل نے لبنان سے فوجیں نکالنا شروع کر دیں۔کیونکہ یہ طے پایا تھا کہ اسرائیل کے خلاف مزاحمتی تحریک ختم کر دی جائے گی۔یہ تحریک سرحد پر رہے گی اور حملہ آور نہیں ہو گی۔

پھر مزید کہا:''میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہی حقیقت ہے کہ اس سمجھوتے کے نتیجے میں مزاحمتی تحریک،مزاحمت سے نکل کر سرحدوں کی محافظ ہو کر رہ گئی۔''(New TV پر ''بلا رقیب''نامی پروگرام میں ان کا انٹرویو دیکھیں جو 2003ء کے اواخر میں نشر ہوا۔اس لئے اسرائیل جنوبی لبنان میں شیعی اثر و نفوذ کی بھرپور حمایت کرتا ہے تاکہ یہ شیعہ آبادی اسرائیل پر شمالی سرحد سے حملہ آور ہونے والے مجاہدین کے خلاف ڈھال بن سکے)

یروشلم پوسٹ کے 23 مئی 1985ء کے شمارے میں یہ بیان چھپ چکا ہے کہ ''اسرائیلی مفادات و مصالح سے غفلت درست نہیں ہے جو اس بنیاد پر قائم ہیں کہ باہم مل کر جنوبی لبنان کی حفاظت کی جائے گی اور اس علاقے کو اسرائیل پر حملہ کرنے والے ہر قسم کے خطرات سے خالی کیا جائے گا اور اب وقت آگیا ہے کہ اسرائیل یہ بھاری ذمہ داری ''أمل الشیعہ'' کو سونپ دے۔''(بحوالہ کتاب ''أمل والمخیمات الفلسطینیۃ، صفحہ 162)

اس امر کی توثیق توفیق المدینی نے ان الفاظ میں کی ہے: ''شیعہ کی تنظیم (أمل الشیعہ) نے یہ بندوبست کیا ہے کہ وہ فلسطینی مجاہدین کی تحریکوں کو جنوبی لبنان کی طرف جانے سے روکے تاکہ وہ اسرائیلی فوجوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہ کر سکیں اور نہ مقبوضہ فلسطین کے شمال میں الجلیل کے مقام پر قائم اسرائیلی کالونیوں میں کاروائی کر سکیں۔''(بحوالہ کتاب ''أمل وحزب اللہ فی حلبۃ المحابھات''صفحہ 83)

حزب اللہ کے سابق جنرل سیکریٹری صبحی الطفیلی نے بھی شیعہ کے اس کردار کا اعتراف کیا ہے وہ بیان کرتا ہے: ''جو شخص حزب اللہ کے اس کردار کی تحقیق کرنا چاہے کہ اب یہ تحریک مزاحمت چھوڑ کر اسرائیلی سرحدوں کی چوکیدار بن گئی ہے۔ وہ اسلحہ اٹھائے اور کسی بھی سرحد پر چلا جائے اور یہودی دشمنوں کے خلاف کاروائی کی کوشش کرے تو ہم دیکھ لیں گے کہ حزب اللہ کے مسلح چوکیدار اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔'' کیونکہ بہت سارے مجاہدین اسرائیل پر حملہ کرنے کے لئے گئے لیکن اب وہ اسرائیلی جیلوں میں قید ہیں۔ انہیں حزب اللہ کے مسلح افراد نے گرفتار کر کے اسرائیلی فوج کے حوالے کیا ہے۔'' New TV) پر صبحی الطفیلی کا انٹرویو دیکھیں جو 2003 کے اواخر میں ''بلا رقیب'' نامی پروگرام میں نشر کیا گیا)

اس لئے اسرائیل حزب اللہ کو ختم کرنے اور اس کی قوت کو تباہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتا۔ اس لئے نہیں کہ اسرائیل یہ کام نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس لئے نہیں کرتا کیونکہ حزب اللہ ایک منظم جماعت ہے اور اس کے ختم ہو جانے سے اسرائیل کے خلاف سنی مسلمانوں کی تحریک منظم ہو جائے گی، اگرچہ بعض اوقات حزب اللہ اسرائیل کے خلاف تھوڑا بہت شور شرابہ بھی کر لیتی ہے۔ لیکن اسرائیل ہر حال میں سنی تحریک کو ابھرنے نہیں دینا چاہتا اس لئے وہ حزب اللہ کی بھرپور مدد کرتا ہے۔

ان کے باہمی تعاون کے بارے میں کسی نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اسرائیلی مصلحت اس میں ہے کہ حزب اللہ باقی رہے اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل باقی رہے (تاکہ اس کے خلاف نعرے بازی سے عام مسلمانوں کو مسلسل فریب دینا ممکن رہے۔)

لہٰذا شیعی منصوبہ اگرچہ اسرائیلی امریکی یہودیوں کے لئے پریشان کن ہے لیکن یہ شیعی منصوبہ یہودیوں کے ساتھ مذاکرات اور سمجھوتے کا انکار نہیں کرتا بلکہ شیعہ یہودیوں کے ساتھ آگے بڑھ کر سمجھوتے کرتے ہیں جیسا کہ ایران نے افغانستان اور عراق میں کیا۔ یا جس طرح ماضی میں حزب اللہ نے جنوبی لبنان میں اسرائیل کے ساتھ سمجھوتوں کے تحت مزاحمتی تحریک ختم کر دی تھی۔

لیکن سنی مسلمانوں کی مزاحمتی تحریک یہودیوں کے لئے نہایت خطرناک اور پریشان کن ہے کیونکہ وہ کسی قسم کے مذاکرات یا سودے بازی کے قائل ہی نہیں۔ اس بات کے کئی ثبوت موجود ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی مثال اور اس کی ابتدا تھی اور فلسطینی جہاد اس کی انتہاء ہے اور اب عراق میں بھرپور مزاحمتی جنگ جاری ہے۔ (اور سنی مجاہدین کسی قسم کا سمجھوتہ ماننے سے انکاری ہیں۔) ﴿دیکھئے: انٹرنیٹ ویب سائٹ "مفکرۃ الاسلام" پر ولید نور کا مضمون "الوعدالصادق ینھی بوھم کاذب" مورخہ 17/8/2006 نیز ربیع الحافظ کا انٹرویو ملاحظہ فرمائیں جس کا عنون ہے "لاحزب اللہ ولمساحات الخالیۃ" 26/8/2006)

حزب اللہ کی دوستی کن سے ہے؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ رافضی عقیدے کی حامل حزب اللہ کی ولاء اور دوستی پہلے نمبر پر ایرانی رافضی حکومت کے ساتھ ہے پھر شیعی بعثی نصیری حکومت کے ساتھ ہے (ان کی باہمی ولاء اور محبت کی مثال یہ ہے کہ لبنانی حزب اللہ نے احواز میں سنی مسلمانوں کے قتل وغارت میں ایرانی انقلابی لشکر کا بھرپور ساتھ دیا تھا)

① الراصد میگزین میں ایک مضمون چھپا ہے: (دیکھئے: "الراصد" میگزین کا شمارہ نمبر 34، ربیع الثانی 1427 ہجری اس شاندار تحقیقی مضمون کا عنوان ہے "شیعہ کی ولاء کس کے لئے ہے" ہم نے اس سے صرف حزب اللہ کے متعلق ایک پیراگراف لیا ہے۔ تفصیلی مضمون میگزین کے انٹرنیٹ سائٹ http://www.alrased.net پر دیکھیں) شیعہ کی ولاء اور محبت کس کے ساتھ ہے۔" اس میں یہ لکھا ہے کہ: "تمام شیعہ حضرات خمینی کی ولایت کے زیر اثر حزب اللہ کی نشو ونما ایران میں ہوئی۔ حزب اللہ کا نائب جنرل سیکریٹری نعیم قاسم بیان کرتا ہے: "مومنوں کا ایک گروہ تھا۔ ان کے ذہن ایک عملی قاعدے کے لئے کھل گئے کہ ولایت فقیہ کے مسئلے کی مکمل پیروی ہونی چاہئے تاکہ تمام اسلامی دنیا کا قائد ولی فقیہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ کوئی گروہ اور ملک اس کی ولایت سے الگ نہ ہو۔۔۔ لہٰذا مومنوں کا یہ گروہ جو نو افراد پر مشتمل تھا، ایران گیا اور امام خمینی کو ملا۔ اور اسے لبنانی

حزب اللہ کی تاسیس کے منصوبے سے آگاہ کیا۔ خمینی نے اس منصوبے کی حمایت کی اور برکت کی دعا کی۔'(دیکھئے کتاب: ''المقاومۃ فی لبنان''مؤلفہ: اَمین مصطفی، دار الہادی، صفحہ 425)

② ''الشراع''میگزین 14 اگست 1995ء کے شمارے میں ڈاکٹر حسان عزی کی کتاب حزب اللہ کے صفحہ 34 کے حوالے سے لکھتا ہے کہ حزب کے دو قائد ایرانی ہیں۔

② یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ لبنانی حزب اللہ کا سربراہ حسن نصر اللہ جو کہ لبنانی شیعہ کا ایک اہم لیڈر بھی ہے وہ ایرانی علی خامنہ ای کا وکیل بن جائے۔ اور اس کی متعدد تصویریں شائع ہوئی ہیں جن میں علی خامنہ ای کے ہاتھ چوم رہا ہے حالانکہ لبنانی شیعہ کے اپنے لیڈر موجود ہیں جیسے محمد حسین فضل اللہ وغیرہ۔

ان حالات میں اگر ایران اور لبنان میں اختلاف ہو جائے اور نوبت جنگ تک پہنچ جائے جیسا کہ آج کل حالات وواقعات سے ایسا نظر بھی آرہا ہے تو حسن نصر اللہ اور حزب اللہ کی ولاء کن کے لئے ہو گی؟ لبنانی حکومت کے ساتھ یا ایران کے ساتھ؟

④ ''اَمل الشیعہ''اور حزب اللہ کی تاریخ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ باہمی اختلافات کی صورت میں ایرانی قیادت کے فیصلوں کو تسلیم کریں گے۔ (وضاح شرارہ کی کتاب ''دولۃ حزب اللہ''کا صفحہ دیکھیں)

⑥ مارچ 1982 میں اَمل الشیعہ تنظیم اپنے چوتھے اجلاس میں یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ ایرانی اسلامی انقلاب کا اٹوٹ انگ ہے۔ (حوالہ سابق ملاحظہ کریں)

⑦ حزب اللہ کے ولایت فقیہ کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ایرانی محقق ڈاکٹر مسعود اسد الٰہی اپنی کتاب ''اسلامیون فی مجتمع تعددی''کے صفحہ 321 پر لکھتا ہے: چونکہ خمینی کی ولایت کسی ملک یا سرحد کے اندر منحصر نہیں ہے۔''لہٰذا ہر مصنوعی غیر طبعی سرحد جو ولایت فقیہ سے منع کرے وہ سرے سے غیر شرعی شمار ہو گی۔ اسی لئے لبنانی حزب اللہ، وسیع تر عالمی درجے کی حزب اللہ کی ایک شاخ کے طور پر عمل کر رہی ہے۔''

مذکورہ بالا آراء سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ حزب اللہ ولی فقیہ کے ہر ہر حکم کے نفاذ کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔(جس سے ثابت ہوا کہ حزب اللہ کی ولائ اور محبت صرف ایرانی حکومت کے ساتھ ہے نہ کہ اللہ اور اس کے دین کے لئے۔)

عالمِ اسلام کے سنی مسلمانوں کے ساتھ حزب اللہ کے کیسے تعلقات ہیں؟

جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ حزب اللہ سنی مسلمانوں کے ساتھ تقیے پر عمل کرتے ہوئے تعلقات استوار رکھتی ہے۔اسی لئے حزب اللہ کے لیڈر اپنے خطابات میں پُر فریب مگر دلکش نعرے لگاتے ہیں کہ وہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے آزاد کرا کے دم لیں گے۔سادہ لوح سامعین ان نعروں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعی حزب اللہ مسلمان علاقوں کو غاصب یہودیوں سے آزاد کرائیں گے۔انہی خوشنما نعروں سے فلسطینی مجاہدین حماس اور الجہاد الاسلامی کے بعض لیڈر بھی دھوکہ کھا گئے تھے (کھا رہے ہیں۔ویب ماسٹر)۔لیکن ایرانی شیعی حکومت کے ساتھ ولا کا رشتہ جوڑنے والی حزب اللہ کسی بھی شخص کو اپنے ساتھ اس وقت تک نہیں ملاتی جب تک وہ اپنے صحیح عقیدے سے دست بردار ہو کر شیعی عقیدے کا اظہار نہ کر دے مثلاً خمینی کی تعریف و توصیف کرنا یا ایرانی نظام حکومت کو داد دینا وغیرہ۔

اپنے عقیدے کی بربادی کے بعد ہی دھوکہ کھانے والے چند ظاہری فوائد کو حاصل کر پاتے ہیں جو لبنانی حزب اللہ انہیں دیتی۔

جبکہ باقی اسلامی ممالک میں حزب اللہ صرف اور صرف رافضی شیعہ کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ جوڑتی ہے مثلاً ایران، عراق اور بقیہ خلیجی ممالک میں شیعہ ولاء صرف شیعہ ہے یا چند سادہ لوح سنی مسلمانوں سے جو رافضی شیعہ کی تاریخ اور عقائد سے ناواقف اور ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور رافضیوں کے شر سے محفوظ فرمائے آمین۔

حزب اللہ کے زیرِ تسلط لبنانی سنی مسلمانوں کے حالات کیسے ہیں؟

لبنانی سنی مسلمان بڑی ظلم و ستم کی زندگی گزار رہے ہیں کیونکہ ان کے دشمن رافضی اور نصیری فرقے ہیں اور یہ دونوں احباش فرقے کی ہر طرح مدد کرتے ہیں جو سنی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور ان کے عقیدے کو خراب کرنے کے لئے طرح طرح کے شکوک و شبہات کو پھیلا رہا ہے۔اس پر مستزاد رافضی حزب اللہ کا ظالمانہ تسلط ہے جس کی مدد ایران کر رہا ہے، مثلاً رافضی شیعہ، نصیری اور احباش فرقے کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اپنی کتابیں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔جن میں ان فرقوں

کے عقائد کی بھرپور دعوت دی جاتی ہے جبکہ سنی مسلمان ان کتابوں کا علمی رد کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور ان کی کتابیں ضبط کر لی جائیں گی۔ اگرچہ ان کتابوں میں رافضی عقائد کی تردید کے لئے فقط اشارہ و کنایہ ہی کیا گیا ہو۔

جیسا کہ اہل سنت کی یہ کتاب ضبط کر لی گئی "للہ ثم للتاریخ" (فیصلہ اللہ کا ہے، پھر تاریخ کا)۔ اس کتاب کے ناشر کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اسی طرح جس پرنٹنگ پریس نے علامہ آلوسی کی کتاب "صب العذاب علی من سب الاصحاب" (صحابہ کرام کو گالیاں بکنے والوں پر اللہ کا عذاب) شائع کی انہیں شدید دھمکیاں دی گئیں کہ اگر انہوں نے یہ کتاب دوبارہ چھاپی تو ان کا مکمل پریس جلا دیا جائے گا۔

حزب اللہ کے جابرانہ تسلط کی وجہ سے لبنانی سنی مسلمان قربانی کا بکرا بنا دیئے گئے ہیں جب بھی کسی علاقے میں کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے یا دہشت گردی کی واردات ہوتی ہے تو اس کا الزام سنی مسلمانوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ پھر ان سے تفتیش کی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات بغیر کسی ثبوت کے سنی مسلمانوں کو کئی کئی سال قید کی سزا سنا دی جاتی ہے۔ لبنان کے حالات میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔
اللہ تعالیٰ مظلوم سنی مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ آمین یارب العالمین

لبنان کے علاقے جبل کے مفتی ڈاکٹر محمد علی الجوزو نے "فجر الاسلام" میگزین میں اللہ تعالیٰ سے حزب اللہ کے ظلم و ستم سے شکایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد رسی کی درخواست کی ہے کہ یہ ظالم اہل سنت کی مساجد پر قبضہ جمانا شروع ہو گئے ہیں۔ جنوب لبنان میں حزب اللہ کے غلبے کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں: "بظاہر حزب اللہ کے غنڈوں کا یہ غلبہ جنوب اور جبل کے علاقوں میں سنی مساجد پر قبضے ہی کی ایک کڑی ہے۔ وہ اس قسم کی متعدد کاروائیاں کر چکے ہیں جن میں سب سے آخری کاروائی جیہ کے علاقے میں یونس علیہ السلام کے نام پر بنی مسجد "مسجد النبی یونس" پر ان کا قبضہ ہے۔

الجیہ شہر میں حزب اللہ، أمل الشیعہ تنظیم کے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور دونوں شیخ عبدالأمیر قبلان کے معیت میں سنی اوقاف پر قبضہ جما رہے ہیں۔ شیعہ کی مجلس اعلیٰ نے الجیہ شہر میں شیعہ کا محکمہ اوقاف بنا دیا ہے۔ پھر اس محکمے نے بلدیہ کے دفتر میں درخواست دے دی ہے کہ الجیہ میں موجود تمام سنی اوقاف شیعہ کی ملکیت ہیں لہٰذا سنی مسلمانوں سے یہ اوقاف واگزار کر کے شیعہ کے حوالے کئے جائیں۔ یہ اوقاف چودہ ہزار مربع میٹر کے رقبے پر مشتمل ہیں جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ اس اوقاف میں مسجد النبی یونس، ایک سرکاری مدرسہ اور ایک ہائی اسکول اور قبرستان وغیرہ شامل ہیں۔

یہ مقدمہ لبنانی عدالت میں زیرِ سماعت ہے اور اس دوران اوقاف کی زمینوں پر ایک تنبیہی بورڈ لگادیا گیا ہے۔اس بورڈ کی وجہ شیعہ اوقاف کے ارکان سنی مسلمانوں کو ان کے اوقاف اور مسجد کے سلسلے میں پریشان کررہے ہیں۔ سنی مسلمانوں نے مسجد میں تعمیر میں اضافہ کرنے اور اسے نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا تو شیعہ نے عدالت میں فیصلہ لے کر یہ تعمیر رکوادی اور عدالت میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ سنی مسلمان مسجد کی تعمیر خراب کررہے ہیں۔

اس طرح یہ مقدمہ ایک مذہبی مقدمہ بن گیا جس پر شیعہ نے الجیۃ میں سنی مسلمانوں کو مزید اشتعال دلانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر اُتار کر فرش پر رکھ دیئے اور اپنے مذہب کے مطابق اذان کہہ ڈالی جس میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں کہ ''وأنَّ علیًّا بالحق ولیُّ اللہِ'' ''بے شک علی سچے ولی اللہ ہیں۔''

یہ کام علاقے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کیا گیا ہے اس کے بعد شیعہ نے مذہبی رواداری اور باہمی ادب واحترام کی ہر حد پھلانگتے ہوئے مرکز الافتاء والأوقاف پر بھی قبضہ کرلیا۔اس کے بعد نہایت گھٹیا اسلوب میں اپنے حسد وکینے کا اظہار بدترین الفاظ میں کرنے لگے تاکہ سنی مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد کو بھڑکایا جاسکے۔

باوجود اس کے کہ متعدد ذمہ داران نے اس فساد کو ختم کرنے اور مسئلے کو حل کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، لیکن شیعہ مجلس، حزب اللہ، أمل الشیعہ اور عبدالأمیر قبلان کی سربراہی میں شیعہ کی مجلس اعلیٰ سنی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے میں مسلسل پیش قدمی کررہی ہیں۔یہ سب گروہ مل کر علاقے کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے اور الجیۃ کے نوجوانوں کو فسادات میں جھونکنے کی کوششیں کررہے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ سنی اسلامی اوقاف کی انتظامیہ کے پاس زمینوں کے ہر قسم کے کاغذات اور تاریخ دستاویزات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ الجیۃ میں اوقاف النبی یونس کے متولی سنی مسلمانوں کا محکمہ اوقاف ہے لیکن یہ مسئلہ روز بروز شدت اختیار کرتا جارہا ہے کیونکہ حزب اللہ سنی نوجوانوں کو مشتعل کرنے کے لئے مسلسل کوششیں کررہی ہے تاکہ ان کا باہمی ٹکراؤ ہوجائے خواہ اس کا کوئی سبب ہو یا نہ ہو۔(دیکھئے: ''فجر الاسلام'' میگزین میں جبل لبنان کے مفتی جناب محمد علی الجوزو کا انٹرویو
(

لبنان میں اہل سنت کی مساجد پر قبضہ جمانے کی متعدد کاروائیاں کی گئیں ہیں اور بعض مساجد پر قبضہ کرلیا گیا ہے۔الجیۃ کی مسجد کے علاوہ بعلبک میں مسجد ''الظاہر بیبرس'' پر قبضہ کرکے اس کا نام ''مسجد رأس الحسین'' (حسین کا سر) رکھ دیا گیا ہے۔اسی طرح صور

کے قریب المعشوق کے علاقے میں مسجد علی بن ابی طالب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نام مسجد الوحدۃ الاسلامیہ "رکھا گیا ہے ۔اسی طرح صور کے قریبی علاقے میں مسجد الشبریحا کو سنی مسلمانوں سے چھین کر اس کا نام مسجد الکاظم رکھ دیا گیا ہے۔

صور کی قدیمی مسجد "مسجد الفاروق عمر" کے بارے میں شیعہ اپنے اجلاسوں اور محفلوں میں کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد بھی شیعہ کی ہے اور سنی مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کے دوران اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سارا پراپیگنڈہ اس لئے کیا جارہا ہے تاکہ مستقبل میں اس پر ہاتھ صاف کئے جا سکیں۔

اسی طرح یہ بیان کرنا بھی بر محل ہوگا کہ شیعہ لبنان کے اہم شہروں پر تسلط کے نہایت خبیث اور خطرناک خفیہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں تاکہ ان شہروں کو سنی سے شیعہ شہروں میں تبدیل کیا جاسکے۔ جیسا کہ ایک صدی کی مسلسل کوششوں سے وہ صور شہر کو مکمل طور پر شیعہ شہر بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور اب ان کی نظریں دوسرے شہروں جیسے صیدا اور بیروت پر جمی ہوئی ہیں۔

ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ شامی حکومت بھی لبنانی سنی مسلمانوں کو کمزور کرنے کی سازشوں میں بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ یہ سارا گھناؤنا کاروبار دیگر عرب حکومتوں کے سامنے نہایت ڈھٹائی سے ہو رہا ہے اور وہ اس خطرناک منصوبے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس وقت شیعہ کو ہر قسم کی مالی امداد اور اسلحہ کی امداد سے مضبوط کیا جارہا ہے جبکہ سنی مسلمانوں کو ایک باقاعدہ پروگرام کے تحت مارا جارہا ہے جیسا کہ فلسطین میں ہو رہا ہے وہاں سنی مسلمانوں کو مارپیٹ کے ذریعے ان کے مخصوص کیمپوں تک محدود رہنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ اس دوران تحریک المرابطین، تحریک التوحید وغیرہ کا بزور بازو خاتمہ کر دیا گیا ہے اور جماعت اسلامی کی عسکری تنظیم کو سیاسی جماعت میں تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے بعد کیا ہوگا؟

یہ ہے حزب اللہ کا حقیقی چہرہ کہ وہ سنی مسلمانوں کی مساجد پر قبضہ جما رہی ہے لیکن صد افسوس! کہ بعض سنی مسلمانوں کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں وہ حزب اللہ کی نام نہاد فتح پر فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کی عظیم فتح قرار دے رہے ہیں۔ لیکن ان بے چاروں کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ حزب اللہ مسلمان ممالک میں ایرانی شیعی منصوبوں پر عمل پیرا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کا قیام دیگر عرب ممالک میں ایران کے داخلے کا ایک دروازہ ہے۔ بھلا ایران کے علاوہ کون ہے جو حزب اللہ کے بھاری اخراجات برداشت کر رہا ہے؟

لبنانی حکومت اور دیگر اسلامی حکومتوں کے بارے میں حزب اللہ کا موقف کیا ہے؟

محمد نعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' کے صفحہ 72 پر لکھا ہے: ''مالک بن أعین جہینی، امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے امام القائم (مہدی منتظر علیہ السلام) سے پہلے بلند ہونے ہر جھنڈے کا مالک طاغوت ہے۔''

جبکہ ''بحار الانوار'' نامی کتاب میں ایک اور روایت ہے۔ امام الصادق علیہ السلام کہتے ہیں: ''اے مفضل! امام القائم علیہ السلام سے پہلے کی جانے والی ہر بیعت کفر و نفاق اور دھوکے پر مبنی بیعت ہے۔ بیعت کرنے والے شخص اور بیعت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔'' (دیکھئے: مجلسی کی کتاب ''بحار الانوار'' 53/8)

اس لئے حزب اللہ سوائے شیعہ اثنا عشری حکومت کے کسی بھی حکومت کو تسلیم نہیں کرتی اور نہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری سمجھتی ہے اور اگر بظاہر ان کی تابعداری کرنی پڑے تو وہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے منافقانہ دھوکہ دہی سے کام لے گی۔

شیعہ کی کتاب ''وسائل الشیعہ'' میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو خط لکھا: ''اہلِ باطل کے ساتھ ظاہری طور پر خوشگوار تعلقات قائم رکھو، ان کے ظلم و ستم کو برداشت کرو، خبردار انہیں گالی گلوچ مت کرنا۔ اپنے باہمی تعلقات میں اپنے دین پر عمل کرو جب تم ان کے ساتھ مجلس قائم کرو، ان کے ساتھ خوشی و غم کی تقریبات میں شرکت کرو اور جب باہمی گفتگو میں نوک جھوک ہو تو تم تقیہ پر عمل کرو جس کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اسے اہل باطل کے ساتھ تعلقات میں استعمال کرو کیونکہ تمہارے لئے ان کی مجالس میں جانا اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنا اور گفتگو کرنا ضروری ہے۔'' (دیکھئے: وسائل الشیعہ، 1/470-471)

الحر العاملی نے ایک خصوصی باب ذکر کیا ہے جس کا عنوان ہے ''عوام کے ساتھ تعلقات میں تقیہ کرنا واجب ہے۔'' ابو بصیر، ابو جعفر سے بیان کرتا ہے کہ ''عوام سے ظاہری اچھے تعلقات قائم رکھو اور اندر سے ان کی مخالفت کرو جبکہ بچوں جیسی حکومتیں قائم ہوں۔'' (دیکھئے: وسائل الشیعہ، 11/470-471) اِسی کتاب میں لکھا ہے: (11/471) باب: سلطان کی اطاعت تقیہ کرتے ہوئے واجب ہے پھر اس نے متعدد شیعی روایات ذکر کی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ سلاطین کے ساتھ تقیہ کرتے ہوئے معاملات نبھانا واجب ہے اور اپنے معاملات میں باطنی حالات کے برخلاف عمل کرنا ضروری ہے۔

اسی لئے شیعہ کا مشہور عالم محمد حسین فضل اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: ''ماضی میں اسلامی حکومتیں صحیح اسلامی قواعد کے مطابق حکومت نہیں کرتی رہیں، لہٰذا ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ صحیح اسلامی، عادل، آزاد حکومتیں نہیں تھیں جیسے حکومت عثمانی ہے۔(دیکھئے: احمد خضر کے مجلۃ المجتمع کے شمارہ نمبر 953، صفحہ نمبر 45 پر سلسلہ وار مضمون: اسلام اور امریکی کانگریس'') گزشتہ صفحات میں حزب اللہ کی ذیلی تنظیموں کے تعارف میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ حزب اللہ کے نزدیک تمام اسلامی حکومتیں طاغوتی ہیں ان کا تختہ الٹنا واجب ہے تاکہ ان ممالک میں ایرانی صفوی شیعی نظام کے ماتحت شیعی نظام حکومت قائم کیا جاسکے۔

اہلِ سنت کی کثیر تعداد حزب اللہ کے فریب میں کیسے پھنس گئی اور اس کے جھوٹے دعوؤں کی تصدیق کیونکر کی؟

میرے خیال میں اہلِ سنت کے حزب اللہ کے پُر فریب جال میں پھنسنے کی کئی وجوہات ہیں اور اسباب ہیں، جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

① لاعلمی: اہلِ سنت کی اکثریت رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہے، رافضی اپنے ائمہ کی شان میں غلو کرتے ہیں، قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں۔ صحابہ کرام اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہیں۔ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے سوا تمام مسلمان فرقوں کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف شیعہ امامیہ نجات یافتہ فرقہ ہے باقی سب جہنمی ہیں۔(اس بارے میں تفصیلات جاننے کے لئے عبداللہ الموصلی، کی کتاب ''حتی لا نتخدع''(تاکہ ہم شیعہ سے دھوکہ نہ کھائیں) کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہترین معلومات کا ذخیرہ ہے)

② تقیہ: حزب اللہ نے تقیہ پر بڑی مہارت کے ساتھ عمل کیا ہے۔ انہوں نے تقیے کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے حتیٰ کہ مسلمان ان کے پر فریب نعروں میں پھنس گئے۔ شیعہ کے نزدیک تقیہ کی تعریف یہ ہے، شیعہ کا علامہ المفید بیان کرتا ہے: ''تقیہ یہ ہے کہ حق کو چھپا کر، اپنے عقیدے کا اظہار کئے بغیر، مخالفین کی دشمنی کو پردۂ راز میں چھپا کر معاملات کرنا، انہیں علانیہ حق نہ بتانا تاکہ دین و دنیا کے نقصانات سے بچا جاسکے۔''

شیعہ کا ایک اور عالم جو شہید اول کے نام سے معروف ہے وہ تقیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے: ''لوگوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کرنا اور جن امور کو وہ ناپسند کرتے ہیں انہیں ترک کر دینا تاکہ لوگوں کے فتنے سے بچا جاسکے۔''(دیکھئے: مہدی

عطاء کی کتاب ''التقیہ منہج اسلامی واع'' کا صفحہ 16) تقیہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جو حزب اللہ نے سنی مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا ہے۔اس سے بہت سارے سنی مسلمان حسن نصر اللہ کے پُر فریب گمراہ کن نعروں کو تسلیم کر لیتے ہیں جو وہ ٹیلی وژن پر آکر لگاتا ہے کہ ہم مسجد اقصیٰ کو آزاد کرا کے دم لیں گے۔اس طرح وہ اپنی ہر تقریر میں فلسطین اور یہودیوں کا تذکرہ ضرور کرتا ہے جس سے سادہ لوح سنی مسلمانوں کو اس کی بات کا یقین ہونے لگتا ہے۔

④ ذرائع ابلاغ کا کردار: ذرائع ابلاغ نے حزب اللہ کو بڑی ہیرو جماعت بنا کر پیش کیا ہے۔اس سلسلے میں حزب اللہ اپنے سیٹلائٹ چینل '' المنار'' کا بھرپور استعمال کرتی ہے۔یہ چینل دن رات حزب اللہ اور اس کے لیڈر کی تصویر کشی میں مصروف رہتا ہے۔حتیٰ کہ عوام میں حزب اللہ مجاہدین اسلام کی جماعت سمجھی جانے لگی ہے۔ایک ایسی جماعت جس کا مقصد مقبوضہ علاقوں کی آزادی اور یہودیوں سے مسلمان علاقوں کی واپسی ہے۔اس طرح حزب اللہ اپنا اصلی مکروہ چہرہ چھپانے میں کامیاب ہو گئی ہے جو کہ لبنان اور عالمِ اسلام میں ایرانی خمینی انقلاب کو برپا کرنے کی خفیہ سازشیں کر رہی ہے۔

کیا شیعہ نے کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کا فریضہ ادا کیا ہے؟

رافضی شیعہ ہمیشہ سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ہتھیار اور ان کی ملی وحدت میں زہر آلود خنجر کی حیثیت رکھتے ہیں اور آج تک ان کا کردار ایک جیسا ہے۔عیسائی ہمیشہ سے اسلامی حکومتوں کو ختم کرنے کے لئے انہیں استعمال کرتے آرہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ہم تمام شیعوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ صرف ایک شیعہ لیڈر کا نام بتادیں جس نے کوئی ملک یا علاقہ فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کیا ہو؟

امت اسلامیہ کے خلاف شیعہ کی بدترین خیانتیں

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ رافضی شیعہ کی دینی ولاء اور محبت ''قم'' کے مذہبی لیڈروں کے ساتھ ہے اور ان کی سیاسی وابستگی صرف اور صرف حکومت تہران کے ساتھ ہے۔جس شخص نے ان زہریلے کیڑوں کے اقوال پڑھے سنے ہوں وہ یہ تلخ حقیقت پالیتا ہے۔(اس بات کی اہم ترین توثیق مصری صدر نے عربی چینل کو 8/4/2008 کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں کی۔مصری صدر کہتے ہیں کہ شیعہ کی ولاء اور دوستی ایران کے ساتھ ہے۔اسی طرح اردن کے بادشاہ عبداللہ نے بھی شیعی ہلال احمر کے قیام سے ڈرایا ہے۔انہوں نے شیعی حلال احمر کے قیام پر خبردار کیا جو اپنی کاروائیاں عراق میں کر رہا ہے اور لبنان میں حزب اللہ کی شکل میں

عمل پیرا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر خارجہ سعود فیصل نے بھی عراقی معاملات میں ایرانی دخل اندازی پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے) جبکہ یہودیوں کے وزیر اعظم شیرون نے ایک مذاکرے کے دوران واضح اعلان کیا کہ مجھے آج دور دور تک اسرائیل کا دشمن کوئی شیعہ دکھائی نہیں دیتا۔"(دیکھئے: مذاکرات شیرون، صفحہ 583)

شیرون کے اس اعلان میں ہمیں اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ اسرائیل حزب اللہ کے خلاف سخت ترین فوجی ایکشن کیوں نہیں لیتا جیسا کہ وہ مجاہد تنظیم حماس کے خلاف درندگی کی مشہور مثالیں شیخ احمد یاسین، ڈاکٹر عبدالعزیز الرنتیسی، یحییٰ عیاش کے خلاف مجرمانہ حملے ہیں جس میں یہ قائدین جام شہادت نوش فرما گئے۔(اب تو حماس بھی حزب اللہ اور ایران کے فریب کا شکار ہو کر جہاد سے کنارہ کش ہو کر جمہوریت کے کفر میں داخل ہو چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)

میں اس موضوع کو تفصیل سے بیان نہیں کروں گا بلکہ شیعہ کی بدترین خیانتوں کی طرف اشارہ کروں گا اور جو حضرات تفصیل کے خواہشمند ہوں ان کے لئے تفصیلات کے مصادر اور مراجع ذکر کر دوں گا۔

لیجئے شیعہ کی بدترین، تاریخی، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف خیانتوں کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

① شیعہ نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خیانت کی تو انہوں نے ان کی شدید مذمت کی اور ان کے افعال و کردار سے براءت کا اعلان کر دیا۔(حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیعہ کی مذمت میں خطبہ دیکھیں: "نہج البلاغۃ" ت: محمد عبدہ صفحہ 148، خطبہ نمبر: 69)

② حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خیانت ڈھکی چھپی نہیں، ایک شیعہ نے ان کی ران میں زہر آلود خنجر مارا (جس سے وہ بعد میں فوت ہو گئے) اور شیعہ نے حضرت حسن کو "مذل المؤمنین" (مومنوں کو رسوا کرنے والا) کا لقب دیا۔(کیونکہ انہوں نے اپنے نانا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروادی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی۔ جو شیعہ کو کسی صورت گوارا نہ تھی۔(دیکھئے مجلسی کی کتاب "بحار الانوار" 44/24۔ اور امام طبری کی کتاب: لادلائل الامامۃ صفحہ نمبر 64)

③ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی خیانت عالمی شہرت یافتہ ہے۔ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے شمار خطوط لکھ کر کوفے آنے کی دعوت دی، جب آپ رضی اللہ عنہ ان کی دعوت پر کوفہ پہنچ گئے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی لیکن پھر انہی کے

خلاف ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔(دیکھئے شیعہ مؤلف کی کتاب ''اعیان الشیعہ''1/32 مولفہ: محسن امین)حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بدعہدی اور خیانت معلوم ہونے پر انہیں بددعا دی تھی ۔(دیکھئے مفید کی کتاب ''الارشاد''111-2/110)

④ ہارون رشید کے عہدِ حکومت میں شیعہ وزیر علی بن یقطین نے بددیانتی کرتے ہوئے پانچ سو سنی مسلمانوں کو قید خانے کی چھت سے گرا کر قتل کر دیا۔(دیکھئے: نعمت اللہ جزائری کی کتاب ''الانوار النعمانیۃ'')

⑤ فاطمیوں کا عہدِ حکومت اہلِ سنت کے مذہب کو مٹانے اور شیعہ مذہب کی نشر واشاعت کے لئے خیانتوں اور بددیانتیوں سے بھرپڑا ہے۔(تفصیل کے لئے عماد حسین کی کتاب ''خیانات الشیعة أثرها فی هزائم الامة الاسلامیة''صفحہ 47 دیکھیں)

⑥ قرامطہ نے حجاج کرام کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لئے اس طرح وہ حاجیوں کے خون اور مال کو اپنے لئے حلال سمجھ کر لوٹتے رہے۔(تفصیل کے لئے مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ نمبر 63 ملاحظہ کریں)

⑦ بوھری فرقے کی خیانتیں اور سنی مسلمانوں پر ان کا ظالمانہ تسلط۔(حوالہ سابق صفحہ کا 73 دیکھیں)

⑧ رافضی وزیر مؤید الدین أبی طالب محمد بن احمد علقمی نے سخت بددیانتی کرتے ہوئے تاتاریوں کو عباسی حکومت کے دارالحکومت بغداد میں داخل ہونے میں مدد دی اور مسلمانوں کے قتل وغارت میں شریک ہوا۔(تفصیل کے عماد حسین کی کتاب ''خیانات الشیعه وأثرها فی هزائم الامة الاسلامیة''کا صفحہ 81 دیکھیں۔ نیز شیخ سلمان عودہ کی کتاب ''دور الشیعة فی سقوط بغداد علی أیدی التتار''ملاحظہ کریں)

⑨ جب تاتاری دمشق میں داخل ہو گئے تو رافضی شیعہ نے ان کی اطاعت قبول کر کے ان کی حکومت میں خدمات انجام دیں۔(تفصیل کے لئے شیخ عماد حسین کی مذکورہ کتاب کا صفحہ 92 دیکھیں)

⑩ ہلاکو جب حلب میں فوجیں لے کر داخل ہوا اور اس نے بے شمار مسلمان شہید کر دیئے تو اس دوران شیعہ رافضہ نے ہلاکو کی فرمانبرداری اختیار کر لی اور اس کے خلاف جنگ سے دست بردار ہو گئے۔(حوالہ سابق کا صفحہ 97 دیکھیں)

⑪ نصیر الدین الطوسی رافضی نے سنی مسلمانوں کے قتل وغارت میں بھرپور گھناؤنا کردار ادا کیا۔(حوالہ سابق کا صفحہ 101 ملاحظہ فرمائیں) مسلمانوں کے اموال قبضے میں لے لئے اور ان کی فکری اور نظریاتی میراث کو ختم کر کے رکھ دیا۔

⑫ شیعہ کی خیانتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت اسلامیہ کے عظیم مجاہد اور ہیرو صلاح الدین ایوبی کو قتل کرنے کی کوششیں کیں۔(اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو کفار سے آزاد کرانے کا شرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دیا اور پھر دوبارہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرایا۔ لیکن یہ دونوں ہستیاں شیعہ امامیہ کے نزدیک کافر ہیں۔ تفصیل کے لئے عماد حسین کی کتاب کا صفحہ نمبر 109 دیکھیں)

⑬ شیعہ نے سنی مسلمانوں کی سلابقہ حکومت کو ختم کرنے کے لئے عیسائیوں سے مکمل تعاون کیا اور ان کے خفیہ ایجنٹ کا کردار ادا کیا۔(مذکورہ بالا کتاب کا صفحہ 117 دیکھیں)

⑭ شیعہ اثنا عشریہ امامیہ کی تنظیم ''أمل الشیعہ'' لبنان میں عیسائیوں کے ساتھ مل کر سنی مسلمانوں کے خلاف بدکرداری میں ملوث ہے۔(حوالہ سابق کا صفحہ 145 دیکھیں)

⑮ صفوی شیعی حکومت نے عثمانی حکومت کی یورپ میں فتوحات کا بائیکاٹ کیا اور عثمانی حکومت کے خلاف عیسائیوں کے ساتھ مل کر سازشوں کے کئی جال بُنے۔(دیکھئے کتاب: ''الصفویون والدولۃ العثمانیۃ'' مؤلفہ: علوی بن حسن عطرجی)

⑯ شیعہ امامیہ خلیجی ممالک میں بے شمار خیانتوں کی مرتکب ہے جیسا کہ وہ عراق میں عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کر کے سنی مسلمانوں کے خلاف مجرمانہ کاروائیاں کر رہے ہیں اور اس میں ان کے علماء جیسے سیستانی اور الحکیم ہیں، ان کی مکمل حمایت انہیں حاصل ہے۔(دیکھئے: عماد حسین کی کتاب، خیانات الشیعہ. صفحہ 167) امریکی سفیر اور عراق میں امریکی حاکم پال بریمر کی کتاب ''عراق میں فیصلہ کن سال'' میں شیعہ کے گھناؤنے کردار کے متعلق بعض نہایت خطرناک اعترافات شامل ہیں۔ اس نے لکھا کہ کس طرح عراق کی تباہی اور شکست میں شیعہ امامیہ نے عیسائیوں کا بھرپور ساتھ دیا۔(حوالہ سابق صفحہ نمبر 75)

پال بریمر لکھتا ہے: ''ابھی تک بہت سارے شیعہ امریکیوں پر سخت غضبناک ہیں کہ وہ عراق میں قتل وغارت بند نہیں کر رہا لیکن اس کے باوجود شیعہ قائدین مثلاً آیۃ اللہ العظمیٰ السیستانی وغیرہ نے اپنے پیروکاروں کو عیسائی اتحاد کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کا

حکم دیا ہے اور یہ تعاون عراق کو آزاد کرانے کی ابتداء سے ابھی تک جاری ہے اور ہم بھی ان کے تعاون کو کھونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔"

اسی طرح عراق میں اسلامی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے لیڈر عبد لعزیز الحکیم کے بارے میں لکھتا ہے: "مجھے عبدالعزیز الحکیم نے کہا جبکہ وہ اپنی رنگین عینک سے مجھے دیکھ رہا تھا: جناب سفیر محترم! آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب اس نئے لشکر کی قیادت فوجی افسر کریں گے۔ تو وہ افسر کون ہوں گے؟

میں نے اس کا عربی لقب لے کر کہا: جناب میرا وعدہ ہے کہ پہلے لشکر کا قائد شیعہ ہو گا. یقیناً امریکی اتحادی فوجوں کے سربراہ نے یہ وعدہ پورا کر دیا۔ (دیکھئے کتاب کا صفحہ 80)

پال بریمر لکھتا ہے کہ السیستانی امریکی افواج کا بڑا قریبی ساتھی ہے لیکن وہ نہیں چاہتا کہ وہ اعلانیہ امریکی فوج کے ساتھ مل کر کام کرے۔ اس لئے امریکی لیڈر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس کی امریکی خدمات پر خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (دیکھئے امریکی سفیر کی کتاب کا صفحہ 213)

عراق پر قبضہ کے فوری بعد آیۃ اللہ العظمیٰ نے شیعہ کے مخصوص ٹی وی چینل پر اعلان کیا کہ وہ امریکی اتحاد کے ساتھ ہر گز تعاون نہیں کرے گا اور اس کے ساتھ کاروائیوں میں شریک نہیں ہو گا۔ لیکن میں نے اس پر دباؤ نہیں ڈالا کیونکہ میں اس کے ساتھ خصوصی انفرادی میٹنگ کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس میٹنگ میں تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے۔ السیستانی یقیناً عالم اسلام اور عالم عرب کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اعلانیہ طور پر امریکی غاصب فوجوں کے ساتھ تعاون کر سکے۔ 1020 کی کچھ تلخ یادیں بھی موجود ہیں حالانکہ وہ ان میں شریک ہی نہیں تھا۔ اس لئے اسے دو جانب کا خیال رکھ کر چلنا پڑتا ہے۔ اسے مقتدیٰ الصدر جیسے جذباتی احمق سے بھی بچنا ہے اور ہمارے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ لیکن بہر حال السیستانی ہمارے ساتھ کام جاری رکھے گا اور ہم اہداف باہم تقسیم کر کے حاصل کریں گے۔!!

رافضہ کے نفاق اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی دشمنی اور دھوکہ دہی کو مزید سمجھنے کے لئے پال بریمر کا یہ بیان پڑھیں: "وہ کہتا ہے: جس دوران عربی اور مغربی ذرائع ابلاغ سیستانی کے امریکی اتحاد کے ساتھ اختلاف اور علیحدگی کی خبریں نشر کر رہے تھے۔ عین

اس وقت میں اور السیستانی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے شہری معاملات کے انتظام وانصرام میں مصروف تھے۔ عراق میں امریکی اتحادی فوجوں کے ساتھ السیستانی کا یہ تعاون پورا عرصہ جاری رہا۔

موسم گرما کی ابتداء میں تمام شکوک وشبہات ختم ہوگئے جب السیستانی نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ میں نے امریکی اتحاد کے ساتھ کسی دشمنی کی بناپر اپنے مؤقف کا اعلان نہیں کیا بلکہ آیت اللہ کا خیال ہے کہ اتحادی فوجوں کے ساتھ سرعام تعاون واتحاد کی بجائے خفیہ دوستانہ تعلقات زیادہ مفید ہیں اور ہماری مشترکہ کوششوں کے لئے نفع بخش ہیں۔ اگر علانیہ اتحاد کیا گیا تو مسلمانوں کے بہت سارے لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور ہمارا اعتماد ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم اسی طریقے سے آپ سے تعاون کریں گے جیسے بے شمار شیعہ اور کمیونسٹ سنی کر رہے ہیں۔ یا جیسا کہ شیعہ کے علماء آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی خیانت ہو سکتی ہے؟ شیعہ کا عالمی لیڈر امریکی اتحاد کے ساتھ اختلاف اور عداوت کا اعلان کرتا ہے جبکہ اندر خانہ ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتا ہے۔ امریکی فوجوں کے ساتھ عراق پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوششیں کرتا ہے تاکہ بعد میں اپنا حصہ وصول کر سکے۔ شیعہ کا یہ خطرناک کردار کوئی تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ ان کے آباؤاجداد بھی اسی طرح کے گھناؤنے کردار ادا کرتے رہے ہیں جیسا کہ ابن علقمی نے کیا تھا یا جیسا کہ موجودہ دور میں ان کے لیڈر عبدالمجید خوئی۔ محمد باقر الحکیم، اور علی السیستانی عراق میں کر رہے ہیں۔ یہ بدکردار شیعہ مسلمان ممالک پر کفار کے قبضہ کے لئے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ واللہ المستعان!!

افغانستان اور عراقی حکومتوں کے خاتمے میں ایران کا کردار اور امریکہ کے ساتھ اس کے خفیہ تعلقات؟

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حالیہ جنگوں میں ایران نے پس پردہ رہتے ہوئے نہایت اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ خصوصاً افغانستان اور عراق کی حالیہ جنگوں کے دوران اور جنگوں سے پہلے اور جنگ کے خاتمے پر اس کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ بلکہ یہ امریکہ کے صف اول کے اتحادی تھے جنہوں نے افغانستان اور عراق کی تباہی کے منصوبے بنائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کی ان تھک کوششوں کا مقصد صرف ان دو حکومتوں کا خاتمہ تھا تاکہ ان علاقوں میں اپنی نسلی شیعی متعصب جماعت کو فروغ دے سکیں اور ان کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ اس بات کا اعتراف خود امریکیوں کو بھی ہے اگر ایران

شمولیت نہ ہوتی تو طالبان حکومت کا اس تیزی سے خاتمہ ممکن نہیں تھا ان کے اس تعاون کو اس خوبصورت جملے میں سمودیا گیا ہے۔

''لَولَاكَ يَا أَخَا الْفُرسِ مَا سَقَّطَتْ كَابِلٌ وَلَا بَغْدَادُ۔''

اے ایرانی بھائی! اگر تم نہ ہوتے تو کابل اور بغداد کبھی فتح نہ ہوتے۔''

ایران کی انہی رضاکارانہ خدمات کے صلے میں جو اس نے امریکی افواج کے لئے عراق میں سرانجام دیں تھیں، ایران کو عراقی پارلیمنٹ میں بھرپور شیعہ نمائندگی کی صورت میں اس کا صلہ دے دیا گیا۔ امریکی قابض فوج نے جیسے ہی شیعہ افراد کی اکثریت پر مشتمل نئی عراقی حکومت کا اعلان کیا تو ایران نے سب سے پہلے اس نام نہاد حکومت کو تسلیم کر لیا حالانکہ یہ حکومت اپنے قانونی جواز سے بھی محروم ہے۔

اس کے فوراً بعد تحریک مجاہدین خلق کے جنگجو میدانِ جنگ سے الگ ہو گئے اور انہوں نے جنگ سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر لی ۔اس طرح امریکہ بھی ایران کے ساتھ بڑا نرم رویہ اپنائے ہوئے ہے اگرچہ ایٹمی ہتھیاروں کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اب ایک بار پھر خفیہ میٹنگوں میں ایران اور امریکی اتحاد کے لئے مسودات تیار کئے جا رہے ہیں۔

یہ کہنا کہ ایران نے عراق پر امریکی حملے کے وقت مکمل کنارہ کشی کی ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ تمام اشارے اس بات کی دلیل ہیں کہ ایران امریکی حملے پر بے حد خوش تھا کیونکہ عراقی حکومت کے خاتمے سے ان کے نسلی تعصب اور گروہی عنصر پر مبنی تمام مقاصد حل ہو رہے تھے۔ حالانکہ عراقی حکومت کے خاتمے سے امریکی افواج جنہیں ایرانی حکمران ''شیطان اکبر'' کہتے نہیں تھکتے، وہ مستقبل میں ایرانی سرحدوں پر منڈلاتی نظر آئیں گی۔

کیا حزب اللہ نے مسلمانوں میں رافضی شیعی عقائد کی نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے؟

لبنانی حزب اللہ نے اپنے سیٹلائٹ چینل ''المنار'' کے ذریعے سے عالم اسلام کے سنی مسلمانوں میں شیعہ امامیہ کے باطل عقائد کی خوب نشر و اشاعت کی ہے۔ یہ چینل شیعی مذہب پھیلانے کا منبر ہے جسے وہ تقیے کے استعمال سے خوب استعمال کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ایسی کوئی بات نہیں نشر کرتے جس سے سنی مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ بلکہ ہمیشہ اسلامی اتحاد اور اسرائیلی قابضین کے ساتھ جہاد کی باتیں ہی نشر کریں گے۔

حزب اللہ کا لیڈر حسن نصر اللہ ہمیشہ سنی شیعہ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے سے مکمل احتراز کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے خود کو ایسے ہیرو کی صورت میں پیش کیا ہے جس کا مقصد لبنان کی آزادی اور یہودیوں کے قبضے سے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرنا ہے۔ اس کے اس بہروپ سے بے شمار سنی مسلمان اس کے فریب کا شکار ہو گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ حزب اللہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو مسلمانوں کو اسرائیلی جبر و ستم سے نجات دلائے گی!!

اس طرح حزب اللہ نے اسرائیل کے خلاف چند دکھانے کی کاروائیوں اور چند میزائل حملوں کے ذریعے سے اپنے عقائد کی نشر واشاعت کی ہے۔ ان میزائل حملوں کی آڑ لے کر حسن نصر اللہ خمینی کے لئے رحمت کی دعائیں کرتا ہے (اور سادہ لوح لاعلم سنی مسلمان بھی (ان میں حماس اور الجہاد کے پیروکار) بھی اس کے لئے دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں) حالانکہ خمینی ہی وہی شخص ہے جس نے ایران میں بے شمار سنی مسلمان قتل کئے ہیں۔

حسن نصر اللہ ان حملوں سے ملنی والی حمایت کے ساتھ ہی خمینی کے فضائل و مناقب بیان کرتا ہے اور اس کے متعین کردہ طریقے پر چلنے کی دعوت دیتا ہے، حسن نصر اللہ نے خمینی کی وفات کے بعد ایرانی انقلابی لیڈر خامنہ ای کی بیعت کر لی تھی۔ حتیٰ کہ بہت سارے مسلمانوں کو وہم ہو گیا کہ خمینی اور خامنہ ای دو ایسے راہنما ہیں جو دین اسلام اور مسلمانوں کے عظیم مددگار ہیں اور ان کی خاطر کفار سے معرکہ آراء ہیں۔ اسی لئے آپ حزب اللہ کے ہر جلسے، جلوس اور ہر ہر ٹھکانے پر خمینی اور خامنہ ای کی تصاویر دیکھیں گے۔

حزب اللہ نے ان لیڈروں کی کتب کی شاندار طباعت کروا کر دنیا بھر کے مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں تاکہ اپنے باطل عقائد و نظریات کو پھیلا سکیں۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ مغربی ممالک میں موجود عرب مہاجرین بھی ان کے باطل پراپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ حزب اللہ ہی مسلمانوں کے دفاع کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور ظالم کفار کے سامنے صف آراء ہے۔

بلکہ کچھ عرب مہاجرین نے رافضی شیعہ کے باطنی عقائد سے جہالت کی بناء پر رافضی ہونے کا اعلان تک کر دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ اس گمراہی اور جہالت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

کیا لبنان اپنی ہی سرزمین پر حزب اللہ کا اسیر بن کر ایران اسرائیل جنگ میں جلتا رہے گا یا۔۔۔؟

وضاح شرارہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ''جس طرح لبنان خمینی تحریکوں کے لئے بہترین سازگار میدان عمل تھا اور لبنان کے نصیب میں صرف جل جل کر راکھ بننا تھا، اس طرح آج حزب اللہ بھی چاہتی ہے کہ وہ اپنے اہداف کے حصول کے لئے کوششیں جاری رکھے اگرچہ لبنان راکھ کا ڈھیر بن جائے۔''

لیجئے حزب اللہ کے سابق ترجمان ابراہیم السید کی زبانی سنئے: ''ہمارے نزدیک لبنان کی حیثیت یہ ہے کہ یہ اسرائیل کے ساتھ ہماری جنگ کا میدان بنا رہے اور اسلامی مصلحت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ لبنان کی حیثیت یہی رہے۔''(وضاح شرارہ کی کتاب ''دولۃ حزب اللہ'' کا صفحہ 336 دیکھیں) جب دو اسرائیلی فوجی اغوا ہوئے تو حزب اللہ نے اس ڈرامے کا خود ہی اعتراف کر لیا کہ اس نے یہ دو فوجی اغواء کئے ہیں۔ لہٰذا حسن نصر اللہ ''المنار'' چینل پر 14 جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک نمودار ہوا اور اس نے دو درج ذیل بھڑکیں ماریں: ''آج سے اگر تم کھلی جنگ چاہتے ہو تو کھلی جنگ ہی ہو گی۔ اگر تم اور تمہاری حکومت کھیل کے قواعد تبدیل کرنا چاہتی ہے تو اب تبدیل کر کے دیکھ لو۔ تمہیں آج معلوم ہی نہیں کہ تمہارا سامنا کس فوج سے ہے۔ تم محمد ﷺ، علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، اہل بیت اور رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیٹوں سے جنگ لڑنے آئے ہو۔ تمہارا مقابلہ ایسی قوم سے ہے جو ایسا مضبوط ایمان رکھتی ہے کہ اس جیسا حیا و ایمان کرہ ارض پر موجود کسی قوم کو نصیب نہیں۔ تم نے ایک ایسی قوم سے کھلی جنگ لڑنے کا پروگرام بنایا ہے جسے اپنی جنگی تاریخ اور تہذیب و تمدن پر فخر ہے اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل، طاقت، جنگی مہارت، عقل و دانش، علم و بردباری، عزم و ثبات اور شجاعت و بہادری وافر موجود ہے۔ آنے والے دن ہمارے اور تمہارے درمیان معرکے کے دن ہوں گے۔ ان شاء اللہ حسن نصر اللہ نے اپنی ان بھڑکوں کو ان الفاظ پر ختم کیا: ''رہے عرب حکمران تو میں تم سے تمہاری تاریخ پوچھنا نہیں چاہتا۔ بس مختصراً کہتا ہوں۔ ہم جانباز ہیں جی ہاں، ہم حزب اللہ کے جانباز ہیں۔ ہم 1982ء سے جانبازی کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے ملک کو فتح، آزادی، شرف و منزلت سے ہمکنار کیا ہے اور اپنی قوم کو سر اٹھا کر چلنا سکھایا ہے۔ یہ ہے ہماری تاریخ یہی ہمارا تجربہ ہے اور یہی ہماری جانبازی و سرفروشی ہے۔''

لیکن جب لبنان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور حزب اللہ کے ایک ڈرامے کی وجہ سے جانیں ضائع ہو گئیں۔ حزب اللہ کے اس ڈرامے ہی نے یہودیوں کو لبنان میں تباہی و بربادی کا جواز مہیا کیا تھا۔ پھر جب لبنان اربوں ڈالر کا مقروض ہو گیا تو حسن نصر اللہ

نے لبنان New TV پر اتوار کے روز 3/8/1427ھ بموافق 27/8/2006ء کو اعلان کیا: ''اگر اسے معلوم ہوتا کہ اسرائیل کے دو فوجیوں کے اغواء سے لبنان میں اس قدر ہولناک تباہی آجائے گی تو وہ کبھی بھی انہیں اغواء کرنے کا حکم نہ دیتا۔''

حسن نصر اللہ نے وضاحت کی کہ اگر حزب اللہ کی قیادت کو ایک فیصد بھی یقین ہوتا کہ ان کے اس اقدام سے لبنان پر ایسی دردناک تباہی اتر آئے گی تو وہ بالکل ایسی کاروائی نہ کرتے کیونکہ: ''جنگی تاریخ میں ایسا ہولناک حملہ کبھی نہیں ہوا۔''

مزید تاکید کرتے ہوئے کہا کہ: ''حزب اللہ آئندہ اسرائیل پر حملہ نہیں کرے گی۔'' حزب اللہ کے اس گھٹیا ڈرامے کا ڈراپ سین یہ ہوا کہ لبنانی بے گناہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ مارے گئے اور اسرائیل کی قید میں چلے گئے جبکہ اسرائیل جنوب لبنان کے علاقے پر قابض ہو گیا اور اس نے لبنان کا زمینی اور فضائی محاصرہ کر لیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا لبنانی عوام حزب اللہ کے لیڈر پر مقدمہ کرنے کا مطالبہ کریں گے کیونکہ وہ لبنانیوں پر بے شمار مصائب کا باعث بنا ہے۔؟

کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ لبنانی حکومت نے اس جنگ میں کیا کردار ادا کیا؟ لبنانی حکومت پر شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے:

ویقضی الامر حین تغیب تیم

ولا یستأمرون وھم شھود

(جب تیم چلا جاتا ہے تو وہ اپنے کام کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ موجود ہوتے ہوئے بھی مشورہ نہیں کرتے)

یہ لبنان میں خطرناک ترین فیصلہ تھا اور وہ ایک ملک پر حملہ کرنے کا فیصلہ تھا مگر یہ سارا پروگرام حکومت کے علم میں لائے بغیر ہی مکمل ہو گیا۔ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ اس سلسلے میں حکومت وقت کی رائے تک نہیں لی گئی۔ پھر جنگ بندی بھی حکومت کے مشورے کے بغیر ہی کر دی گئی۔

یہ کیسی حکومت ہے؟ یہ کیسے عجیب ولاچار حکمران ہیں؟ اور کتنے بے بس عوام؟ یہ سارا خونی کھیل کس قانون اور آئین کے تحت کھیلا گیا؟

اس دوران میں لبنانی حکومت کا کردار کیا تھا؟ حکومت کا فرض تھا کہ وہ ملک و قوم کے حقوق کا دفاع کرتی، قوم کو بے دریغ قتل کیا گیا، ان کی پراپرٹی تباہ کر دی گئی اور لبنان کی اقتصادیات اور انتظامی ڈھانچے کو تباہ کرنے کے لئے زبردست تباہی مچائی گئی۔ (لیکن حکومت خاموش تماشائی بنی رہی)۔ کیا اس تباہی اور بربادی کا سبب بننے والے شخص یا اس کی جماعت کا محاسبہ کیا جائے گا؟ حالانکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے حکومتی محاسبے کی بجائے حزب اللہ کسی وقت بھی کسی ادنی الزام پر حکومت یا جنوب میں بسنے والے سنی مسلمانوں یا فلسطینی کیمپوں کے مجبور و بے کس افراد کا زبردست محاسبہ کر سکتی ہے۔

یہاں پر ایک سوال خود بخود ابھرتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ حماس کی حکومت کے ساتھ سمجھوتے سے انکار کیوں کرتی ہے حالانکہ یہ قوم کی منتخب اور قانونی حکومت ہے؟ جبکہ حزب اللہ کے ساتھ ہر قسم کا سمجھوتہ کر لیتے ہیں حالانکہ حزب اللہ کی حیثیت لبنان کے اندر ایک الگ حکومت جیسی ہے یا ایک مافیا کی سی ہے جو دو اسرائیلی فوجیوں کو اغواء کر کے اسرائیل کو لبنان اور لبنانی ڈھانچے کو تباہ کرنے کا جواز فراہم کرتی ہے۔

اسی قسم کی کاروائی حسن نصر اللہ کا پیش رو عباس موسوی بھی کر چکا ہے۔ اس نے فروری کے وسط میں 1986ء کو دو اسرائیلی فوجی اغوا کئے تھے۔ اس پر اسرائیل نے لبنان کے کئی علاقوں پر قبضہ جما لیا تھا اور لبنان کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ (دیکھئے: امیر القافلہ: السیرۃ الذاتیۃ سید شھداء المقاومۃ الاسلامیۃ السید عباس الموسوی، تقدیم حسن نصر اللہ، مؤلفہ: محمد علی خانون، صفحہ 101)

ہمارے نزدیک دو اسرائیلیوں کا اغوا اسرائیل کو لبنان میں ملبے کا ڈھیر بنانے کا جواز فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حزب اللہ کے کردار عمل سے کچھ بعید نہیں کہ وہ آئندہ بھی اس قسم کی گھٹیا کاروائی کرے گی۔ خواہ حسن نصر اللہ کرے یا کوئی اور اس کا جانشین۔ کیونکہ جب تک حزب اللہ کے پر کاٹ نہیں دیئے جاتے یہ ایسی کاروائیاں کرتی رہے گی۔

اس شخص نے سچ ہی کیا ہے کہ اسرائیلی مصلحت یہ ہے حزب اللہ باقی رہے اور حزب اللہ کی مصلحت اس میں ہے کہ اسرائیل قائم و دائم رہے۔

عراق میں صلیبی فوجوں کے خلاف جنگ میں حزب اللہ اور اس کے پیروکار شیعہ امامیہ کا کردار کیا ہے؟

دانیال سوبلمان کہتا ہے: حزب اللہ کی قیادت نے امریکی حملے اور صدام حکومت کے خلاف اپنی مخالفت کو چھپایا نہیں لیکن انہوں نے اپنی آواز کو مکمل خاموش رکھا اور اپنی کاروائی جاری رکھی۔ انہوں نے اپنی آواز اس وقت بلند کی جب انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے امریکی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عراق میں کوئی امداد نہیں بھیجی۔ لیکن جب بغداد میں ذکر ہوا کہ حزب اللہ کے چھ جنگجو گرفتار کر لئے گئے ہیں جو عراقی اور شامی سرحد پر تھے تو حزب اللہ نے فوراً رسمی تردید کر دی کہ یہ افراد ان کی تنظیم کے نہیں تھے۔ (دیکھئے: کتاب "لا قواعد جدید للعبة: اسرائیل وحزب الله بعد الانسحاب من لبنان" کتاب کا آخری صفحہ دیکھیں)

اسی طرح شیعہ کے رہنماؤں نے آیۃ اللہ العظمیٰ علی السیستانی کی رہائش گاہ پر منعقد ایک اجتماع میں اعلان کیا کہ وہ عراق میں امریکی فوجوں کے خلاف جنگ نہیں کریں گے بلکہ کویت کے الوطن اخبار نے لکھا ہے (کویت کے "الوطن" اخبار کا 29/8/2004 کا شمارہ دیکھیں) کہ حزب اللہ نے عراق میں اپنے اڈے قائم کر لئے ہیں اور ان اڈوں پر نوے جنگجو بھیج دیئے ہیں جو شامی سرحدوں سے عراق میں داخل ہوئے ہیں۔ (دیکھئے "الوطن" اخبار کا 29/11/2003 شمارہ بحوالہ اخبار اسٹینڈرڈ) ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ صرف اپنی شیعہ تنظیموں جیسے بدر، اور جیش المہدی ہے، انہیں لاجسٹک سپورٹ اور انٹیلی جنس معلومات فراہم کی جاسکیں تاکہ مختلف عراقی علاقوں میں شیعی اثر و نفوذ قائم کر کے سنی مسلمانوں کا صفایا کیا جاسکے (ہم دیکھتے ہیں کہ لبنانی شیعہ امریکہ اور اسرائیل کو گالیاں دیتے نہیں تھکتے جبکہ عراقی شیعہ علماء اور امریکی افواج کے درمیان نہایت مضبوط تعلقات قائم ہیں۔ اور عراقی شیعہ عوام کس بے شرمی کے ساتھ قابض فوج کے خادم بنے ہوئے ہیں۔ اس کی کچھ جھلک ضمیمہ جات میں دیکھی جاسکتی ہے کتاب کے آخر میں دی گئی تصاویر امریکی شیعی تعاون کا منہ بولتا ثبوت ہیں)۔

2006ء میں اکتوبر کے مہینے میں عراقی تنظیم الجیش المہدی کے 35 جنگجو اور لیڈر لبنانی حزب اللہ کی باقاعدہ دعوت پر لبنان گئے۔ ان کا مقصد عسکری تعاون اور عسکری تربیت کا حصول تھا تاکہ یہ سنی مسلمانوں کی جماعتوں سے بھرپور لڑائی لڑ سکیں کیونکہ سنی مسلمان شیعی ہلال احمر کی مکمل مخالفت کر رہے ہیں۔ (دیکھئے انٹرنیٹ پر "مفکرۃ الاسلام الاخباری" بدھ 3 شوال 1427ھ بموافق 25 اکتوبر 2006ء)

میں کہتا ہوں: مسلمان بھائی غور کریں کہ کس طرح شیعہ لیڈروں نے امریکی فوجوں کے خلاف جنگ لڑنے کی مخالفت کا اعلان کیا حالانکہ یہ ایک مسلمان ملک پر کفار کی قابض فوجیں ہیں۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا لبنان میں لڑائی جنت میں داخلے کا سبب ہے اور عراق میں امریکہ کے خلاف لڑائی لڑنا جہنم میں داخلے کا سبب ہے جو تم اس سے انکار کر رہے ہو؟ (حالانکہ لبنان میں قابض فوج کے خلاف تم بڑی نعرے بازی کرتے ہو)۔

کیا عراق اور لبنان دونوں ہی اسلامی ممالک نہیں ہیں؟ یا وجہ یہ ہے کہ ایرانی، شامی اور شیعہ مفادات تمہیں صرف لبنان ہی میں جنگ لڑنے کی اجازت دیتے ہیں؟

کیا آپ کو معلوم ہے کہ دو اسرائیلی فوجی اغوا کر کے کون سے اہداف حاصل کئے گئے؟

① اسرائیل کے دو فوجی اغوا کرنے کا پہلا فائدہ یہ حاصل کیا گیا کہ ایران کے ایٹمی پروگرام پر امریکی اور عالمی دباؤ کم ہو گیا کیونکہ پوری دنیا کی توجہ لبنان اور لبنانی قوم پر ٹوٹنے والی قیامت پر مرکوز ہو گئی تھی۔

② شیعہ رافضی کی دو تنظیموں جیش المہدی اور بدر کو عراق میں کھلا موقع مل گیا کہ وہ عراق میں جیسے چاہیں سنی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلیں، انہیں اپنے علاقوں سے زبردستی ہجرت پر مجبور کر دیں، بے گناہوں کو اذیتیں دے دے کر قتل کریں اور ان کے اموال لوٹ لیں اور ان کی مساجد پر قبضہ جما لیں۔ یہ سارے جرائم امریکی حمایت اور ایرانی لیڈر علی السیستانی کی رہنمائی میں سرزد ہوئے۔

③ اس اغوا سے امریکہ کو یہ پیغام دیا گیا کہ وہ ایرانی ایٹمی پروگرام کی مخالفت چھوڑ دے وگرنہ ایران اپنی جنگ کو ایران اور خلیج سے بڑھا کر اسرائیل اور لبنان تک پھیلا سکتا ہے۔

④ جب شامی فوجیں لبنان سے نکل گئیں اور شامی حکومت کا اثر ورسوخ کم ہو گیا تو لبنانی قوم میں اپنے قومی وطنی وحدت کا شعور چڑھنا شروع ہو گیا۔ ان حالات میں ایران اور شام نے مشترکہ کوششیں شروع کر دیں کہ کسی طرح لبنان میں اپنی حکمرانی

اور سیادت کو دوبارہ مستحکم کیا جاسکے۔ لہٰذا انہوں نے جعلی کارڈ کھیلنے شروع کر دیئے اور حزب اللہ کو ایک مزاحمتی تحریک کے روپ میں پیش کر دیا اور اسے پھر پورا اسلحہ فراہم کر دیا جبکہ اندر خانے مقصود یہ تھا کہ ایرانی صفوی اور شامی نصیری اثر و نفوذ کو بہتر بنایا جاسکے۔ خصوصاً اس وقت جب عالمی برادری اور خود لبنانی حکومت حزب اللہ کو ہتھیار پھینک کر لبنانی فوج میں شامل ہونے کا مطالبہ کر چکی تھی۔ لیکن ایسا کرنے سے ایرانی مفادات کو سخت نقصان پہنچتا لہٰذا انہوں نے یہ گھناؤنا کھیل کھیلا تاکہ مزاحمت کے نام پر حزب اللہ کے پاس ہتھیار باقی رہیں۔

مصر کے وزیر خارجہ احمد ابوالغیظ نے 22/10/2006 کو وضاحت کی تھی کہ (دیکھئے اس دن کے اخبارات اور الجزیرہ چینل کی نیوز) دو اسرائیلی فوجیوں کے اغوا کرنے کا مقصد الطائف معاہدے کو توڑنا تھا جس میں واضح کہا گیا تھا کہ حزب اللہ ہتھیار پھینک دے گی۔ یہ سارا ڈھونگ مزاحمت کے نام پر رچایا گیا حالانکہ اس کا مقصد ایرانی مفادات کا تحفظ ہے۔

ابوالغیظ کہتا ہے: شعبا کے کھیت اور دیگر لبنانی علاقے جن کی آزادی کا اعلان حزب اللہ کرتی رہتی ہے وہ ابھی تک اسرائیلی قبضے میں ہیں۔ اس اغوا اور اس جنگ سے لبنان اور حزب اللہ کو سوائے لبنانی اسٹرکچر کی تباہی اور زبردست مالی خسارے کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

⑤ اس اغوا سے فلسطینی تحریک مزاحمت پس پردہ چل گئی کیونکہ شیعہ اور اسرائیل کے درمیان اسلحے کی خریداری کے معاہدوں پر عالمی برادری نے ایران کو لعن طعن کی۔ ان کی اس خریداری کو رسوا کن نام "ایران گیٹ" کا نام دیا جاتا ہے۔ جب ایران "شیطان اکبر" کے ساتھ تعاون اور معاہدوں کے جال میں پھنس گیا اور اس نے طالبان حکومت کے خاتمے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور عراقی حکومت کے خاتمے میں بھی اپنا کردار ادا کیا تاکہ شیعی نسلی گروہ کو سنی مسلمانوں پر غلبہ اور تسلط مل جائے۔ ایران نے شیعی ملیشیا کو مالی امداد فراہم کی تاکہ سنی مسلمانوں کی نسل کشی کی جاسکے اور انہیں ظالمانہ ہجرت پر مجبور کیا جاسکے تو حزب اللہ نے یہ جنگ چھیڑ دی تاکہ مزاحمت کے نام پر شہرت اور عوامی حمایت حاصل کر سکے۔ اور آئندہ جنگوں میں جمہور سنی مسلمانوں کی حمایت حاصل کر سکے تاکہ شیعی اثر و رسوخ کو مزید پھیلایا جاسکے۔

فلسطینی مؤلف غازی التوبۃ لکھتا ہے: "لبنان میں یہودیوں کے ساتھ حزب اللہ کی جنگ کا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف لبنان، عالم عرب اور عالمِ اسلام میں ایران اور شیعہ کے پروپیگنڈے کو خوب پھیلایا جاسکے اور دوسری طرف عراق میں ایرانی جرائم پر پردہ ڈالا جاسکے۔" (دیکھئے: "الحیاۃ" میگزین میں غازی التوبۃ کا مضمون، شمارہ نمبر 15848، مورخہ 25/8/2006، صفحہ 19)

کیا ہم غاصب یہودیوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ سے محروم کر دیئے جائیں گے؟

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہے، جب ایک جماعت جہاد کر رہی ہو تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبۃ:122)

''اور مومنوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ سب ہی نکل کھڑے ہوں، پھر ہر فرقے میں سے ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے کیوں نہ نکلا، تاکہ جب وہ اپنے قبیلے میں واپس جائیں تو انہیں خبردار کریں تاکہ وہ (پیچھے والے بھی اللہ سے) ڈریں۔''

جبکہ تین مواقع پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے:

① جب مسلمان اور کافر صف آراء ہو جائیں اور دونوں جماعتیں باہم گتھم گتھا ہو جائیں تو اس وقت میدانِ جنگ میں موجود افراد کا وہاں سے فرار ہونا حرام ہے بلکہ ان کے لئے جنگ لڑنا واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الانفال:45)

''اے ایمان والو! جب تمہارا کسی گروہ سے آمنا سامنا ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

② جب امام حکمران لوگوں سے جہاد کے لئے کہے تو ان کے لئے جہاد کے لئے نکلنا واجب ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ (التوبۃ:38)

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے، جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو۔''

پھر ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جہاد کی فرضیت کی سات شروط بیان کی ہیں جو یہ ہیں:

1۔ مسلمان ہونا۔
2۔ بالغ ہونا۔
3۔ عقل۔
4۔ مرد ہونا۔
5۔ آزاد مرد ہونا۔
6۔ جسمانی طور پر معذور نہ ہونا۔
7۔ جنگی اخراجات کا موجود ہونا۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ سوال کرے کہ آخر تم سنی مسلمان یہودی کے ساتھ جنگ کے لئے شیعہ امامیہ کے ساتھ اتحاد کیوں نہیں کرتے؟

تو ہم اسے جواب دیں گے: شیعہ امامیہ اہلِ سنت کے ساتھ متحد کب ہوئے تھے؟

ایک مسلمان قائد صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی سیرت کا مطالعہ کریں، جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے اور کفر و شرک کو ملیامیٹ کرنے کے لئے جہاد سے بھرپور زندگی گزاری۔

اس عظیم صاحبِ بصیرت و دانش مجاہد اور شجاع قائد نے شیعہ اسماعیلیہ کی حکومت الدولۃ العبیدیہ کو ختم کر دیا تھا اور انہیں حکومت سے محروم کر دیا تھا، ان شیعہ کے غلبے اور تسلط کے خاتمے کے بعد اس نے بیت المقدس میں یہودیوں اور عیسائیوں سے جنگ کی تھی۔

بلاشبہ ہم یہودیوں کے قتل اور انہیں پہنچنے والی ہر مصیبت پر خوش ہوتے ہیں، خواہ اس کا سبب کوئی بھی ہو۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم حزب اللہ کے پُرفریب ڈرامہ بازی، جھوٹ اور بے بنیاد نعروں سے دھوکہ کھا جائیں جنہیں وہ سادہ لوح مسلمانوں اور عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ہر وقت لگاتے رہتے ہیں کیونکہ ہمیں یقینی علم ہے کہ حزب اللہ صرف اور صرف ایران اور شام کے مفادات کی محافظ ہے۔ یہ اسلامی مقدس مقامات کی آزادی کے لئے ہرگز جدوجہد نہیں کر رہی اور نہ کبھی بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے جنگ کرے گی۔

یہاں کچھ سوالات ہیں جو خود بخود اُبھرتے ہیں (حالانکہ وہ تلخ حقائق ہیں)

① ایران، لبنان میں جاری جنگ میں اپنے شیعہ کے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوا حالانکہ وہ اسرائیل کو دھمکیاں دیتا رہتا ہے کہ اگر اسرائیل نے شام پر حملہ کیا تو وہ بھی اس جنگ میں پوری فوجی قوت کے ساتھ شریک ہو جائے گا؟

② حزب اللہ اسرائیلی جیلوں میں قید لبنانی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ تو کرتی ہے۔ (جیسا کہ 1992ء میں حزب اللہ کے انتخابی پروگرام میں یہ مطالبہ بھی شامل ہے۔ (دیکھیں: نعیم قاسم کی کتاب: حزب اللہ، صفحہ 394) لیکن شامی جیلوں میں اسیر سنی مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ بالکل نہیں کرتی، بلکہ کبھی ان کا تذکرہ تک نہیں کرتی، آخر کیوں؟

③ ایرانی وزیر اعظم محمود احمدی نژاد نے ایرانیوں کو حزب اللہ کے ساتھ لبنان میں اسرائیلی جنگ میں شریک ہونے سے منع کیوں کیا؟

یہ بات یاد رہے کہ محمود احمدی نژاد یہ نعرے لگاتا رہا ہے: ''اسرائیل کو عالمی نقشے سے مٹانا واجب ہے۔''(جیسا کہ ''الریاض'' اخبار کے شمارہ نمبر 13916، مورخہ 6رجب 1427ھ بموافق 31جولائی 2006ء میں لکھا ہے)

④ حالانکہ تحریک حماس عین میدان جنگ میں مصروف عمل ہے اور اسے ہر قسم کی امداد، قوت اور تعاون کی شدید ضرورت ہے جبکہ حزب اللہ کے لیڈر ٹیلی ویژن پر اپنے خطابات میں بیت المقدس کو آزاد کرانے کے دعوے اور فلسطین کے دفاع کے حق کے نعرے تو لگاتے رہتے ہیں، پھر سوال یہ ہے کہ فلسطین کی تحریکِ آزادی کے دو ممتاز رہنماؤں کے قتل پر حزب اللہ کی مجرمانہ خاموشی کی آخر وجہ کیا ہے؟

⑤ حزب اللہ نے دو اسرائیلی فوجی دو بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے اغوا کئے تھے۔(1) اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے۔(2) حسن نصر اللہ کے دعوے کے مطابق مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لئے۔ لیکن اس کاروائی کے نتیجے میں اسرائیل نے مزید علاقوں پر قبضہ جمالیا، اور کچھ علاقے اقوام متحدہ کی نگرانی میں چلے گئے، اسرائیل کی جیلیں مزید لبنانی اور فلسطینی قیدیوں سے بھر گئیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ حسن نصر اللہ نے ذرائع ابلاغ میں اپنی دھواں دھار تقاریر کے سوا کچھ حاصل بھی کیا ہے؟ صرف ''المنار'' جیسے ٹی وی چینل حسن نصر اللہ کی فتح کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں جبکہ حسن نصر اللہ اپنے کسی مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا (سوائے سنی مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کرنے کے)

⑥ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حسن نصر اللہ اور اس کی تنظیم حزب اللہ اسرائیل کے لئے بہت بڑا خطرہ اور چیلنج بن گئی ہے اگر بات ایسے ہی ہے تو پھر حسن نصر اللہ کا نام اسرائیل کو مطلوب افراد کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا جاتا؟

⑦ آخر حسن نصر اللہ کی گرفتاری پر نقد انعام کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا؟ (جیسا کہ دیگر مجاہدین کی گرفتاری پر کروڑوں ڈالر کا اعلان کیا گیا ہے)

⑧ دیگر اسلامی جماعتوں اور فلاحی اداروں کی طرح حزب اللہ کے اثاثے منجمد کیوں نہیں کئے جاتے؟

⑨ ہم نے حزب اللہ کے یہ اعلان بڑے تسلسل کے ساتھ سنے ہیں کہ حزب اللہ یہودیوں سے مزارع شعبا کا علاقہ آزاد کرانے تک اسرائیل کے ساتھ جنگ جاری رکھے گی۔ لیکن اب حزب اللہ نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ اسرائیل لبنانی علاقوں سے ابھی نہیں نکلا۔

⑩ کیا وجہ ہے کہ حسن نصر اللہ معزز قائدین کی طرح میدانِ جنگ میں براہ راست شریک ہو کر اپنی افواج کی صف بندی نہیں کرتا؟

⑪ حزب اللہ کا دعویٰ ہے کہ اسرائیل، فلسطین میں شکست کھا گیا ہے، اگر حقیقت ایسی ہی ہے تو پھر یہودی فوج پر تابڑ توڑ حملے کیوں نہیں کئے جاتے اور اسرائیلی مظالم ختم کیوں نہیں ہو جاتے؟

⑫ کیا وجہ ہے کہ حزب اللہ عراق میں ایرانی مدد کے لئے دخل اندازی کرتی ہے اور احواز کے سنی مسلمانوں کی خونریزی میں بھی شرکت کرتی ہے لیکن غاصب امریکیوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرتی؟ حزب اللہ کے لیڈر اور ان کے سردار کی طرف سے امریکیوں کے قتل کا کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوتا حالانکہ انہوں نے عراق پر غاصبانہ قبضہ کیا ہوا ہے جس میں شیعہ آئمہ ''معصومین'' کی قبریں اور مزارات ہیں؟

ضمیمہ جات

1۔ حزب اللہ کے سابق جنرل سکریٹری کی وضاحت جو انہوں نے ''الشرق الاوسط'' اخبار میں بروز جمعرات، 29 رجب 1424 ہجری بموافق 2003ئ کو شمارہ نمبر 9067 میں کی۔

جناب صبحی الطفیلی سابق جنرل سیکریٹری حزب اللہ نے ''الشرق الاوسط'' کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: ''ایران دنیا بھر کے شیعوں کے لئے خطرہ بن چکا ہے، ایران امریکی منصوبوں کا مرکزی کردار اور لبنانی مزاحمت کا مین کردار ہے۔ ایران نے ہماری تحریک مزاحمت کو اغوا کر لیا ہے اور اب اسرائیلی حدود کا چوکیدار بن گیا ہے۔

بیروت سے شائر عباس کی رپورٹ:

یہ انٹرویو حسین درویش نے بعلبک کے جنوب میں بریتال شہر کی قدیم عمارت حسینیہ میں لیا۔ حزب اللہ کے سابق جنرل سیکریٹری سے یہ انٹرویو لیا گیا جبکہ وہ اس سے پہلے 1997ء سے روپوش تھے۔ انہوں نے حزب اللہ اور لبنانی حکومت کے ساتھ اختلافات اور تنازع کی وجہ سے خود کو منظر عام سے ہٹالیا تھا۔ جب ایران کے ساتھ ان کا فکری اور نظریاتی اختلاف بڑھ گیا تو انہوں نے حزب اللہ سے علیحدگی اختیار کرلی حالانکہ وہ حزب اللہ کے بانی اور پہلے جنرل سیکریٹری تھے۔ ان کے یہ اختلافات قتل وغارت تک پہنچ گئے جس سے ایک فوجی افسر اور سابق نائب سیکریٹری شیخ خضر طلیس مارے گئے۔ طفیلی کے کچھ مددگار حزب اللہ کے تحت حوزہ دینیہ میں قتل کردیئے گئے۔ اس کے بعد طفیلی لبنانی محکمہ عدالت کو مطلوب ہوگیا اور پھر گزشتہ چھ سالوں میں عدالت نے اسے کبھی حاضر اور کبھی غائب مان کر فیصلے دیئے۔ اس تمام عرصے میں وہ کہاں رہے۔ ان کے دوستوں اور دشمنوں کو خوب معلوم تھا۔ باوجودیکہ انہیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس عرصے میں انہیں گرفتار کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

اپنی روپوشی کے دوران شیخ الطفیلی وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر بھی آتے رہے۔ ایک مرتبہ 2000ء کے انتخابات میں بھی بھرپور قوت کے ساتھ شرکت کی۔ اس طرح 2002ء میں ام ٹی وی پر بھی نمودار ہوئے لیکن بعد میں یہ ٹی وی چینل بند کردیا گیا۔ شیخ کے بقول اس انٹرویو کی وجہ سے ان پر یہ الزام لگا کہ انہوں نے اپنے اس انٹرویو کے ذریعے غبریال کے ساحلی علاقے کے ضمنی انتخابات میں اپنے نامزد امیدوار کو کامیاب کرایا ہے۔ بعدازیں اس کی نیابت بھی ختم کردی گئی تھی۔ شیخ الطفیلی کو اپنی روپوشی سے نمودار ہونے کے ان واقعات کی بھاری قیمت ادا کرا پڑی جب ان کی جبری روپوشی کی حالت بد سے بدترین ہوگئی اور بالآخر وہ حسینیہ بلڈنگ میں مقید ہو کر رہ گئے۔

شیخ الطفیلی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا الشارع البقاعی میں گہرا اثر ورسوخ ہے اور شیخ اپنے مؤقف پر ڈٹ جانے والے جواں مرد کے طور پر معروف ہیں۔ انہوں نے ''الشرق الاوسط'' کے ذریعے اپنے مؤقف کی وضاحت کی جبکہ علاقے میں حالات نہایت ناسازگار ہوچکے تھے۔

لیکن ہم صرف ایک صحافی کی حیثیت سے ان کی شخصیت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیں گے کیونکہ ان کے دور کے بے شمار کٹھن مسائل کے بارے میں ان کی معلومات کافی وسیع ہیں۔ جس دور میں آپ حزب اللہ کے جنرل سیکریٹری تھے، اس دور میں حزب اللہ نے آپ کی قیادت میں اسرائیل کو لبنانی سرزمین سے باہر نکال دیا تھا۔

شیخ کے ساتھ اختلاف رائے ہونے کے باوجود ''الشرق الاوسط'' کے نمائندے حسین درویش نے یہ انٹرویو لیا اور اس میں ملکی اور عالمی موضوعات پر شیخ سے گفتگو کی۔ شیخ نے اس انٹرویو میں ایرانی حکومت کے کردار پر بڑی سخت تنقید کی ہے۔ اور اسے لبنان اور علاقے کے شیعوں کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔

سوال کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ اب مزاحمت اور جنگ ختم ہو گئی ہے؟

جواب کیا اس میں کوئی شک باقی ہے؟ یہ مزاحمتی تحریک تو اسی وقت ختم ہو گئی تھی جب تحریک کے قائدین نے 1994ء میں تموز 1996ء میں نیسان معاہدات میں شرکت کی تھی۔ ان معاہدات کی روشنی میں اسرائیلی ایٹمی تنصیبات کو مکمل تحفظ دے دیا گیا تھا اور یہ معاہدہ ایرانی وزیر خارجہ کی تائید و حمایت کے ساتھ ہوا تھا۔

لیکن یہ معاہدات لبنان کی فتح تصور کئے گئے ہیں کیونکہ اس نے لبنانی شہریوں کو اس جنگ سے بچایا تھا اور مزاحمت کے قانونی ہونے کا اعتراف بھی کیا۔ حالانکہ مزاحمتی کاروائیاں مزارع شعبا میں وقتاً فوقتاً جاری ہیں۔ ان معاہدات کا اساسی اور اصلی مقصد تحریک مزاحمت کو ختم کر کے اسرائیل کے ساتھ معاہدات میں باندھنا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شعبا میں موجود اسرائیلیوں اور فلسطینی علاقوں میں دندنانے والے اسرائیلوں میں کوئی فرق ہے؟

یہ تو اسرائیلی قبضے کا اعتراف ہے۔ میرے نزدیک لبنانی سرحدی گاؤں الخیام فلسطینی شہروں عکا اور حیفا جیسا ہی ہے۔ ان کی حیثیت برابر ہے۔ میرے لئے یہ چیز سخت اذیت ناک ہے کہ جن نوجوانوں نے میرے ساتھ موت سے کھیل کر عربی مقبوضہ علاقے آزاد کرانے کا حکم دیا تھا، اب وہ اسرائیلی سرحدوں پر اسرائیل کی تنصیبات کے محافظ بن کر کھڑے ہیں۔ اور جو شخص بھی اسرائیلیوں کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہتا ہے وہ اسے گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

سوال کون سی جیلوں میں انہیں سزائیں دی جاتی ہیں؟

جواب اس کی کئی صورتیں ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی کاروائیوں کی کوششیں کیں انہیں لبنانی حکومت کے حوالے کر دیا گیا اور انہوں نے ان سے سخت تفتیش کی ہے۔

سوال کیا آپ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ تحریک مزاحمت نے یہ معاہدے اس لئے کئے ہیں تاکہ لبنان اور شام پر عالمی اور ملکی دباؤ ختم کیا جا سکے؟

جواب میں مواقع کے انتظار کرنے کا مخالف نہیں ہوں، کیونکہ حکمت یہی ہے کہ مناسب موقع پر کاروائی کی جائے ۔لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے، آپ موقع کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملکی سطح پر مناسب موقع آنا ناممکن ہے اور نہ یہ حکمت ہے کیونکہ یہ عالمی دباؤ تو کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمارے لئے مناسب موقع کبھی نہیں آئے گا۔ میں تحریک مزاحمت میں شریک اپنے بیٹوں سے کہوں گا کہ تم جو کام اب کر رہے ہو وہ حرام ہے اور دشمن کی خدمت ہے اور اپنے مقصد سے خیانت ہے یا ہتھیار پھینک کر گھروں کو سدھار جاؤ یا ان معاہدوں کو توڑ کر دشمن پر آگ برسادو تمہیں کوئی فتوے کے ذریعہ، یا ولایت فقیہ کے نام سے دھوکہ نہ دے کیونکہ دنیا کا کوئی فقیہ مجھے دشمن کافر کی خدمت کا حکم نہیں دے سکتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ جس تحریک مزاحمت کو ہم نے اپنے شہداء کے خون سے سینچا اسے اغواء کر کے ہمارے دشمنوں کی خدمت پر لگا دیا گیا۔

سوال آپ کے متعلق ایرانی موقف میں کب تبدیلی آئی؟ کیا آپ کو حزب اللہ کے فیصلوں سے الگ کرنے میں ایرانی حکومت کا بھی کچھ کردار ہے؟

جواب مجھے پہنچنے والی تمام تکالیف کے باوجود میری یہ انتہائی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو جماعتی مسائل سے دور ہی رکھوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے ساتھ ہونے والے تمام ماضی کے مظالم اور حالیہ تکالیف کے باوجود ایرانی قیادت کو کوئی الزام نہیں دیا۔ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنے ذاتی مسائل کو کسی بھی جماعتی مسئلے میں داخل نہ کروں۔ لیکن جب تحریک مزاحمت کا موقف تبدیل ہو گیا اور ایران بھی امریکہ کے علاقائی مفادات کے ساتھ متفق ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اب میں اپنی خاموشی کو توڑ دوں گا اور حق بات کو کھل کر بیان کر دوں۔

سوال ہم واپس آتے ہیں اس تبدیلی کی طرف جو حزب اللہ کے مؤقف میں آئی ہے۔ آپ کی قیادت میں حزب اللہ نے بڑا مضبوط مؤقف اختیار کر رکھا تھا کہ دشمن کے ساتھ صلح نہیں ہوگی اور ان کے ساتھ سخت گیر رویہ اپنایا جائے گا۔ نیز اس دور میں حزب اللہ مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کا خطرناک کھیل بھی کھیلتی تھی۔

جواب مغربی لوگوں کو یرغمال بنانے کے موضوع پر کسی مناسب وقت پر بات ہوگی، لیکن ہم تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس کاروائی کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن حزب اللہ کے مؤقف میں تبدیلی کو دو نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

① امام خمینی کی رحلت کے بعد ایرانی سیاست میں تبدیلی نمایاں تھی۔ اور اس سیاسی تبدیلی سے واضح تھا کہ یہ عنقریب ہمارے اسلامی مؤقف سے ٹکرائے گی۔

② ایران میں کچھ ایسے لیڈر بھی ہیں جو ہماری نزدیکی اور قربت کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

سوال آپ کا مقصد کیا ہے؟

جواب میں نے ایرانیوں کو بارہا کہا تھا کہ جب تمہاری مصلحت ہماری مرضی اور پسند سے ٹکرائے گی تو میں اپنی پسند کو ترجیح دوں گا۔ میں ایران اور اس کی سیاست کا ایجنٹ نہیں بنوں گا۔ میں تمہارا بھائی اور شریکِ کار ہوں، اس سے زیادی یا کم مرتبے پر میں کبھی راضی نہ ہوں گا۔

لیکن پوری دنیا میں طاقتور لوگ کمزور کو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے بلکہ وہ ایسے کمزور لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے پر ترجیح دیتے ہیں جو اندھا دھند ان کی پیروی کو ہی اپنا مقصد بنالیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ میری آزادی چھین لی جائے اور میں اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کر سکوں۔ کیا مسلمان فقہاء میں کوئی ایسا فقہ بھی ہے جو فقراء اور کمزور مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم ڈھانے والے کافروں کے ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کا فتویٰ دیتا ہو؟ اس لئے جب آپ ایسے ظالمانہ نظام کے ساتھ چلنے سے معذوری کا اظہار کر دیں گے تو وہ پوری قوت اور وسائل کے استعمال سے آپ کو دور پھینک دیں گے۔

سوال لیکن آپ کے بعد حزب اللہ صرف لبنان ہی کے گیت گاتی نظر آتی ہے؟

جواب جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایران لبنان میں دخل اندازی نہیں کرتا وہ جھوٹ بولتا ہے۔ لبنان کے متعلق فیصلے بیروت میں نہیں ہوتے بلکہ تہران میں ہوتے ہیں۔

سوال کیا آپ کے دور میں بھی حزب اللہ کے فیصلے تہران میں ہوتے تھے؟

جواب جی ہاں میرے دور میں بھی ایرانی مذہبی قیادت ہی فیصلے کرتی تھی۔ لیکن اس وقت فیصلوں میں باہمی اتفاق ہوتا تھا۔ ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم پر فیصلے مسلط کئے جا رہے ہیں بلکہ وہ ہماری رضامندی پر منحصر ہوتے تھے جب امام خمینی کی طرف سے حکم آتا یا ان کے کسی ساتھی کی طرف سے حکم آتا کہ اسرائیل کے ساتھ جنگ کرو تو ہم اس کو وجوبی حکم نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا ہماری رضامندی پر منحصر ہوتا تھا۔

سوال کیا خمینی کی وفات کے بعد آپ کی ایران سے جدائی کا سفر شروع ہوا؟

جواب ہمیں کہنا چاہیے کہ خمینی کی وفات سے ہمارے درمیان دوری پیدا ہونا شروع ہوئی۔

سوال اس وقت شامی حکومت کا موٴقف کیا تھا؟

جواب جب شامی حکومت نے دیکھا کہ اسرائیل لبنانی تالاب میں ڈوبنے والا ہے تو اس نے بھی پروگرام بنایا کہ اسرائیل کو گھیر کر لبنان میں اکٹھا کر لیا جائے لیکن لبنانی حکومت نے جزین کے علاقے میں فوج بھیجنے سے منع کر دیا، یہ علاقہ لبنان سے چھین لیا گیا تھا۔ لیکن جب الجنوب کے علاقے سے مزارع شعبا پر قبضہ ہوا تو اس پر دباؤ بڑھ گیا گویا شامی حکومت چاہتی تھی کہ اپریل نسیان معاہدے پر لوگوں کو جمع کر دیا جائے اگرچہ اس میں پسپائی اختیار کرنی پڑے، لیکن ایرانی حکومت کے اپنے حسابات اور مفادات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت کے ایرانی وزیر خارجہ نے امریکی خواہش پر اتفاق کر لیا تھا اور حزب اللہ کو خاموش کر دیا تھا اور بالآخر اسے میدان کارزار سے باہر نکال دیا گیا۔

سوال آپ عراقی شیعہ موٴقف سے راضی نہیں ہیں۔ تو یہ شیعی موٴقف کیا رخ اختیار کرے گا؟

جواب عراق میں شیعی منصوبہ دیگر منصوبوں کی طرح ہی ہے۔ وہاں لوگ اپنی عقل کم استعمال کرتے ہیں اور دیگر بہت سارے عوامل ان پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ جنوبی لبنان کی شیعی بستیوں اور شہروں نے اسرائیلی فوج کا استقبال پھولوں اور گلدستوں سے کیا تھا۔ اور یہ بعض فلسطینی جماعتوں کے عمل پر رد عمل کے طور پر ہوا تھا۔ لیکن دو سال کے قلیل عرصے میں یہی لوگ تحریک مزاحمت کے ہراول دستے بن گئے تھے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ عراق میں شیعی موقف بہت جلد تبدیل ہو جائے گا۔ اصل مشکل سیاسی لوگوں کی ہے کیونکہ اکثر دینی سیاسی لوگ ایرانی حکومت کے زیرِ سایہ ہیں جو امریکہ کے ساتھ اتفاق کر چکی ہے۔ ایران ہی نے شیعہ سیاستدانوں کو امریکی فوج کی بنائی ہوئی پارلیمنٹ قبول کرنے اور اس میں شامل ہونے کا حکم دیا ہے۔

سوال کیا آپ ایرانی حکومت کے امریکہ کے ساتھ عراقی معاملات میں اتفاق رائے اور امریکہ کے ایران پر ایٹمی معاملات میں سخت دباؤ میں تضاد نہیں پاتے؟

جواب ہمیں خود فریبی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ عراق جنگ سے پہلے امریکہ اور ایران کے مذاکرات ہوئے تھے۔ اس مقصد کے لئے ایرانی انقلابی مجلس اعلیٰ کے ایک وفد نے واشنگٹن کا دورہ بھی کیا تھا۔ عراق میں ایرانی گروہ امریکی سسٹم کا ایک جزء ہیں حتیٰ کہ ایران کے ایک بڑے خطیب نے دارالحکومت کی ایک مسجد میں جمعہ کے خطبے میں کہا کہ اگر ایران نہ ہوتا تو امریکہ افغانستان کی دلدل میں غرق ہو جاتا۔ ایرانی حکومت نے امریکیوں کو افغانستان میں داخل ہونا ممکن بنایا اور اب امریکیوں کے وہاں قیام کے لئے اپنی خدمات دے رہے ہیں۔ رہا ایرانی سفیر کو گرفتار کرنے کا ڈرامہ یا ایٹمی ہتھیاروں کی وجہ سے ایران پر دباؤ ڈالنے کا مسئلہ تو یہ ایران کو امریکہ کے ساتھ تعاون کے لئے آسان شرائط پر راضی کرنے کی کوششیں ہیں۔

ایرانی شیعہ افغانستان میں امریکی منصوبوں کے لئے ہر قسم کی سپورٹ کر رہے مہیا کر رہے ہیں۔

اسی لئے میں کہتا ہوں اور دُنیا بھر کے شیعوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ تمہارے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ایرانی حکومت کے یہ اعمال اسلام اور تشیع دونوں کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔

(انٹرویو مکمل ہوا۔ ہم نے اپنی کتاب سے غیر متعلق سوالات حذف کر دیئے اور باقی سوالات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے)

حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے بچو

تحریر: پروفیسر عبدالعزیز بن ناصر الجلیل

مورخہ: 29/6/1427ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علیہ وسلم وبارك علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(الانعام:153)

''اور یقیناً یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے، اللہ نے تمہیں اس کی تاکید کی ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا(النساء:115)

''اور جس شخص کے سامنے واضح شکل میں ہدایت آجائے اور اس کے بعد وہ رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ جانا چاہے اور ہم اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حق بات کو چھپانے اور حق کو باطل کے ساتھ ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا: وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(البقرہ:42)

''اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔''

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔''

(الموطا: کتاب القدر، باب النھی عن القول بالقدر، حدیث نمبر 1708)

''میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''سیاتی علی الناس سنوات خدّات یصدق فیھا الکاذب و یکذب فیھا الصادق ویؤتمن فیھا الخائن ویحون فیھا الامین وینطلق فیھا الرویبضۃ قیل وما الرویبضۃ ؟ قال: الرجل التافہ یتکلم فی امر العامۃ۔''(صحیح البخاری، حدیث نمبر 3650، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: 1888)..

''(قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے) کہ لوگوں پر پُر فریب دھوکے والے سال آئیں گے۔ان میں جھوٹے شخص کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے شخص کو جھٹلایا جائے گا، بد دیانت کو امانتدار مانا جائے گا اور امانت دار کو خائن قرار دے دیا جائے گا اور رویبضہ عمومی مسائل میں رائے دے گا۔آپ سے عرض کی گئی: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ایک کم عقل، ذلیل و کمتر شخص (سردار و بادشاہ بن کر) عمومی مسائل میں اپنی رائے اور مشورہ دے گا۔''

درج بالا آیات اور احادیث نہایت واضح ہیں۔ان کی مزید تشریح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ایسی آیات اور احادیث مبارکہ جن میں قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کے مطابق مضبوطی سے تھامنے کا حکم آیا وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور اسلوب میں کئی طریقوں سے وارد ہوئی ہیں۔ کبھی ان کو مضبوطی سے تھام کر ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) اپنی رائے اور فیصلہ دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔اور کبھی کتاب و سنت کو چھوڑ کر لوگوں کی آراء اور خواہش پرست، شبہات کا پیچھا کرنے والوں کی اتباع کرنے سے ڈرایا جاتا ہے۔دوستی دشمنی لگانے یا رکھنے کے اصول کتاب و سنت کے تابع ہیں۔

آج ملک شام میں جو حادثات ہو رہے ہیں یعنی حزب اللہ یا مزاحمتی تحریک کا یہودیوں سے جنگ کرنا یا جنوبی لبنان میں تحریک آزادی وغیرہ تو یہ ایسے فتنے اور آزمائش ہیں جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے عقائد اور کتاب و سنت کے ساتھ ان کے ربط و ضبط کی مضبوطی کو پرکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آزماتا ہے کہ کیا ان کے عقائد کتاب و سنت اور مسلمانوں کے سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے عقائد کے موافق ہیں یا نہیں۔

بہت سارے لوگ ان فتنوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے کھوکھلے نعروں اور یہودیوں کے ساتھ اس کی پُر فریب جنگ سے دھوکہ کھا گئے ہیں۔ حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت سے لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔یہ لوگ یا حقیقت توحید

،اسلام میں دوستی اور دشمنی کے اصولوں اور حسن نصر اللہ رافضی شیعہ کے عقائد سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر جاہل بنے ہوئے ہیں۔

چونکہ اس شیعی رافضی صفوی جماعت کا فتنہ بہت بڑا اور بہت شدید نوعیت کا ہے،اس لئے ہر صاحب علم کو حسب طاقت اس فتنے کا توڑ کرنا چاہئے۔لوگوں کو اس جماعت کی حقیقت آشکارا کرنی چاہئے۔لوگوں کو اس جماعت کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اس دھوکے باز جماعت سے نقصان نہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اپنی خوشنودی نچھاور فرمائے،انہوں نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے: وہ فرماتے ہیں۔''نہ میں دھوکے باز ہوں اور نہ کوئی دھوکے باز مجھے فریب دے سکتا ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت متقی اور ورع والے تھے اس لئے وہ کسی شخص کو دھوکہ دے ہی نہیں سکتے تھے اور نہایت صاحب بصیرت و عقل و دانش والے تھے اس لئے کوئی انہیں دھوکہ دے بھی نہیں سکتا تھا۔''(دیکھئے:امام صاحب کی کتاب ''الروح''صفحہ 244)

آج ذرائع ابلاغ کو جس دھوکہ دہی، تلبیس اور گمراہی کے لئے استعمال کیا جارہا ہے اس سے یہ فتنہ عوام سے ہوتا ہوا بہت سے صاحب علم،دنیدار اور داعیان تک جا پہنچا ہے۔اس سے اس فتنے کی شر انگیزی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح جہاد اور مجاہدین کے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کیا جارہا ہے۔افغانستان، عراق اور چیچنیا میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے والے مجاہدین کو دہشت گرد اور فسادی کہا جارہا ہے جبکہ جنوب لبنان میں رافضی حسن نصر اللہ کی قیادت میں مزاحمت کو ''شرعی جہاد فی سبیل اللہ''کا نام دیا جارہا ہے۔سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

یہ بہت بڑا بہتان ہے اور گزشتہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا فرمان گزرا ہے کہ تمہارے بعد دھوکہ دہی کے کچھ سال ہوں گے۔ان سالوں میں جھوٹے کو سچا اور سچے شخص کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔بد دیانت کو امانتدار اور امانتدار کو خائن کہا جائے گا۔۔۔''

حسن نصر اللہ رافضی شیعی اور اس کی جماعت حزب اللہ کی گمراہی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کو ان کی پالیسی اور کردار کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نکات پر غور فرمائیں:

① گزشتہ صفحات پر جو میں نے آیات کریمہ اور احادیث شریفہ بیان کی ہیں ان سے واضح ہے کہ مسائل کو سمجھنے، عقائد، مؤقف اختیار کرنے اور لوگوں کی افکار اور آراء کے تجربے کے لئے معیار اور کسوٹی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ یہی سیدھا راستہ اور درست میزان ہے۔ جو شخص ان دونوں کو مضبوطی سے تھام کر ان کی روشنی میں لوگوں سے معاملات کرتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ اور اسے گمراہ کن فتنے سیدھے راستے سے بھٹکانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واقف ہیں اور ان کی تعلیمات سے بخوبی بہرہ مند ہیں پھر وہ کیسے ان سب کو چھوڑ کر نسلی جذبات و عواطف، لوگوں کی گمراہ کن آرائی اور خواہشات کی پیروی کرنے لگتے ہیں؟

ان کا حال شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

كَالْعَيْسِ فِي الْبَيْدَاءِ يَقْتُلُهَا الظَّمَأ

وَالْمَاءُ فَوْقَ ظُهُورِهَا مَحْمُولُ

"خوبصورت سفید اونٹوں کو پیاس چٹیل میدان میں قتل کر دیتی ہے حالانکہ پانی کے مشکیزے ان کے اوپر لدے ہوتے ہیں۔"

آیئے اب اس مفتون شخص حسن نصر اللہ اور اس کی دھوکے باز جماعت حزب اللہ کو کتاب و سنت کے میزان میں تولتے ہیں۔ انہیں توحید اور شرک، ہدایت اور گمراہی کے ترازو میں تولتے ہیں تاکہ اس شخص اور اس کی جماعت کی حقیقت آشکارا ہو سکے۔ آیا یہ شخص حق پر ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتا ہے؟ یا وہ ایسے باطل پر ہے جس کی دعوت شیطان اور اس کی جماعت دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس کے جہاد اور یہودیوں کی دشمنی کی حقیقت کو بھی واضح کرتے ہیں۔ کیا اس کی جہاد اور یہودیوں کی دشمنی اللہ کی رضا کے لئے ہے؟ یا شیطان و طاغوت کی خوشنودی کے لئے ہے؟

لہٰذا میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قرآن مجید نور مبین دے کر بھیجا تاکہ آپ ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور اسی عقیدے کی بنیاد پر ولاء اور براء کا اصول رکھا کہ دوستی اور دشمنی اللہ کی رضا کے لئے ہو گی۔ دوستی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور موحد مومنوں کے ساتھ ہو گی اور دشمنی و براءت شرک اور مشرکین سے ہو گی۔ اسی مقصد کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا بازار سجایا گیا تاکہ شرک ختم ہو جائے اور دین اللہ کے لئے خالص ہو جائے اس کا کوئی شریک باقی نہ رہے۔

کیاحزب اللہ اور حسن نصر اللہ کا جہاد وہی ہے جسکی دعوت قرانِ مجید نے دی ہے اور جس کی خاطر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کرتے رہے ہیں؟"

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے حسن نصر اللہ اوراس کی جماعت کے عقائد ،ان کی عقدی اور سیاسی وابستگی اور ان کے اہداف و مقاصد کو جاننا ضروری ہے۔

حسن نصر اللہ 21اگست 1960ء کو لبنان میں پیدا ہوا۔
1976ء کو تحصیل علم کے لئے عراق کے شہر نجف چلا گیا۔وہاں اس نے جعفری شیعی مذہب کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسے البقاع کے علاقہ شیعہ تنظیم "اَمل الشیعہ" کا سیاسی مسوٴل مقرر کر دیا گیا۔ پھر 1982ء میں اسے سیاسی دفتر میں رکن کا درجہ دے دیا گیا۔ پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے اَمل الشیعہ سے علیحدگی اختیار کر کے حزب اللہ میں شمولیت کر لی اور اسے 1985ء میں بیروت کا مسوٴل بنا دیا گیا۔ پھر 1987ء میں مرکزی قیادت کا رکن اور جنگی معاملات کی کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔ پھر حزب اللہ کے سابق رہنما عباس موسوی کے قتل کے بعد اسے جنرل سیکریٹری بنا دیا گیا۔1992ء میں اسے مکمل اختیارات کا حامل سیکریٹری بنایا گیا اور پھر 1993ء اور 1995ء کو دوبارہ اس کا انتخاب کیا گیا۔(حسن نصر اللہ کا یہ تعارف "مجلۃ الشاھد السیاسی" میں اس کے انٹرویو کے شروع میں دیا گیا ہے۔ دیکھئے شمارہ نمبر 147، مورخہ 3 جنوری 1999ء)

اس مختصر سے تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نصر اللہ رافضیت میں غرق ایک متعصب شیعہ ہے اور ایران میں رائج اثنا عشری جعفری مذہب کا پیروکار ہے۔اس مذہب کی تائید وحمایت کرتا ہے اور اسی کی نشر واشاعت کرتا ہے ۔اسی لئے "عرب کا خمینی" کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ وہ عرب ممالک میں ایسی ہی رافضی شیعی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جیسی خمینی نے ایران میں کی تھی۔ جبل لبنان کے سنی مفتی فرماتے ہیں "حزب اللہ عربی ممالک میں ایران کے داخلے کا مین گیٹ ہے۔"

حسن نصر اللہ کا تعارف اثنا عشری فرقے کے عقائد جانے بغیر ناقص رہے گا اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہے وہ اپنی نسبت اثنا عشری جعفری فرقے کی طرف ہونے پر فخر کرتا ہے،اس کی تبلیغ کے لئے جہاد کرتا ہے اور اس کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

اثنا عشری جعفری فرقے کے کفریہ شرکیہ عقائد ہیں جو اس مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنے والے کسی شخص پر مخفی نہیں۔ جو شخص ان کی قدیم وجدید کتب سے ادنیٰ واقفیت بھی رکھتا ہے وہ ان کے کفریہ عقائد سے بخوبی آگاہ ہے۔ اسی طرح جو شخص ان کے جلسے اور جلوسوں میں شریک ہوتا ہے ان کے سالانہ جشن اور تہواروں پر سنے گئے کفریہ کلمات سنتا ہے وہ اس جماعت سے پوری طرح واقف ہے۔ حسن نصر اللہ جس فرقے کا پیروکار ہے اس کے خطرناک ترین اور گندے عقائد میں سے چند ایک درجِ ذیل ہیں:

① یہ فرقہ اپنے بارہ اماموں کو ہر قسم کی غلطی اور گناہ سے معصوم مانتا ہے۔ اس کے پیروکار اپنے آئمہ کی شان میں اس قدر غلو کرنے لگتے ہیں۔ ان کی قبروں کا حج اور طواف کرتے ہیں۔ ان سے فریاد رسی چاہتے ہیں۔ ان کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ غیب کی ہر خبر جانتے ہیں اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے زیرِ حکم ہے۔ جیسا کہ خمینی نے بھی اپنی کتاب ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' میں اس کا اقرار کیا ہے۔

② ان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تحریف کر دی تھی (نعوذ باللہ) اور مکمل اور صحیح قرآن مجید ان کے امام مہدی منتظر کے پاس ہے۔ وہ اپنی گمشدگی سے واپس آئیں گے تو کامل قرآنِ مجید ساتھ لائیں گے۔ اس وقت شیعہ اپنے علماء اور مشائخ کے حکم پر موجودہ ناقص قرآن ہی (نعوذ باللہ) پڑھتے ہیں حتیٰ کہ امام منتظر اصلی قرآن لے کر نمودار ہو جائیں۔ ممکن ہے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ شیعہ تحریف قرآن کا انکار کرتے ہیں اور ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا زیادتی ہے۔ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ قول ان کی معتبر ترین حوالہ جاتی کتب میں درج ہے۔ جیسے ان کے امام کلینی کی کتاب ''الکافی'' یا الطبرسی کی کتاب ''فصل الخطاب'' ہے۔ یہ دونوں مؤلف شیعہ کے نزدیک معتبر امام کے درجے پر فائز ہیں۔ اگر وہ اس عقیدے سے انکاری ہیں تو وہ ان دو کتابوں میں موجود اس عقیدے اور اپنے ان دو اماموں سے برائت کا اعلان کیوں نہیں کرتے؟ وہ ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟
یہ کام شیعہ نے نہ پہلے کبھی کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کر سکیں گے۔

③ شیعہ جعفری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرتے اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سرخیل جناب ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو یہ لوگ سخت گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اسی طرح ازواج مطہرات اور خصوصاً اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ عائشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ ہیں محترمہ ہیں۔ مگر یہ بدبخت امہات المومنین کا کافر قرار دیتے ہیں اور ان پر زنا کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جرائم کی وجہ سے قتل و برباد کرے۔ آمین

④ یہ ماضی اور حال میں یہودیوں کے دوست رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دست راست بنے رہے ہیں۔ یہ ہمیشہ سے مسلمان ممالک پر حملہ آور ہونے والے کفار کے مددگار بنے رہے ہیں۔ ابن علقمی نے تاتاریوں کی جس طرح مدد کی وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں ان کی امریکی استعمار کی مدد بھی کوئی مخفی چیز نہیں ہے۔ انہوں نے عراق اور افغانستان کی تباہی و بربادی میں امریکیوں کا بھرپور ساتھ دیا اور ابھی تک کافر فوجوں کے جاسوس اور حمایتی بنے ہوئے ہیں، سنی مسلمانوں کی قتل و غارت اور نسل کشی میں ان کے مددگار ہیں۔

ان کے درج بالا عقائد و اعمال کوئی خفیہ بات نہیں رہے جیسا کہ ماضی میں تھا بلکہ اب تو یہ اعمال و کردار پوری طرح عیاں ہے، خواہ ان کے اپنے اعتراف و اقرار سے ہوا ہے۔ یا ان کے خلاف ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے ساتھ عیاں ہوا ہے۔ یہ ہے اثنا عشری جعفری فرقے کی اصل حقیقت، اس فرقے کی طرف حسن نصر اللہ منسوب ہونے پر فخر کرتا ہے۔ کیا اب بھی اس شخص اور اس کی جماعت کے دھوکے پر مبنی نعروں اور شعروں سے دھوکہ کھانے والوں کا کوئی عذر باقی رہ گیا ہے کہ حسن نصر اللہ امت اسلامیہ کا دفاع کر رہا ہے یا وہ ملت کی طرف سے یہودیوں سے برسرپیکار ہے۔ یا وہ یہودی ریاست کے قلب میں کاروائیاں کر رہا ہے یا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مصروفِ عمل ہے؟

اگر یہ شخص اپنے ان شرکیہ کفریہ اعتقادات کے ساتھ غالب آ گیا (اللہ تعالیٰ ایسا دن نصیب ہی نہ کرے)، تو یہ شخص رافضی شیعی حکومت قائم کرے گا جس کی بنیاد شرک اکبر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنے، اہل سنت مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر ہو گی۔ جیسا کہ آج کل عراق میں ہو رہا ہے۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿التوبۃ: 8﴾

"کس طرح (مشرکوں سے عہد ہو سکتا ہے) جب کہ ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمہارے معاملے میں رشتہ داری کا لحاظ کریں گے نہ کسی عہد کا وہ اپنے منہ (زبان) سے تمہیں خوش کرتے ہیں اور ان کے دِل انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔"

اس سب کے باوجود مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو حسن نصر اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی فتح کی تمنا کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔اے مسلمانو! ہم خوابِ غفلت سے کب بیدار ہوں گے؟ کب ہم دوستی اور دشمنی، لوگوں کی آراء اور اپنی فکر و نظر میں

معیار اور کسوٹی اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بنائیں گے؟ کب ہم نسلی جذبات و عواطف، جھوٹے شعارات اور دجل وفریب کے موازین سے نجات پائیں گے؟

② کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صرف حسن نصر اللہ اور اس کی جماعت حزب اللہ ہی اسرائیلی یہودیوں کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہے جبکہ باقی تمام ممالک اور جماعتیں اسرائیل کے مقابلے میں عاجز آچکی ہیں حسن نصر اللہ اسرائیل کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے اور اس بات کا اعتراف خود اسرائیلی بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس شخص کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں حالانکہ وہ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو مار رہا ہے؟ کیا ہم یہودیوں کی پٹائی اور ان کے نقصانات پر خوش نہ ہوں؟ یقیناً یہ ایک بہت بڑا فتنہ اور عظیم شبہ ہے۔ لیکن یہ شبہ صرف اسی شخص پر کارگر ہے اور اسے ہی گمراہ کر سکتا ہے جو صرف سطحی معلومات رکھتا ہے اور سطحی نظر سے دیکھتا ہے اور جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے، اسے اس جماعت اور اس کے لیڈر کے عقائد و مقاصد کا کچھ علم نہیں ہے۔

اس شبہے کا تفصیلی جواب، اللہ کی توفیق سے، حاضر ہے۔

① بلاشبہ یہودیوں اور ان کی تنصیبات کو پہنچنے والے ہر نقصان پر ہمیں خوشی ہوتی ہیں لیکن اس سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ ہمیں ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہمیں جذبات کی رو میں بہنا چاہئے کہ ہم یہ کہنا شروع کر دیں۔ ''یہودیوں کو مارنے والا ہر شخص ہمارا بھائی اور ہمارا دوست ہے۔''

بلکہ ہمیں فرق کرنا چاہئے، جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کا ارادہ توحید و سنت کی نشر و اشاعت ہو جس طرح کے ہمارے فلسطینی مجاہدین بھائی ہیں تو وہ ہمارے دوست ہیں اور ہم ان کی مدد کر کے خوش ہوں گے اور ان کی فتح پر مسرور ہوں گے۔ لیکن جس شخص کا جہاد شرک و بدعت اور فکر و ضلالت کی نشر و اشاعت کے لئے ہو اور وہ اپنے خفیہ مقاصد کے لئے کوششیں کر رہا ہو تو ہم ایسے شخص کو نہ دوست بنائیں گے اور نہ اس مدد کریں گے۔ اگرچہ اس کے دشمن کو مارنے پر ہم خوش ہوں گے حتیٰ کہ دشمن کمزور و لاچار ہو جائے۔ جیسا کہ ہم ایسے شخص کو دشمن سے مار پڑنے پر بھی خوش ہوں گے تاکہ یہ شخص شرک و کفر اور رافضیت کو پھیلانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہم زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ أَهْلِكِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّلِمِيْنَ وَاخْرِجِ الْمُوْحِدِيْنَ مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ۔''

''اے اللہ ظالموں کو ظالموں کے ہاتھوں ہلاک کر دے اور موحد مومنوں کو ان کے درمیان سے صحیح سلامت نکال لے۔''

اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں روافض کی مار پٹائی پر خوشی ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن شیعہ کے ٹھکانے اور اڈے تباہ کرتا ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم عام مسلمانوں، بچوں، عورتوں اور بے گناہوں کے قتل وغارت پر خوش ہوتے ہیں بلکہ ان کے قتل پر ہمیں دلی دکھ ورنج پہنچتا ہے۔

② لبنان میں ایک بہت بڑی سازش ہو رہی ہے اور مکر وفریب کے جال بنے جا رہے ہیں۔ یہ جال ایران اور شام حسن نصر اللہ کو مدد دے کر بُن رہے ہیں۔ انہی دو ملکوں نے حزب اللہ کو اسرائیل کے ساتھ جنگ میں جھونکا ہے۔ اس سازش کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں ملک بہت بڑے شیعی منصوبے کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور عراق پر امریکی، صہیونی اور شیعی یلغار کے فوراً بعد اس منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ چند ماہ قبل دمشق میں ایران شام نے دفاعی معاہدہ کیا ہے جس میں حزب اللہ اور کچھ فلسطینی جماعتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس معاہدے کے ساتھ عراقی شیعی تنظیموں نے بھی اتفاق کیا ہے۔ اس طرح یہ نیا نظام خبیث قسم کے سرطان کی طرح چاروں طرف پھیل گیا ہے اور اس نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس سازش کا خطرہ ملت اسلامیہ کے لئے یہودی خطرے بھی بڑھ کر ہے چونکہ اس منصوبے کو علاقے میں نہایت مناسب ڈھال حاصل ہے اور یہ مسلمانوں میں درپردہ کام کر رہا ہے اس لئے یہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عام مسلمانوں کے جذبات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مسئلہ فلسطین سے بڑھ کر کوئی مناسب چھتری حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا وہ فلسطینی آزادی کی آڑ میں اپنے مجرمانہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام وسائل استعمال کر رہے ہیں جبکہ اس منصوبے کے کفریہ شرکیہ شیعی مقاصد لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں۔ اِس منصوبے کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم عرب اور عالم اسلام میں شیعی مذہب کو غلبہ دے دیا جائے اور خصوصاً شام و عراق میں شیعی رافضی مذہب کی بھرپور ترویج کر دی جائے۔

③ رہا یہ مسئلہ کہ لبنانی رافضہ حزب اللہ اور یہودیوں کے درمیان یہ جنگ اس وقت ہی کیوں چھیڑی گئی ہے) جبکہ عراق میں جنگ جاری ہے) تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔

ا۔ عراق میں جاری شیعہ کی مجرمانہ کاروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کھیل کھیلا گیا تاکہ لوگوں کی توجہ عراق میں شیعہ ملیشیا کی خونی وارداتوں کی طرف مبذول نہ ہو۔ شیعہ ملیشیا فلسطینی مہاجرین کی قتل وغارت اور جنوبی عراق کے سنی مسلمانوں کو زبردستی ہجرت پر مجبور کر کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ان کے اسی ظلم وجبر کی وجہ سے کی وجہ سے بصرہ میں صرف سات فیصد سنی مسلمان رہ گئے ہیں جبکہ بصرہ میں کئی دہائیوں سے سنی مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ حتیٰ کہ امریکی قبضے سے پہلے بھی ان کی تعداد 40 فیصد تھی۔ یہ سارا ظلم اس حکومت ایران کے دور میں ہو رہا ہے جس کا وزیر اعظم اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا نعرہ لگاتا رہتا ہے اور شیطان اکبر امریکہ سے جہاد کے دعوے کرتا ہے۔

یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ اہلِ سنت مجاہدین نے ثابت کر دیا کہ حقیقی مجاہدین وہی ہیں جو عراق، افغانستان اور چیچنیا میں شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ اسی طرح فلسطینی تحریکِ آزادی بھی سنی مسلمانوں کی ہے اور اس نے دنیا کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے کہ وہ علاقے میں اکیلی ہی علم جہاد بلند کئے ہوئے ہے۔ یہودیوں کے خلاف سنی مجاہدین کی دلیرانہ کاروائیوں نے شیعہ کو رسوا کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ حملہ آور کفار کے ایجنٹ ہیں اور اس سے ان کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی تھی اس لئے کوئی ایسی کاروائی کرنا ناگزیر ہو گیا تھا جس سے شیعہ تنظیم کا اعتماد و اعتبار بحال ہو سکے اور ان کے مجرمانہ کردار پر پردہ ڈالا جا سکے۔

۲۔ حزب اللہ کا اپنے حلیف ایران کے ساتھ عراقی مجاہدین کے خلاف امریکی اتحاد میں شامل ہونا منکشف ہو گیا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ حزب اللہ عراقی شیعی ملیشیا کو تربیت دے رہی ہے اور یہی ملیشیا فلسطینیوں اور عراقی سنی مسلمانوں کے قتل و غارت میں پیش پیش ہیں۔ ان رسوا کن اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے لبنانی جنگ چھیڑی گئی۔

جنگ کو اس وقت شروع کرنے کی تیسری وجہ یہ تھی کہ شام اور لبنان میں شیعی حملے ناکام ہو رہے تھے۔ امریکی اتحاد میں شامل ایرانی صفوی شیعی ارکان کے موقف سے شیعی تحریک کمزور ہو رہی تھی۔ پھر عراق میں امریکی اور ایرانی منصوبوں میں باہمی اختلافات بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا کام شروع کیا جائے جو عراقی شیعوں کے جرائم پر پردہ ڈال سکے۔ عراقی شیعی ملیشیا اہل سنت مسلمانوں اور فلسطینی مہاجرین کے خلاف جو مجرمانہ کاروائیاں کر رہی تھیں انہیں چھپایا جا سکے۔ نیز فلسطینی تحریک آزادی کی کامیابیوں سے لوگوں کی توجہ ہٹائی جا سکے جس نے یہودیوں کو عاجز و بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لئے یہ کاروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا تاکہ شیعی تبلیغی کاروائیوں پر اعتماد کو بحال کیا جا سکے۔

اسی طرح ایران کے وزیر اعظم محمود احمدی نژاد کے جھوٹ پر اعتماد بحال کرانا بھی مقصود تھا کہ ایران اسرائیل کو دنیا کے نقشے سے مٹا دے گا اور یہودیوں کو مقابلہ کرے گا۔ عراق میں حزب اللہ کی تحریک آزادی کی مخالفت پر پردہ ڈالنا بھی مقصود تھا نیز لبنان میں امن و امان کی بہتر ہوتی ہوئی صورتحال کو بگاڑنا مقصود تھا جس کی دھمکی شامی حکمران بشار الاسد دے چکا تھا۔

ان تمام اہداف کو حاصل کرنے کے لئے حزب اللہ نے یہودی اسرائیل کے خلاف جنگ چھیڑ دی کیونکہ حزب اللہ ایرانی شیعی منصوبے کا تیسرا رکن ہے کیا ہم یہودی دشمنوں کے خلاف جنگ کے خلاف ہیں؟

جی نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ ہم ہر اس کاروائی پر خوش ہوتے ہیں جو غاصب یہودیوں کو نقصان پہنچائے انہیں کمزور کرے اور ان کی دہشت میں کمی کا باعث ہو۔

لیکن ہم کسی بھی کاروائی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہتے۔ ہم یہ بات قبول نہیں کریں گے کہ یہ کاروائی ہمارے علاقے میں یہودی منصوبے سے زیادہ خطرناک ایرانی شیعی منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے مددگار بن جائے۔ ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ کاروائی کرنے والے فلسطین کی قیمت پر یہ کاروائی کریں۔

حالانکہ وہ عین اسی وقت بغداد میں فلسطینی لوگوں کو قتل کر رہے تھے ان کے اموال لوٹ رہے ہیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر رہے ہیں۔ ہم یہ کبھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی صفوی شیعہ شام اور لبنان کا امن وایمان اپنے گھٹیا مقصد کے لئے برباد کریں۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعی اشتعال انگیزی پر یہودی لبنان کو تباہ و برباد کر دیں، لبنانی عوام اور بچوں کے خون سے ہولی کھیلیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ ایرانی شیعہ نئے روپ میں فریب و دھوکہ دہی سے ہمیں یہ باور کرائیں کہ وہ مزاحمتی تحریک ہیں۔ حالانکہ وہ سرِ عام دن دیہاڑے سب کے سامنے امریکی اور یہودی منصوبوں کی تکمیل کی راہیں ہموار کر رہے ہیں ہم یہ کبھی قبول نہیں کریں گے کہ کسی وقت ہمارے عراقی مسلمان بھائیوں کے قتل وغارت سے اور شیعی جرائم سے ہماری نظریں ہٹائی جاسکیں۔

ہم یہ بھی قبول نہیں کریں گے کہ یہ گھناؤنی کاروائی شیعی ایٹمی بم بنانے کے لئے وقت کے حصول کے لئے استعمال کی جائے، جو کہ بننے کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال ہوگا۔ یہ خبیث شیعی بم مسلمانوں کے اموال، عزتوں اور پراپرٹی کی تباہی کے لئے ہی استعمال ہوگا۔

پوری تاریخ کی ورق گردانی کر لیجئے آپ کو کوئی ایک جنگ بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں ایرانی شیعہ نے یہودیوں یا ''شیطان اکبر''امریکہ کے خلاف معرکہ آرائی کی ہو۔پوری تاریخ میں ایسا ایک لفظ بھی نہیں مل سکے گا بلکہ تاریخی اوراق پر یہ لکھا ملے گا کہ ایران عراق جنگ کے دوران امریکہ اور اسرائیل سے جنگی اسلحہ حاصل کرتا رہا جسے رسوائے زمانہ ''ایران گیٹ''کا نام دیا جاتا ہے۔

یہی وہ ایران ہے جو آج نئے شیعی صفوی توسیعی منصوبے کو چلا رہا ہے۔یہ ایران ہی ہے جو امریکہ کو عراق کے خلاف ابھارتا ہے اور اب امریکی قبضے کے استمرار کے لئے ہر طرح کی خدمت بجالا رہا ہے۔

یہ ایران ہی ہے جو حزب اللہ کو لبنانی تباہی اور امن وامان کو غارت کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے۔یہ ایران ہی ہے جس کی للچائی نظریں مسلسل خلیج عرب پر جمی ہوئی ہیں۔یہ ایران ہی ہے جس نے عرب امارات کے تین جزائر پر ظالمانہ قبضہ کر رکھا ہے۔یہ ایران ہی ہے جو فلسطینی تحریکوں کو اپنے مقاصد کے لئے جب چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے استعمال کرتا ہے اگرچہ عربی اور اسلامی علاقوں کا امن وامان غارت ہی ہو جائے۔

۳۔ اس آخری نکتے میں میں ہم مسلمانوں کے زخموں پر مرہم رکھنے اور ناامیدی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ اس طرح کہ اگرچہ یہ واقعات سخت اذیت ناک اور تکلیف دہ ہیں لیکن شاید کہ یہ واقعات وحادثات روشن صبح کی نوید لے کر آئیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز مجرموں کی رسوائی اور ذلت میں اضافہ ہو رہا ہے۔اور موحد مومنوں کے موقف اور سچائی اور ثابت قدمی کو پذیرائی مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے پہلے اس قسم کی آزمائشوں کا آنا لازمی بات ہے۔جس میں سچے مومن،کافروں اور منافقوں سے ممتاز ہو جائیں اور جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے وہ الگ ہو جائیں تاکہ جو ہلاک و برباد ہونا چاہتا ہے وہ دلائل کے ساتھ برباد ہو اور جو زندہ رہے وہ دلائل کو جان کر زندہ رہے۔

موجودہ حالات اسی طرف جا رہے ہیں۔اس تمیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت نہیں آتی۔ایک چیز اور ہے جو دِلوں میں آس کے دیئے جلاتی ہے اور مجرموں کے خوف رُعب اور مکر وفریب کو دور کرتی ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ(الانفال:36)

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ وہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکیں تو وہ ابھی (اور) مال خرچ کریں گے، پھر وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگا، پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اگر جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔"

عین ممکن ہے کہ یہ حادثات کے شعلے جو رافضی شیعہ نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے بھڑکائے ہیں یہ انہی کے گلے پڑ جائیں اور ان کے مجرمانہ منصوبوں کے خاتمے کی ابتداء بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ تو یہی ہے کہ بقا حق اہل حق کے لئے ہے اور باطل اور اہل باطل مٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ، فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (الانبیاء:18)

"بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا سر پھوڑ دیتا ہے۔ پھر یکایک وہ (باطل) ملیامیٹ ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے ان باتوں کی وجہ سے ہلاکت ہے جو تم بناتے ہو۔"

نیز ارشاد ربانی ہے۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ (الرعد:17)

"اللہ اسی طرح حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے چنانچہ جو جھاگ ہے تو وہ سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز انسانوں کو فائدہ دیتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔ اللہ اس طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔"

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو اہلِ حق میں شامل فرمائے اور اہلِ حق کا مددگار بنائے۔ اُمت محمدیہ کا یہ رشد و ہدایت والا معاشرہ مضبوط و مستحکم ہو جس میں اُمت محمدیہ کا دوست عزت دار ہو اور اس کا دشمن ذلیل و رسوا ہو۔ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

تحریر: پروفیسر عبدالعزیز ناصر الجلیل

تاریخ: 29/6/1427ھ

بیت المقدس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والا کوئی شخص بیت المقدس کو ہر گز آزاد نہیں کرا سکتا۔

تحریر: پروفیسر محمد البراک

آج اُمتِ مسلمہ اشتعال انگیز جنگوں میں گھری ہوئی ہے جن کا شر و فساد چار سو پھیلا ہوا ہے۔ ان جنگوں نے امت مسلمہ کا نظام بکھیر کر رکھ دیا ہے اور اس اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ شر انگیز خونی جنگیں کافر و فاجر قوم کی قیادت میں لڑی جا رہی ہیں جو مومنوں کے ساتھ کسی رشتہ داری یا عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔

آج فلسطین کی مبارک سرزمین زخموں سے چُور چُور ہے۔ اس کی صبح اور شام دردناک اذیتوں، غمناک تصاویر، رنج والم میں ڈوبے مناظر، معصوم بچوں کی چیخ و پکار، ہر طرف ظلم و ستم کی آوازوں، دکھی ماؤں کی چیخوں اور یتیم بچوں کی آہوں اور سسکیوں میں ہوتی ہے۔

اس کے لیل و نہار صفوں میں رکھے دور تک پہلے کفنوں، جنازوں، منہدم شدہ گھروں، عزتوں کی محرومی پر ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے ہولناک حادثات ہو رہے ہیں، جنہیں دیکھ کر سن کر دل خون کے آنسو روتا اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ہولناکی اور دہشت سے دِل کانپ اٹھتے ہیں۔

دجلہ اور فرات کی سرزمین اللہ کے سامنے اپنے دکھوں کی داستان سجائے ہے۔ وہ چکی کے دو پاٹوں میں بُری طرح کچلی جا رہی ہے۔ ایک طرف حملہ آور ظالم یہودی ہیں تو دوسری طرف دشمنی میں غرق رافضی شیعہ ہیں۔

فلسطینیوں کے گھر برباد کر دیئے گئے ان کی مساجد گرادی گئیں اور ان کی عزتوں کو تار تار کر دیا گیا ہے۔ ان کے مال و جان کو لوٹ لیا گیا ہے اور ان کے گھروں میں صلیبی جھنڈے لہرا دیئے گئے ہیں۔

یہ حادثات مسلمانوں کو پکار پکار کر مدد کے لئے بلا رہے ہیں۔ چیخ چیخ کر انہیں اپنی مدد کے لئے نکلنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔
کوئی ہے جو اس مظلوم پکار کا جواب دے؟

کوئی ہے جوان خون آلود معذوروں کی فریاد رسی کرے؟

احل الکفر بالاسلام ضیما

یطول به علی الدین النحیب

فحق ضائع وحمی مباح

وسیف قاطع ودم صبیب

وکم من مسلم امسی سلیبا

ومسلمة لها حرم سلیب

وکم من مسجد جعلوه دیراً

علی محرابه نصب الصلیب

امور لوتاملهن طفل

لشار فی مقاومة المشیب

اتسبی المسلات بکل ثغر

وعیش المسلمین اذا یطیب

اما لله والاسلام حق

یدافع عنه شبان وشیب

فقل لذوی البصائر حیث کانوا

اجیبوا الله ویحکموا اجیبوا

۱۔ کفر نے اسلام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے ہیں۔ شرافت نجابت کے دین پر حملہ آور ہو گیا ہے۔
۲۔ حقوق ضائع ہو رہے ہیں، گھروں کو لوٹا جا رہا ہے۔ تلواریں کاٹ رہی ہیں اور خون سیل رواں کی طرف بہہ رہا ہے۔
۳۔ کتنے ہی مسلمان مرد لٹ گئے ہیں اور کتنی ہی مسلمان عورتوں کے گھر چھین لئے گئے ہیں۔
۴۔ ایسے ایسے دہشت ناک واقعات ہو رہے ہیں کہ اگرچہ بچہ بھی ان پر غور کرے تو اس کے بالوں میں بڑھاپا آ جائے۔
۶۔ کیا اسی طرح ہر سرحد پر، مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا جاتا رہے گا؟ کیا اس حال میں مسلمان خوشگوار زندگی گزار سکیں گے؟
۷۔ خبردار اللہ اور اسلام کا بھی حق ہے۔ مسلمان نوجوان اور بوڑھے اس کا دفاع کب کریں گے؟
۸۔ ہر اہلِ بصیرت و عقل و دانش کو کہہ دو کہ وہ جہاں بھی ہوں، اللہ کے حق کے دفاع کے لئے آ جائیں۔
اے حکمرانو! تم بھی اس پکار پر لبیک کہو۔

اِن خونی حادثات کے سمندر میں، پے در پے دکھوں اور مصیبتوں اور دہشت ناک پریشانیوں میں مسلمان اس دردناک صورتِ حال سے نکلنے کی راہ تلاش کر رہے ہیں۔ کسی نجات دہندہ کی راہ تک رہے ہیں جو انہیں ذلت و رسوائی سے نکالے، کسی رہنما کا انتظار کر رہے ہیں جو ظلم و طغیان کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھے، دشمنوں کے حملے کو روکے اور بہتے خون کی ندیاں بند کر سکے۔

اِن حالات میں جبکہ مسلمانوں کی پریشانیاں اور مشکلات چاروں طرف سے انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ بہت سارے لوگوں کو اصل معاملے کی خبر نہیں ہو پا رہی ہے۔ وہ دوست اور دشمن میں فرق نہیں کر پا رہے۔ وہ جس شخص کو ذلیل و رسوا کرنا ہوتا ہے اسے عظمت و شرف دیدیتے ہیں اور جو بلندی کا حق دار ہوتا ہے اسے پستیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔

جب صبح روشن ہو گی اور ہر معاملہ صاف دکھائی دینے لگا تو وہ ندامت و شرمساری سے اپنی انگلیاں چبائیں گے مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ ہمیں شاعر و ادیب احمد شوقی کا وہ قصیدہ نہیں بھولنا چاہئے جو اس نے مصطفی کمال اتاترک کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے لکھا تھا۔ اس نے اسے انقرہ کا تاج قرار دیا تھا اور آستانے کو عزل کرنے والا قرار دیا تھا۔ یعنی کمال اتاترک کا تاج اور سلطنت و خلافت کو ختم کرنے والا قصیدہ۔ جب اتاترک نے یونان کے ساتھ اپنی ڈرامائی جنگ کا دعویٰ کیا تو احمد شوقی نے اپنے مشہور شعر کہتے تھے

الله اکبر کم فی الفتح من عجب

یا خالد الترك جدد خالد العرب

یوم کبدر فخیل الحق واقصة

علی الصعید وخیل اللہ فی السحب

''اللہ اکبر، فتح میں کتنے عجوبے ہیں۔اے ترکی خالد، عربی خالد بن ولید کی یاد اور اس کے کارناموں کی یاد تازہ کردے۔ جنگ بدر کی تاریخ دہرادو، حق کے گھوڑے میدانِ جہاد میں محوِ رقص ہیں اور اللہ کے گھوڑے میدان میں موجود ہیں۔

لیکن جب احمد شوقی کو معلوم ہوا کہ ترکی خالد نے عربی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کرنے کی بجائے عربوں اور ترکوں کی عظمت وشان کو مٹا کر رکھ دیا تو وہ سخت نادم وشرمندہ ہوا۔

اس سے بھی بڑھ کر افسوس ناک بات یہ ہے کہ اِن مشکل حالات میں لوگ ہر چیخنے والے کی آواز پر کان دھر لیتے ہیں اور ہر نااہل ،کم عقل وبے بصیرت شخص امت مسلمہ کے بڑے بڑے مسائل میں رائے زنی کرتا دکھائی دیتا ہے۔اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں بلکہ کتاب وسنت کی روشنی سے منور داعیان حق کو لوگ مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔

حالات کتنے ہی دگرگوں کیوں نہ ہوں،اور معاملات کیسے ہی بگڑے ہوں۔ گمراہی کے داعیان کتنے ہی مستعد اور مصروف عمل ہوں،اہل حق پر واجب ہے کہ وہ دین حق کی تبلیغ پُر زور طریقے سے کریں اور حق کو واضح کریں اگرچہ لوگ اہلِ باطل داعیان اور ان کے مؤیدین سے کتنے ہی متاثر کیوں نہ ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ(الانعام:55)

''اور ہم اسی طرح آیات کی تفصیل بیان کرتے ہیں تاکہ مُجرموں کا راستہ بالکل واضح ہو جائے۔''

یعنی ہم آپ کو توحید ورسالت کے معالم سے خبردار کریں گے اور عقیدے کی بنیادوں سے باخبر کریں گے تاکہ آپ کو حق وباطل ،اور ہدایت وگمراہی میں فرق معلوم ہو جائے۔

اسی لئے ہر داعی،عالمِ دین اور طالب علم پر لازمی ہے کہ وہ لوگوں کو عقائد اور مذہب کے قواعد وضوابط کی تعلیم دے۔

بلاشبہ فلسطین اور لبنان میں یہودی بربریت ایسی ننگی جارحیت ہے جسے کوئی مذہب یا عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ کوئی صاحب ضمیر اس پر راضی ہو سکتا ہے۔ لیکن کلمۂ حق کہنا اور گمراہ کرنے والے داعیان سے ڈرانا اور بچانا بھی بہت ضروری ہے۔ ایسے داعیان جو خوشنما بینرز اور جھنڈے لہراتے نظر آتے ہیں جبکہ ان کے سینے کفر و عداوت سے جوش مار رہے ہوتے ہیں، وہ اہل حق کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مسائل کو سمجھنے کی ایک غلطی یہ ہے کہ جب کسی شخص کو رافضی شیعہ سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ اسے یہودیوں کی حمایت سمجھنے لگتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ ڈرانے والا شخص یہودیوں کا دوست ہے یا یہ شخص یہودیوں کے ظلم و بربریت پر خوش ہے جو بلا تفریق معصوم بچوں، بوڑھوں اور کمزور عورتوں کو قتل کر رہے ہیں۔

اور وہ سمجھتا ہے کہ اس شخص کو بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کے کٹے پٹے اعضاء اور بہتے خون پر کوئی دکھ اور صدمہ نہیں ہے۔

یہ نہایت غلط سوچ ہے کیونکہ اسلام نرم دلی رحمت اور شفقت کا دین ہے۔ دینِ اسلام نے اپنے پیروکاروں پر حرام کیا ہے کہ وہ اپنے دشمن کے ساتھ جنگ میں غیر جنگجو افراد کو قتل کریں یا ان پر ظلم ڈھائیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کا نام لے (جہاد پر) روانہ ہو جاؤ، اللہ کی توفیق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر روانہ ہو جاؤ۔ کسی بوڑھے آدمی کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے، شیر خوار اور عورت کو قتل نہ کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور نہ اسے اپنے پاس جمع کرنا، اصلاح کا کام کرنا اور نیکی کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ ہم ایک غزوے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز کے گرد جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ آؤ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں۔ اس نے آکر بتایا کہ یہ لوگ ایک مقتول عورت پر جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عورت جنگجو تو نہ تھی (پھر کس لئے قتل کر دی گئی) وہ فرماتے ہیں۔ جنگ کے ہراول دستے کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ذریعے انہیں پیغام بھیجا کہ خالد سے کہو کسی عورت یا غلام (نوکر) کو ہرگز قتل نہ کرے۔

یہ ہیں اسلام کی رحمدلانہ تعلیمات جو دشمنوں سے بھی نرمی کا سلوک کرنے کا حکم دیتی ہیں۔اس لئے کافروں کا کفر ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم دشمن پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھیں اور ان کو جس طریقے سے چاہیں قتل کریں۔اس لئے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور اہلِ دین کو اذیتیں دیتے ہیں، لیکن وہ جنگ میں شریک نہیں ہوتے تو ایسے لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

حزب اللہ اور شیعہ سے بچنا ہر اس شخص پر واجب ہے جو عقیدہ توحید کو جانتا ہے خصوصاً اس دور میں جبکہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ان کے عقائد سے جاہل ہونے کی بنا ان کے دھوکے میں پھنس چکی ہے۔جب وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے محافظ ہیں، اسلام اور عقیدۂ توحید کی خاطر وہ جنگ لڑ رہے ہیں اور دینِ اسلام کی مدد کر رہے ہیں تو حق اور باطل خلط ملط ہو جاتا ہے۔ان کے باطل شعارات سے بہت سے لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور بعض اوقات بعض جاہل ان کے کفریہ شرکیہ عقائد کو صحیح سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی تعریف کرنے لگتے ہیں۔

جن حالات میں ہم جی رہے ہیں، ان میں ایک عالم ربانی کا قصہ یاد کرنا بھی سود مند ہوگا جس نے رافضی عبیدی حکمران المعز کے سامنے کلمۂ حق نہایت جرأت مندی کے ساتھ ادا کیا۔اس نے رافضیوں کے خوشنما پُر فریب شعارات سے دھوکہ کھائے بغیر، ان کی سخت سزاؤں کی پرواہ کئے بغیر ان کے نام نہاد جنگجوؤں سے خوف کھائے بغیر کلمہ حق ادا کیا تھا اور اس سلسلے میں کسی لگی لپٹی کی پرواہ نہ کی، حتیٰ کہ اس جرأت کی جزا زندگی کی قربانی کی صورت میں قبول کر لی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عبیدی شیعی حکمران المعز کے حالاتِ زندگی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔المعز جس کا دعویٰ تھا کہ فاطمی ہے۔جب وہ اسکندریہ آیا تو شہر کے معززین سے ملا۔اس نے انہیں بڑا بلیغ خطبہ دیا جس میں کہا کہ وہ ظالم سے مظلوم کا حق لے کر رہے گا۔اور اپنے نسب نامے پر بڑا فخر و غرور کیا۔اور کہا کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عبیدیوں اور فاطمیوں کے ذریعے سے امت اسلامیہ پر بڑا رحم کیا ہے۔حالانکہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر رافضیت میں غرق تھا۔

جیسا کہ قاضی باقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔"عبیدیوں کا مذہب خالص کفر ہے اور ان کا اعتقاد رافضیت ہے۔اسی طرح اس کے عوام اور اس کے مددگاروں اور دوستوں کا عقیدہ اور مذہب ہے۔اللہ ان سب کو غارت کرے۔

المعز نے اپنے سامنے اس دور کے زاہد، عابد، ورع اور متقی عالم ربّانی ابو بکر النابلسی رحمہ اللہ کو حاضر کیا اور کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم کہتے ہو اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو میں رومیوں کو نو تیر ماروں گا اور مصری عبیدی حکمرانوں کو دسواں تیر ماروں گا۔

امام صاحب نے جرأت سے جواب دیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ بادشاہ نے سمجھا کہ امام صاحب نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ لہٰذا پھر پوچھا تو آپ نے کیسے کہا تھا؟

امام صاحب نے فرمایا میں نے کہا تھا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نو تیر تمہیں ماریں پھر دسواں تیر بھی تمہیں ہی مار دیں۔

بادشاہ نے پوچھا۔ وہ کیوں؟

امام صاحب نے جواب دیا۔ وہ اس لئے کہ تم نے امت اسلامیہ کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، صالحین کو قتل کر دیا ہے، نور الٰہی کو بجھانے کی کوشش کی ہے، اور ایسے مقام و مرتبے کے دعویدار بن گئے ہو جو تمہارے لائق ہی نہیں ہے۔

یہ جواب سن کر بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ کل امام صاحب کو تمام لوگوں کے سامنے بطور مُجرم پیش کیا جائے، اگلے دن شدید ترین کوڑے مارے جائیں گے، پھر تیسرے دن ان کی کھال اُتارنے کا حکم دیا۔

لہٰذا ایک یہودی کو کھال اتارنے کے لئے لایا گیا جبکہ امام صاحب اس دوران قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے رہے۔

وہ یہودی کہتا ہے۔ مجھے امام صاحب پر بڑا ترس آیا۔ پھر جب میں ان کے دل تک پہنچا تو میں نے ان کے سینے میں چھری گھونپ دی جس پر وہ فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ

انہیں شہید کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ انہی کی طرف بنو الشہید (شہید کے بیٹے) کی نسبت ہے۔ اہل نابلس میں آج تک ان کی اولاد اپنی نسبت ان کی طرف کرتی ہے اور ان میں آج بھی خیر و برکت باقی ہے۔ (دیکھئے: البدایۃ والنھایۃ: 11/322)

فلسطین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص فلسطین کو آزادی دلا سکے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے عقیدے کی بنا پر گالیاں بکتا ہو؟

میں کہتا ہوں۔ اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

فلسطین کو آزادی دلا کر اسلامی مملکت بنانا تو انہی لوگوں کا کام ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں، ان کے لئے اللہ کی خوشنودی کی دعائیں کرتے ہیں اور عمر فاروق کی سیرت و کردار کو اپناتے ہیں۔

رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکنے والے، تو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، یہ لوگ امت اسلامیہ کی تباہی و بربادی ہی میں اضافہ کریں گے، ان سے حسرت وندامت کے سوا کچھ حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ جب حالات ان کے موافق ہوں گے تو یہ اپنے خونی نوکیلے دانت امت کو دکھائیں گے اور اس پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

اس وقت یہ لوگ اپنی دشمنی کا اظہار سرِعام کریں گے اور اپنا غیض وغضب اہلِ سنت پر نکالیں گے، اہلِ سنت کی اراضی چھین لیں گے، ان کی عزتوں کو لوٹ کر انہیں گھروں سے نکال باہر کریں گے جیسا کہ آج عراق اور ایران میں ہو رہا ہے۔

اس وقت خواب غفلت کے مزے لینے والے بھی جاگ جائیں گے اور ملت اسلامیہ کے حقوق میں کوتاہی کرنے والے پشیمان ہوں گے لیکن اس وقت تک پلوں کے نیچے سے بہت سارا پانی بہہ چکا ہو گا۔

اس لئے عقیدہ توحید اور کتاب اللہ کے ارشادات پر ایمان رکھنے والے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ مومنوں سے دوستی اور کافروں سے دشمنی کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حزب اللہ اور اس کے قائدین سے براءت کا اعلان کرے اگرچہ اہلِ باطل ان کے کیسے ہی گیت گائیں اور ان کے فضائل میں زمین و آسمان کے قلابے ملائیں۔

ہر توحید پرست کو امام نابلسی ابو بکر رحمہ اللہ کا وہی جواب دہرانا چاہئے جو انہوں نے المعز العبیدی شیعی کو دیا تھا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم لات کے پجاری حزب کو نو تیر ماریں پھر دسواں تیر یہودیوں کو ماریں۔

تحریر: پروفیسر محمد البراک

حسن نصر اللہ، اہلِ سنت مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے
امریکہ اور اسلامی بیداری کی تحریکیں

حزب اللہ کے جنرل سیکریٹری

حسن نصر اللہ کے نزدیک کچھ اسلامی جماعتیں اُمت مسلمہ کے لئے عظیم خدمات سر انجام دے رہی ہیں جبکہ بعض دوسری جماعتیں امریکہ اور اسرائیل کی خدمات میں مصروف ہیں اگرچہ وہ اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں۔

حسن نصر اللہ نے اس بات کی تردید کی کہ ہم متعصب ہیں بلکہ ہم پوری دنیا میں اسلام کا نام لینے والوں کے ہم قدم ہیں، خواہ وہ کوئی بھی تحریک ہو یا شخصیت ہو۔ کچھ ایسی تحریکیں ہیں جو اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں لیکن وہ شیعہ اور مختلف سنی فرقوں کو کافر قرار دیتی ہیں۔ وہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کو قتل کر رہی ہیں۔ ان کا اولین مقصد ہی ہر اس شخص کو قتل کرنا ہے، جو ان کے فکر و نظر اور منصوبوں سے متفق نہ ہو۔

اس نے مزید کہا کہ میں وہابی تحریک کی تحدید و تعیین کر کے کہتا ہوں کہ یہ تحریک بیت المقدس کی آزادی کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہی۔ بلکہ یہ دشمن کے ساتھ معاملات طے کر رہی ہے اور مریکی مفادات کی خاطر اُمت مسلمہ کو فتنوں میں ڈال رہی ہے ۔۔۔۔ ہم تحقیق کرنے والوں سے کہتے ہیں ہم یہ بات ہر گز قبول نہیں کریں گے کہ تم وہابی تحریک کو اسلامی بیداری کی تحریک شمار کرو۔ (الأمان میگزین، شمارہ نمبر 31، 149 مارچ 1995ء)

عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر و اشاعت کے لئے شیعی خفیہ منصوبے کی تفصیل

ایران کے ''اسلامی انقلاب'' کے مرشد اعلیٰ آیۃ اللہ العظمیٰ علی خامنہ ای کی ہدایات اور نگرانی میں نیز شیعی شعار ''علی کے شیعہ غالب ہوں گے'' کے تحت قم شہر میں شیعی مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا تاکہ عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر و اشاعت کو یقینی بنایا جا سکے ،اس اجلاس میں تمام جماعتوں کے قائدین مراجع، حوزات کے لیڈر دینی اور سیاسی قائدین اور باحثین نے شرکت کی۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل سفارشات پر اتفاق کیا گیا ہے۔

① ایک عالمی شیعی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی ہے جس کا نام منتظمہ مؤتمر الشیعی العالمی) عالمی شیعی مجلس مشاورت)ہوگا۔اس کا ہیڈ آفس ایران میں ہوگااور اس کی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ تنظیم کی کمیٹیاں اور ان کے فرائض طے ہوں گے اور مجلس کا اجلاس ہر مہینے ہوگا۔

② ہر ملک کی موجودہ حالت کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور عراق میں ہمارے کامیاب تجربے سے استفادہ کیا جائے گا۔پھر باقی ملکوں میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ان میں اہم ترین سعودی عرب ہے جو وہابی کافروں کا قلعہ ہے۔اُردن ہے جو یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔اسی طرح یمن، کویت، مصر، امارات، بحرین، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ خمسینیہ اور عشرینیہ منصوبوں پر فوری عمل شروع کیا جائے۔(یعنی پنج سالہ اور دس سالہ پلان پر فوری عمل شروع کر دیا جائے۔)

③ پوری دنیا میں تمام تنظیموں اور جماعتوں کی غیر سرکاری عسکری فوج بنائی جائے یہ کام عسکری اداروں میں اپنے افراد داخل کر کے، امن وامان کے اداروں، حساس اداروں میں داخل کیا جائے۔ان کے لئے خصوصی بجٹ مقرر کیا جائے اور انہیں ہمارے سعودی، یمنی اور اُردنی بھائیوں کے تعاون کے لئے تیار کیا جائے۔

④ ہر میدان میں عورتوں کے تمام وسائل اور ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے، تاکہ تمام جغرافیائی اہداف میں انہیں استعمال کیا جاسکے۔تربوی اور تعلیمی نوکریوں کو حاصل کیا جائے۔

⑤ تمام مذاہب اور قوموں کے ساتھ عملی ہم آہنگی پیدا کرنا اور ان سے مکمل فائدہ اٹھانا تاکہ پوری دنیا میں شیعی مقاصد کے حصول میں ان سے مدد لی جاسکے اور ان کے ساتھ نسلی تعصب سے اجتناب کیا جائے تاکہ شیعی مصلحت کو نقصان نہ ہو۔

⑥ عام دینی شخصیات کا قتل اور ان کی صفوں میں جاسوس شامل کرنا تاکہ ان کے منصوبوں کی اطلاع ہو سکے۔

⑦ تمام دینی حوزات اور مراجع کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہانہ رپورٹ اور سالانہ منصوبہ سازی کریں اور مجلس کو آگاہ کریں کہ ان ممالک میں کیا کیا رکاوٹیں پیش ہیں اور کیا کیا کامیابیاں حاصل کی گئی ہیں۔ تشیع کے پھیلاؤ کے لئے مفید تجاویز بھی ارسال کریں۔

⑧ مجلس کے عسکری، اعلامی اور اداری معاملات کے لئے عالمی مالی بینک کا قیام۔ یہ مجلس کے زیرِ تحت کھولا جائے گا جس کی ذیلی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ اس میں حکومتوں، مالدار تاجروں، زکوٰۃ، خمس اور تمام جمعیات اور تنظیموں سے مال جمع کر کے رکھا جائے گا۔

⑨ ایک مرکزی کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو پوری دنیا میں مجلس کے منصوبوں کو مربوط کرے گی اور اس کے امور کو چلائے گی۔

⑩ تمام ممالک، حکومتوں اور جماعتوں کا پیچھا کیا جائے گا اور ان کے خلاف ہر میدان میں جنگ چھیڑی جائے گی خصوصاً اقتصادی جنگ۔ اس میں ایرانی برآمدات کو فروغ دینے اور سعودی، اُردنی شامیاور چینی مصنوعات کا بائیکاٹ کی ترغیب دی جائے گی۔

اسلامی اِنقلاب کی مجلس اعلیٰ کے سیاسی دفتر سے نشر ہوا۔

اختتام

اس مختصر وقت میں جلدی کے ساتھ میں نے یہ مواد جمع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے جو حزب اللہ کے حقیقتِ حال کو منکشف کرنے کے لئے ہے۔ مجھے امید ہے کہ متلاشیان ہدایت کے لئے یہ کتاب رہنما ہو گی۔ ان شاءاللہ۔ اگر میں حزب اللہ کے مکر و فریب اور گمراہیوں کو ان کے اپنے افراد کی زبانی تفصیل سے بیان کرتا تو میرا قلم خوب جولانی میں چلتا لیکن میرے خیال میں میں نے جو کچھ پیش کیا ہے وہی کافی ہے۔ جو شخص تفصیل کا خواہش مند ہو تو وہ دیگر مصنفین کی کتب سے رجوع کرے۔ جن کی اکثریت انٹرنیٹ پر ہے۔ میں یہ بات اس شخص کے لئے کہہ رہا ہوں جو حق کی تلاش میں ہے اور اس کا دل مطمئن ہے۔ لیکن جس شخص نے اس جماعت کی حقیقت سے چشم پوشی کی ہوئی ہے اور وہ صرف، یہودیوں کے خلاف اس کی مکارانہ جنگ ہی کو کارنامہ سمجھ رہا ہے اور دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجا بجا کر اس جماعت کو داد دے رہا ہے اور اپنی اس زبان سے اس جماعت کی تعریفیں کر رہا ہے تو اسے صرف اتنا کہیں گے۔ اے مسکین! تم یہودی ریاست کے خاتمے کی دعائیں کر رہے ہو اور ایک ایسی حکومت کے قیام کی دعائیں مانگ رہے ہو جو اہلِ اسلام اور اہل سنت پر یہودیوں سے بھی زیادہ سخت دشمن ہیں۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد و آلہ وصحبہ أجمعین۔

شیعہ رافضہ کی حقیقت اور ان کی سیاہ تاریخ جاننے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔

1۔ حقیقة المقاومة (تحریک مزاحمت کی حقیقت) تالیف: عبدالمنعم شفیق۔

2۔ خیانات الشیعة وأثرها فی هزائم الأمة الاسلامیة (شیعہ کی خیانتیں اور امت مسلمہ کی شکست میں ان کے اثرات) عماد حسین۔

3۔ أثر الحرکات الباطنیه فی عرقلة الجهاد ضد الصلیبیین / یوسف الشیخ عبد (باطنی شیعہ تحریکوں کا یہودیوں کے خلاف جہاد کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا)

4۔ وجاء دور مجوسی (مجوسی دور واپس آگیا) عبدالغریب۔

5۔ (أمل) والمخیمات الفسلطینة (شیعی تنظیم اَمل اور فلسطینی پناہ گزین کیمپ) مؤلف: عبداللہ الغریب۔

6۔ أحوال أهل السنة فی ایران (ایران میں اہل سنت کے حالات) عبداللہ الغریب

7۔ الخمینی والوجه الآخر (خمینی کا دوسرا چہرہ) زید العیص۔

8۔ الاعتدائات الباطنیه علی المقداست الاسلامیه (اسلامی مقدس مقامات پر شیعہ باطنیہ کے ظلم) کامل الدقس۔

9۔ پروتوکولات آمات قم حول الحرمین (قم کے علماء کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق خفیہ سازشی منصوبے) عباالله الغفاری۔

10۔ الصفدیون والدولة العثمانیة (دولت عثمانیہ کے خلاف شیعوں کا کردار) مؤلف: علی عطرجی۔

11۔ الخمینیة ورثیة الحرکات الحاقدة۔ ولید الأعظمی۔

12۔ حتی لاتنخدع (تاکہ ہم دھوکہ نہ کھا سکیں) عبداللہ الموصلی۔

13۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ الشیعة والتشیع 2۔ الشیعه والسنة 3۔ الشیعة والقرآن. وغیرہ

☆☆☆

Don't Forget Us in Your Prayers

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

www.muwahideen.true.ws

حسن نصر اللہ کی ایران اور ایرانی حکمرانوں کے ساتھ والہانہ محبت کے مناظر

[جو کسی تبصرے کے محتاج نہیں]

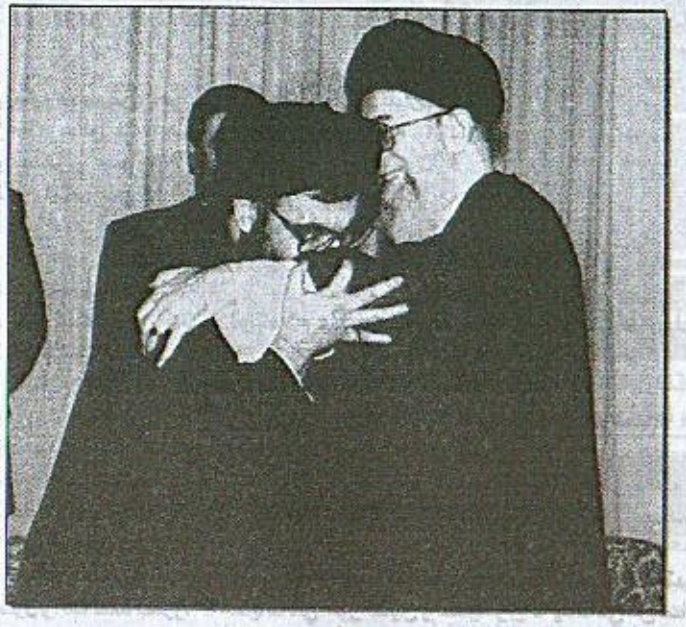

ایرانی نائب رئیس محمد علی ابطحی کا اعترافِ حقیقت

"اگر ایرانی حکومت کی خصوصی امداد شامل نہ ہوتی تو کابل اور بغداد کبھی فتح نہ ہوتے۔"

ابطحي:
لولا إيران لما سقطت كابول وبغداد !!

بدور إيران في إسقاط الحكومات في أفغانستان والعراق !!

شیعہ امامیہ کے مراجع علماء اور امریکی یہودی اراکین کے محبت والفت کی گہری داستان

کویت میں شیعی مرجع المہری، سنی تحریک حماس کو ہر قسم کی امداد دینا حرام قرار دیتا ہے

حركة حماس

حركة حماس تعتبر المجرم القرضاوي رمزا لمقاومة الاحتلال فمن هجوماً عنيفاً على المعتدين على القرضاوي وصوره بقلم المهري: «حرام حرام حرام» إنفعله قبس واحد لحماس الشاعرة للإرهاب فمن اطلاعة السيد محمد باقر الصيصوت المهري هجوماً عنيفاً على الذين يشاركون على أبوصعب القرضاوي وصوره بأنه يظل ويتمجد مؤكداً في بيان صدر عن مكتبه قبس في القرضاوي هو رأس الفكر والإرهاب. وأكد: في الوقت الذي يعيش الأمة الإسلامية والشعب العراقي والعالم اجمع فرحة وغبطة قبل المجرم الكبير الكافر القبس أبوصعب القرضاوي التقيم نرى ان حركة حماس وجماعات اسلامية في الكويت تعتبر هذا المجرم بطلاً وشهيداً مسلماً وفي عمليات الإرهابية عمليات جهادية في سبيل الله وفي خط هذا المعلوم سوف يستمر قال: احدهم في الكويت لا تستمتعوا القرضاوي والجهاد يستمر حتى قيام لساعة وقال: في القرضاوي احد المجاهدين وانه ليس بكافر وقد حرض لجوت القرضاوي مؤكداً ان الله سيقيض لهذه الامة من يجدد لها امر دينها ويقول أمر أرعبني وحز في نفسي بما جاءنا به وفي الوقت سوف اللهم أجرنا في مصيبتنا مع الأسف ان هؤلاء يعيشون في الكويت بلد الحرية والديمقراطية وبلد يؤكد على الوسطية والاعتدال والحكومة الكويت خصمت خمسة ملايين لتعزيز هذه الحالة وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية والمسؤولون لهذا لا يحاسبون هؤلاء ولا يوقفون هذه الأفكار الإرهابية المتطلة التي بدأت تنتشر مؤخراً واستشهد المهري بالبيان الذي صدر عن حركة حماس الذي نعت فيه الإرهابي القرضاوي وأعاد إلى الأذهان موقف هذه الحركة المهدد للمقاومة مدام حسين عندما غزا داخل الكويت، وكذلك عندما عبرت عن حزنها بعد اعتقال المقاومة عندما وصفت ذلك بأن الفئة للعرب والمسلمين، وكذلك طالب السيد المهري الحكومة الكويتية ومعني الحكومات الإسلامية بعدم دعم هذه الحركة التي تؤيد صدام والقرضاوي وتشجيع الإرهاب والإرهابيين وتقول «حرام حرام حرام» شرعاً ان يعطي المسلم الشريف فلساً واحداً لهذه الحركة.

قتل و تشريد الفلسطينيين في العراق. فهل هذه هي نصرة القضية الفلسطينية و تحرير بيت المقدس الذي يزعم الشيعية الإمامية السعي لتحريره من الاحتلال!

الحرية

رسالة إلى حوائجه من اللاجئين الفلسطينيين في العراق

• نحن نتعرض يومياً للقتل والاعتقال والتهجير والحصار الاقتصادي
• الميليشيات الطائفية وقوات الجيش والشرطة الحكومية وقوى خارجية تشارك مع قوى الاحتلال في عمليات القتل والاعتقال بحق اللاجئين الفلسطينيين في العراق
• نريد منكم أماً لأطفالنا إلى دون تشتق عودتنا إلى ديارنا فلسطين

التي قوى كانت مؤتمر الأمين العام للجبهة الديمقراطية لتحرير فلسطين رسالة من أبناء شعبنا الفلسطيني اللاجئين في العراق، تشرح أوضاعهم المأساوية، والمجازر التي يتعرضون لها، وتطالب بحل معاناتهم وتأمين مسكن آمن لهم، إلى حين تمكنهم حقهم إلى وطنهم فلسطين وفيما يلي نص الرسالة:

قوى المناضل الأمين العام للجبهة الديمقراطية لتحرير فلسطين المحترم

تحية الرفاق

يبلغ 25000 ألف لاجئ فلسطيني مقيم في العراق منذ عام 1948 فقد أكثر بعد المذكرة أنهم ساهمتكم الكريمة في إيجاد حل لأوضاعنا المأساوية في العراق، لاسيما وأكثر من مأتين المناضلين مائة أكثر من نصف قرن فترتم تقسم النضال من أجل شعبنا العظيم لتحقيق أهدافه في العودة وإقامة دولته المستقلة وعاصمتها القدس.

الرفيق العزيز:

منذ الاحتلال الأمريكي العراق 2003 ونحن نتعرض يومياً للقتل والاعتقال والتهجير والحصار الاقتصادي وشارك قوى الاحتلال في تلك الميليشيات الطائفية، وقوات الجيش والشرطة الحكومية وقوى خارجية حيث:

• بلغ عدد الذين استشهدوا أكثر من 50 من شباب ورجال ونساء.
• مازال عدد كبير من اللاجئين الفلسطينيين في العراق رهن الاعتقال في السجون الأمريكية والعراقية.
• مازال عدد كبير من اللاجئين الفلسطينيين في العراق مفقوداً ولا يعرف مصيره.
• المنظمات التنظيمات الفلسطينية صادر وبالقوة وحتى قسامهم قوة القوات الأمريكية والعراقية.
• تكرر هجوم الميليشيات على التجمعات الفلسطينية وتم قتل أكثر من 11 مواطن فلسطيني.
• مازال طرد العوائل الفلسطينية من مساكنهم الخاصة ومحلاتهم سكن.
• طرد العديد من السوقيين الفلسطينيين من مواقعهم.
• قتل العديد من الفلسطينيين عند مراجعتهم المؤسسات المسموح للاستلام وتأكد خطواتهم.
• مازال التنظيم صادر التجمعات أو الأفراد الفلسطينيين بضرورة ترك منازلهم وإلا سوف يقتلون.

خمینی کا حسن نصر اللہ کے نام اتھارٹی لیٹر

کہ حسن نصر اللہ لبنان میں خمینی کا وکیل بن کر مالی معاملات اور شیعہ کے معاشرتی مسائل حل کرے گا۔

«التفويض» «تفويض الخميني في أخذ الأموال وغيره»
الزمان: ١٣٦٠ هـ س. /١٤٠١ هـ ق.
المكان: طهران. جماران.
الموضوع: التفويض في الأمور الحسبية والشرعية.
المخاطب: سيد حسن نصر الله - لبنان.

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين. والصلاة والسلام على محمد وآله الطاهرين. ولعنة الله على أعدائهم أجمعين. وبعد:
حجة الإسلام الحاج السيد حسن نصر الله دامة إفاضاته
فأنك من طرفنا مأذن في التصرف في الأمور الحسبية والشرعية ومظالم العباد والزكوات والكفارات وصرفها في مصارفها المقررة الشرعية.
وكذا في السهمين المباركين «الإمام الغائب» وصرفها لشخصكم مقتصدا في ذلك. وما زاد فلكم صرف نصفها للسادات العظام - كثر الله أمثالهم - وفي نشر الدعوة المقدسة. وإرسال النصف الثاني إلينا.
«وأوصيه - أيده الله تعالى - بما أوصى به السلف الصالح من ملازمة التقوى والتجنب عن الهوى و التمسك بعروة الاحتياط في أمور الدين والدنيا، وأن لا ينساني من صالح دعواته».
والسلام عليه و على إخواننا المؤمنين ورحمة الله و بركاته.

روح الله الموسوي الخميني

''اتھارٹی لیٹر'' زکوٰۃ صدقات وغیرہ جمع کرنے کے لئے خمینی کا اتھارٹی لیٹر۔

نجف کے شیعی علماء السیستانی اور الحکیم نے امریکی قابض فوج کے خلاف جنگ نہ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ الوطن اخبار کی رپورٹ

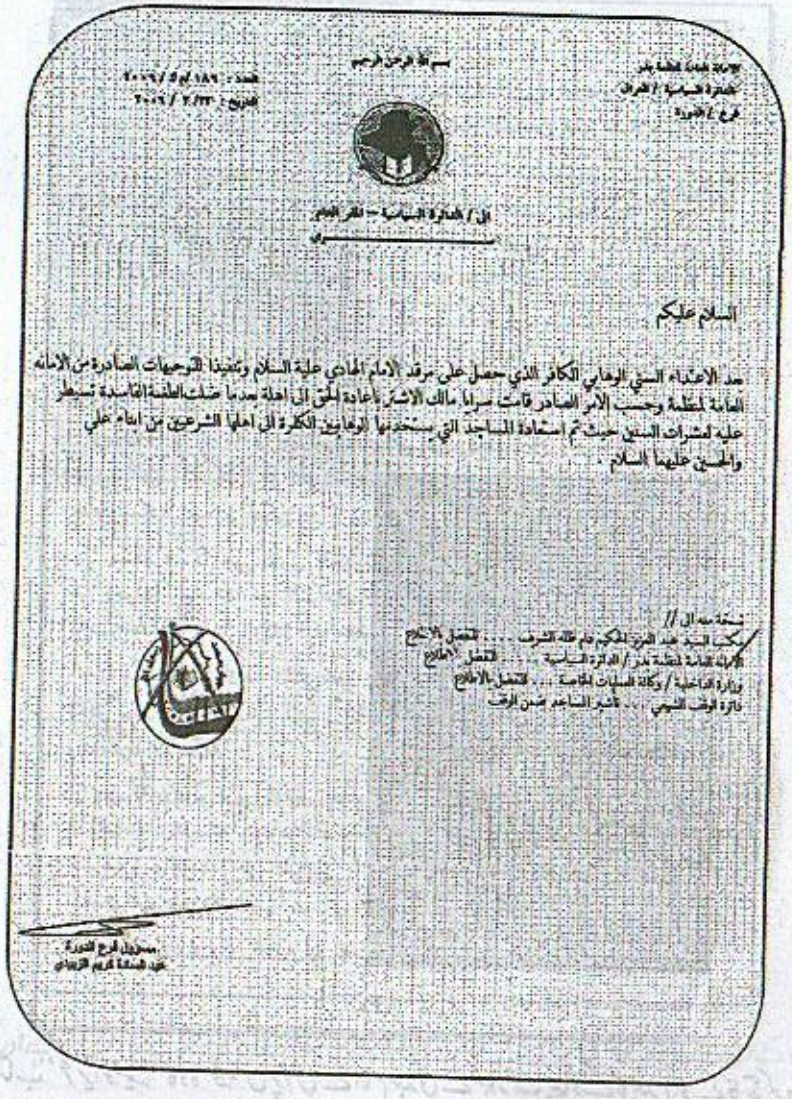

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العدد : ١٨٩ لیوم / ٢٠٠٦
التاریخ : ٢/٢٣ / ٢٠٠٦

الامانة العامة للعتبة العلوية
العمارة الشرعية / العراق
فرع / العمارة

الى / العمارة الشرعية – المقر العام
النجف الاشرف

السلام علیکم

بعد الاعتداء السني الوهابي الكافر الذي حصل على مرقد الامام الهادي عليه السلام وتنفيذا للتوجيهات الصادرة من الامانة العامة للعتبة وحسب الامر الصادر قامت سرايا مالك الاشتر باعادة الحق الى اهله بعدما ضلت الطغمة الفاسدة تسيطر عليه لعشرات السنين حيث تم استعادة المساجد التي يستخدمها الوهابيين الكفرة الى اهلها الشرعيين من ابناء علي والحسين عليهما السلام .

نسخة منه الى //
مكتب السيد عبد العزيز الحكيم دام ظله الشريف ... للعلم والاطلاع
الامانة العامة للعتبة المقدسة / الدائرة السياسية ... للعلم والاطلاع
وزارة الداخلية / وكالة الصلاحيات الخاصة ... للعلم والاطلاع
دائرة الوقف الشيعي ... لاشعار الساجد ضمن الوقت

مسؤول فرع الثورة
عبد الصاحب كريم الزيدي

عراق میں سنی مساجد پر قبضے کے لئے شیعی قیادت کے خفیہ حکم نامے کی نقل

الوطن

الاثنين 31 يوليو 2006

الأولى

بعثوا بأطباء يمثلون السيستاني لحفظ نظام المدينة ووضع الصدر الحضري
مرجع النجف يحاول منع قتل الأمريكيين ويعزز دور المرجعية في النجف

فيما يعد مدينة النجف مسرحا لتداعيات حرب جديدة تشنها سرايا المقاومة، أكدت المرجع الشيعة في اجتماع حضره يمثلون فيه آية الله السيستاني في النجف أمس، معارضتهم لقتال ضد الوجود الأمريكي في العراق وقال تصريح على التلفزيون ينقلها يوم آية الله باسم النجفي الذي تم بمقتضى الاجتماع الذي شارك به السيستاني وآية الله محمد سعيد الحكيم وآية الله محمد اسحق الفياض.. إن المرجعية سعت وسعى بكل ما توفرت من قوة في نهاية الكفاح، وستبقى ضمن الحلول السلمية وفي حال استطاعتها للسكون عند أمر آخر ولا تعلم ما إذا ستستمر المرجعية في وقتها الحاضر في دورها.

وأكد النجفي وشخص قائلا بصلاحيات قوم في الاتصال الذي يترك الحرية لمقرها وهذه الاجتماعات التي ملكت بمنع الأمريكيين باحد مهمة.

وقال المتحدث باسم السيستاني حامد الخفاف إن المرجعيات الدينية بعثت توضيح في النجف وتعزيز دور المرجعية في تنظيم دور المدينة واعادة الاستقرار ما مدينة النجف. وأعلن محافظ النجف عدنان الزرفي أن التشريع سيطرح يوم الثلاثاء المقبل 10 آلاف في غضون أيام قليلة في مساجد مقدس العصر التاسع عبد الهادي الفرطوسي في عبارة السيستاني نحن لأمة النجف لا نتخلص في بلدنا ما، عصابة لمن جاء الجهاد في نوع سلطته لكل موقف من قرار من هامة تنادي وحكما طلب منهم انهاء القتال قال في قرار منهم ذهب في خلال سنين.

وقام الفريق من وزراء بإنهاء القضية المتعلقة عن هيئة من مرجعيتهم في الموارد الثانية بينا مقتدى الصدر وحمل في طريقهم في الصحن الحيدري. وقال وزير الدولة قاسم داود جيشنا لدعم الطلب لسلام وتهيئة السيستاني.

وقد كانت الحياة تعود إلى المدينة وبدأ الدائرون بالدوائر الحكومية مزاولة أعمالهم ولم تعد تتواجد القوات الأمريكية في المدينة باستثناء موقع واحد شمال المدينة فيما هو يعطي السكان الحد عودتهم في بيوتهم ومحلاتهم التجارية عن مستلزمهم من طلقات الصدر.

وأن حي الصدر والعاصمة بغداد تغيرت نشاطات عنيفة بين القوات الأمريكية ومقاتلي الصدر وقالت التقارير أن 7 من المشتبهين قتلوا وأصيب 50 آخرون كما أعلن الجيش الأمريكي مقتل خمسة مسلحين بقذائف يدوية على الشرقية.

Bookmark

خمینی لعین کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام

کہ آپ ﷺ دعوت وتبلیغ میں ناکام ہوگئے تھے (نعوذ باللہ)

٤٢

العمل الهي، اهدني الذين يحرفون الثورة الاسلامية بالقلم أو القدم
ويشرف جميع أبناء إيران أمام إمام الزمان ـ أرواحنا فداه ـ وأن
ليستطيعوا تحقيق الأهداف الاسلامية. والسلام عليكم ورحمة الله

٦٧٥. خطاب سماحته في مستقبل من أعضاء مجلس الثورة ورئيس الجمهورية

قسم ١٣٥٩/٤/٧ = ١٤٠٠/٨/١٥ = ١٩٨٠/٦/٢٨

بسم الله الر

إن الموضوع الذي قلته البارحة عن الشعارات و الرموز
إلى أن تتضرر إيران بسبب هذه الأوراق مائة مليون تومان، و لن
عمار المؤسسة أو الجمهورية الاسلامية، وإلا فليكتبوا على أوراق
بالاسراف إلى هذا الحد. وقد أعلن أنني إن رأيت في مكان بعد هذ
للمدعي العام في الثورة أن يجلب هذا الشخص و يحاكمه محاك
لأنهم أشد ضرراً للشعب من بائعي الهروين. فعلى المسؤولين أن

أما المسألة الاخرى التي هي أهم مما قبلها هي تصفية
والدوائر، و أن يتخلى غير الصالحين من الدوائر! يجب تشكيل لجنة
أبداً! يجب النظر إلى الذين يعرفون، هل هو الوزير؟ فليأخذوا بيده
أن يقوم بهذه الأعمال! لأن هذا أيضاً هو نفس الطريقة الادارية بتمام

٦٧٦. خطاب سماحته إلى الشعب الايراني بمناسبة الخامس عشر من شهر
شعبان (خطاب لمن الامامة والمنتظرين)

قسم ١٣٥٩/٤/٧ = ١٤٠٠/٨/١٥ = ١٩٨٠/٦/٢٨

بسم الله الرحمن الرحيم

أبارك لجميع المسلمين و للشعب الايراني، هذا العيد السعيد (١٥ شعبان)، فشهر شعبان شهر عظيم، و له في الثالث منه
مجاهد عالم البشرية الكبير، وفي الخامس عشر منه نمي إلى الوجود الامام المهدي المنتظر أرواحنا له الفداء.

إن قضية غيبة الامام هي قضية مهمة تبين لنا أموراً من بينها أنه لم يكن لإنجاز عمل عظيم كهذا ـ و هو تطبيق العدالة
بمعناها الحقيقي في العالم بأسره ـ في جميع بني الانسان أحد ـ سوى المهدي المنتظر سلام الله عليه الذي ادخره الله تبارك و تعالى
للبشر. فكل نبي من الأنبياء إنما جاء لاقامة العدل وكان هدفه هو تطبيقه في العالم، لكنه لم ينجح، و حتى خاتم الأنبياء (ص) الذي
كان قد جاء لاصلاح البشر و تهذيبهم و تطبيق العدالة، فإنه هو أيضاً لم يوفق. وإن من سينجح بكل معنى الكلمة ويطبق العدالة في
جميع أرجاء العالم هو المهدي المنتظر. والعدالة ليست بالشكل الذي يفهمه الناس العاديون بأن تكون قضية تطبيق العدالة في
الأرض من أجل رفاهية البشر فحسب، بل العدالة في جميع مستويات الجوانب الانسانية. فلو انحرف إنسان ما في الجانب العملي
من شخصيته أو النفسي أو العقلي، فإن تقويم هذا الانحراف هو خلق العدالة في الانسان. لذا فإن ذلك يعني أن هذا العبد عبد الامام
المهدي المنتظر ـ أرواحنا له الفداء ـ هو أكبر الأعياد للمسلمين وللبشرية، و حين يظهر إن شاء الله فإنه سينقذ البشرية بأسرها من
التردي ويقوم كل اعوجاج، يملأ الأرض عدلاً بعدما ملئت جوراً. فالأرض الآن ـ التي ربما ستكون بعد الآن أسوأ مما هي عليه
أيضاً ـ مملوءة بالجور. فالانحراف موجود في جميع النفوس حتى في نفس الشخص الكامل وإن لم يعلم! والانحراف موجود في
الأخلاق والعقائد والأعمال.

علينا أن نعد أنفسنا لظهوره في أيام كهذه، هي أيام الله. إنني لا أستطيع أن أدعوه باسم زعيم إطلاقاً و بأي عبارة سوى أنه

خمینی کے خطابات کا وہ صفحہ جس پر اس نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناکام ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور خاتم الانبیاء ﷺ کو بھی دعوت وتبلیغ میں ناکام قرار دیا ہے۔

خمینی کا اعتراف کہ شیعہ کے نزدیک

امام مہدی منتظر کے ظہور تک کوئی جہاد نہیں ہے

ختام فيه مسائل:

مسألة ١ ـ ليس لأحد تكفل الأمور السياسية كاجراء الحدود والقضائية والمالية كأخذ الخراجات والماليات الشرعية إلا إمام المسلمين عليه السلام ومن نصبه لذلك.

مسألة ٢ ـ في عصر غيبة ولي الأمر وسلطان العصر عجل الله فرجه الشريف يقوم نوابه العامة ـ وهم الفقهاء الجامعون لشرائط الفتوى والقضاء ـ مقامه في إجراء السياسات وسائر ما للإمام عليه السلام إلا البدأة بالجهاد.

مسألة ٣ ـ يجب كفاية على النواب العامة القيام بالأمور المتقدمة مع بسط يدهم وعدم الخوف من حكام الجور، وبقدر الميسور مع الامكان.

مسألة ٤ ـ يجب على الناس كفاية مساعدة الفقهاء في إجراء السياسات وغيرها من الحسبيات التي من تحتص
عدمه فبمقدار الميسور الممكن.

مسألة ٥ ـ لا يجوز التولي للحدود
عن إجراء السياسات غير الشرعية،
يوجب الضمان ضمن، وكان فعله معص

مسألة ٦ ـ لو أكرهه الجائر على
الجائر ضامناً، وفي إلحاق الجرح بالقت
وقد أشرنا إليه سابقاً.

مسألة ٧ ـ لو تولى الفقيه الجامع
السياسات والقضاء ونحوها لمصلح
الشرعية، والقضاء على الموازين ال
التعدي عن حدود الله تعالى.

مسألة ٨ ـ لو رأى الفقيه أن تص

٤٣٥

خمینی کی کتاب ''تحریر الوسیلہ'' کا وہ صفحہ جس پر اس نے امام مہدی کے ظہور تک جہاد کے کالعدم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔

مکہ مکرمہ میں 1989ء کو بم دھماکے کرنے اور حجاج کرام کو قتل کرنے والے مُجرموں کو شیعہ کے نزدیک شہداء اور اولیاء اللہ کا درجہ حاصل ہے

اوپر والی تصویر میں ان تمام مجرموں کی تصاویر اور نام ہیں جو حرم مکی میں فتنہ وفساد میں شریک ہوئے۔

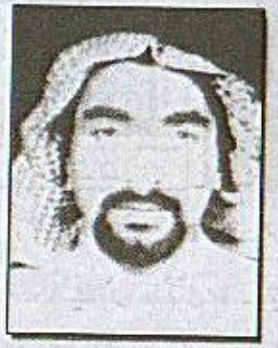

تصویر میں سعودی عرب کے شہر الخبر کے رہائشی پلازے میں بم دھماکہ کرنے والے دو بڑے مُجرموں کی تصاویر دی گئی ہیں۔

اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کا اعترافِ حقیقت کہ شیعوں میں اسرائیل کا دشمن دور دور تک دکھائی نہیں دیتا حتیٰ کہ دروز فرقے میں بھی ایسا کوئی دشمن موجود نہیں ہے، جبکہ میرے نزدیک اصلی دشمن فلسطینی تحریک آزادی کے مجاہد (دہشت گرد) ہیں جنہیں شامی حکومت کی حمایت حاصل ہے۔

حتى انني اقترحت اعطاء قسم من الأسلحة التي منحتها اسرائيل، ولو كبادرة رمزية، الى الشيعة الذين يعانون هم أيضا مشاكل خطيرة مع منظمة التحرير الفلسطينيّة. ومن دون الدخول في اي تفاصيل، لم أرَ يوما في الشيعة اعداء اسرائيل على المدى البعيد، ولا حتى في الدروز. فالطائفة الدرزية اليهودية اندمجت في كل ميادين مجتمعنا، ابتداء من عالم الأعمال حتى الجيش. وقولي هذا لا يعني أنني اعتبر الطائفة السنية اللبنانية عدوانية قسرا او عدوًّا لدودا. فهم يعيشون معنا بسلام منذ عشرين عاما، ولا دافع يحول دون ديمومة هذا التعايش مستقبلا. أمّا عدوّنا الحقيقي الذي رأيته هنا، فيتمثل بالمنظمات الارهابية الفلسطينية « وأرض فتح » المستقلّة، إضافة الى السوريين الذين يؤمّنون لهم الحماية والمساعدة.

استمرّ الحديث بضع ساعات، ولكن مع حلول الظلام كان لا بدّ من إنهائه حتى أرجع الى الشاطئ لموافاة الطائرة المروحيّة المكلّفة باعادتنا الى اسرائيل. وعلى رغم الحرب، شهدت الطرقات حركة س
الى ازدحام السيّارات. فكنّا نراوح مكاننا على
فساورني قلق بالغ بشأن موعدنا الذي انس

عندما وصلت أخيرا الى منزلي في ساعة
في انتظاري. فبادرتني بسؤالها : « كيف وجد
يقبّلون الأيادي ويقتلون في نفس الوقت ».

بعيد عودتي، قدّمت الى بيغن والحكومة الم
المواضيع المعالَجة بأدقّ تفاصيلها، وعارضا انطب
الضعف الكامنة عند المسيحيين. ولو لم أوطّ
العلاقات القائمة بين اسرائيل والمسيحيين وال
في القدس، في ١٨ شباط (فبراير) ١٩٨٢
الوزراء بشروط التدخّل الاسرائيلي المسلّح في لبنان : واصل الارهابيّون هجوماتهم

٥٨٤

المصدر: مذكرات أريل شارون - ترجمة أنطوان عبيد - مكتبة بيسان. بيروت

حزب اللہ لبنانی اور عراقی دہشت گرد تنظیم "بدر"
کے مضبوط تعلقات کی منہ بولتی تصویر

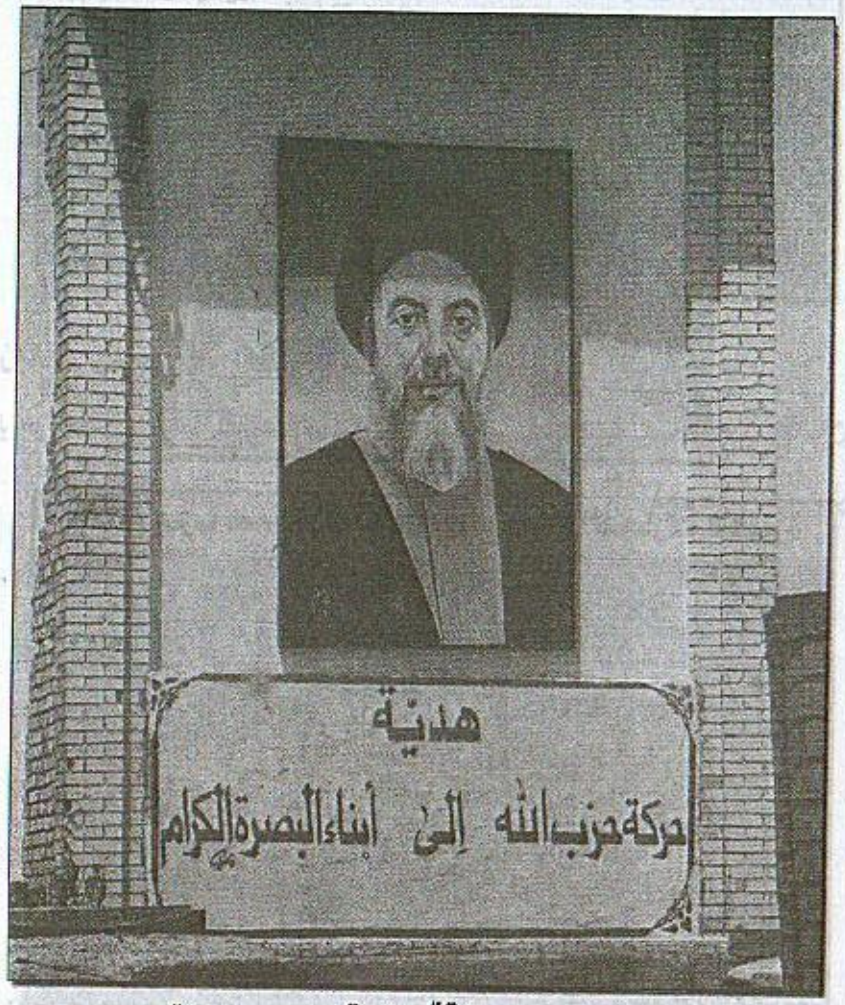

حزب اللہ کی طرف سے بصرہ کی تنظیم بدر کو تحفے میں دی جانے والی تصویر۔

ابولؤلؤ مجوسی کی قبر پر شیعوں کا جشن

اوپر والی تصویر: ابولؤلؤ کے مزار کا مین دروازہ ہے۔

(ابولؤلؤ مجوسی وہی لعین ہے جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس لئے شیعہ اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنے کیلئے اس روز جشن مناتے ہیں جس روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا)۔ تصویر کے ساتھ والے کتبے پر حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "الجبت" (بت یا جادوگر)، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو "طاغوت" (شیطان) اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو "نعثل" (نر بجو یا بے وقوف بوڑھا) کہا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

کویتی حزب اللہ کے ایرانی تعاون کے ساتھ
کویتی جہاز الجابریہ اغوا کرنے کی کہانی اخبارات کی زبانی

الوفد الكويتي وصل مشهد للمشاركة في اتصالات تحرير "الجابرية"

الخاطفون من جماعة "حزب الله"

■ الافراج عن ٢٤ راكبة .. والكويتيون ما زالوا في الطائرة

■ جولات سفر بحرينية وعراقية مزودة مع الخاطفين

عربي اتصل هاتفيا بصباح الاحمد

جریدہ ''القبس'' 1988ء کی ہیڈ لائن: اغوا کنندگان حزب اللہ کے ارکان ہیں۔ کویتی وفد مشہد پہنچ گیا ہے تاکہ جہاز کو آزاد کرانے والے وفد میں شرکت کر سکے۔ تصویر میں اغوا ہونے والا جہاز دکھایا گیا ہے۔ حزب اللہ کے 37 افراد جہاز کے اغوا میں تعاون کے لئے بیروت سے ایران روانہ ہوئے۔

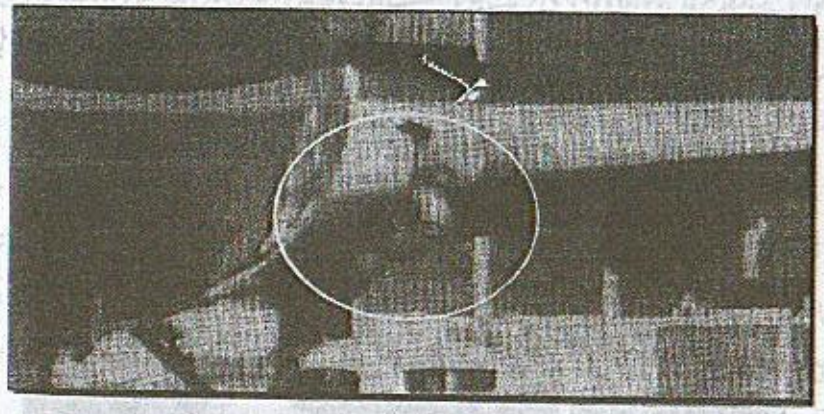

1988ء کو کویتی حزب اللہ نے کویت کا ''الجابریہ'' جہاز اغوا کر لیا اور پھر ایک مسافر کو قتل کر کے اس کی لاش جہاز سے نیچے پھینک دی، جیسا کہ تصویر میں نظر آ رہا ہے۔

کویت کے امیر شیخ جابر الاحمد الصباح رحمہ اللہ

نے اپنے اوپر قاتلانہ حملے کی ناکامی کے بعد ٹیلی وژن پر اعلان کیا تھا کہ یہ قاتلانہ خودکش حملہ کویتی حزب اللہ نے کیا ہے۔ کویتی امیر جناب جابر الاحمد الصباح اور شیخ صباح الاحمد نے بیان جاری کیا کہ کویت میں ہونے والے تمام بم دھماکوں میں کویتی حزب اللہ ملوث ہے۔

● سمو الامير يتحدث من على شاشة تلفزيون الكويت

منظمة حزب الله في الكويت وراء جميع الانفجارات الأخيرة

● الامير جابر الاحمد الصباح

● الشيخ صباح الاحمد

تمام معلومات کا مرجع کویتی جریدہ ''القبس'' سے لیا گیا ہے۔

حسن نصر اللہ، اہلِ سنت مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے

امریکہ اور اسلامی بیداری کی تحریکیں: حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری

حسن نصر اللہ کے نزدیک کچھ اسلامی جماعتیں اُمت مسلمہ کے لئے عظیم خدمات سرانجام دے رہی ہیں جبکہ بعض دوسری جماعتیں امریکہ اور اسرائیل کی خدمات میں مصروف ہیں اگرچہ وہ اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں۔

حسن نصر اللہ نے اس بات کی تردید کی کہ ہم متعصب ہیں بلکہ ہم پوری دنیا میں اسلام کا نام لینے والوں کے ہمقدم ہیں، خواہ وہ کوئی بھی تحریک ہو یا شخصیت ہو۔ کچھ ایسی تحریکیں ہیں جو اسلامی ہونے کی دعویدار ہیں لیکن وہ شیعہ اور مختلف سنی فرقوں کو کافر قرار دیتی ہیں۔ وہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کو قتل کر رہی ہیں۔ ان کا اولین مقصد ہی ہر اس شخص کو قتل کرنا ہے جو ان کے فکر و نظر اور منصوبوں سے متفق نہ ہو۔

اس نے مزید کہا کہ میں وہابی تحریک کی تحدید و تعیین کر کے کہتا ہوں کہ یہ تحریک بیت المقدس کی آزادی کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہی۔ بلکہ یہ دشمن کے ساتھ معاملات طے کر رہی ہے اور امریکی مفادات کی خاطر اُمت مسلمہ کو فتنوں میں ڈال رہی ہے۔۔۔۔۔ ہم تحقیق کرنے والوں سے کہتے ہیں ہم یہ بات ہرگز قبول نہیں کریں گے کہ تم وہابی تحریک کو اسلامی یا اسلامی بیداری کی تحریک شمار کرو۔ [الأمان میگزین، شمارہ نمبر 149، 31 مارچ 1995ء]

بحرینی حزب اللہ کا ایرانی مدد سے حکومت بحرین کا تختہ الٹنے کی کوششوں کا ثبوت

حسین المدیفع

تدربنا في معسكرات حزب الله بلبنان على الاسلحة والرماية والمتفجرات

حسین المدیفع اقرار کرتا ہے کہ ہم نے حزب اللہ کے لبنانی معسکرات میں جدید اسلحہ، نشانہ بازی اور بم دھماکوں کی تربیت لی تھی۔ اور تربیت کے تمام اخراجات ایرانی حکومت نے برداشت کئے تھے۔

14 مارچ 1966ء کو حزب اللہ بحرین کی بربریت اور دہشت گردی کی جھلک۔

عراقی علمائے اہلِ سنت کے قتل کے لئے شیعی بدر تنظیم کا خفیہ پلان

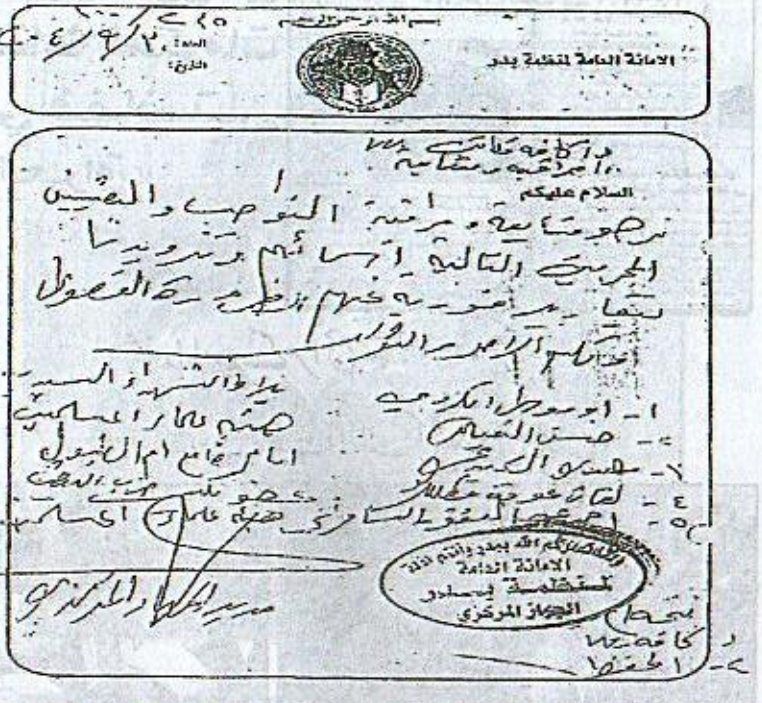

صورة أحد علماء السنة بالعراق بعد ان مثل بجثته رحمه الله

صورة الشيخ حسن النعيمي هيئة علماء المسلمين بعد تعذيبه و اغتياله رحمه الله

عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر و اشاعت کے لئے شیعی خفیہ منصوبے کی تفصیل

عراق میں اسلامی انقلابی مجلس اعلیٰ کی طرف سے تمام مکاتب اور ذیلی برانچوں کے قائدین کے لئے رخفیہ اور فوری حکم۔

ایران کے ''اسلامی انقلاب'' کے مرشد اعلیٰ آیۃ اللہ العظمیٰ علی خامنہ ای کی ہدایات اور نگرانی میں نیز شیعی شعار ''علی کے شیعہ ہی غالب ہوں گے'' کے تحت قم شہر میں شیعی مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا تا کہ عالمِ اسلام میں تشیع کی نشر و اشاعت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس اجلاس میں تمام جماعتوں کے قائدین مراجع، حوزات کے لیڈر دینی اور سیاسی قائدین اور باشین نے شرکت کی۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل سفارشات پر اتفاق کیا گیا ہے۔

1- ایک عالمی شیعی تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی ہے جس کا نام ''منظمۃ مؤتمر الشیعی العالمی (عالمی شیعی مجلس مشاورت) ہوگا۔ اس کا ہیڈ آفس ایران میں ہوگا اور اس کی برانچیں پوری دنیا میں ہوں گی۔ تنظیم کی کمیٹیاں اور ان کے فرائض طے ہوں گے اور مجلس کا اجلاس ہر مہینے ہوگا۔

2- ہر ملک کی موجودہ حالت کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور عراق میں ہمارے کامیاب تجربے سے استفادہ کیا جائے گا۔ پھر باقی ملکوں میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ ان میں اہم ترین سعودی عرب ہے جو وہابی کافروں کا قلعہ ہے۔ اُردن ہے جو یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔ اسی طرح یمن، کویت، مصر، امارت، بحرین، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں اسے لاگو کیا جائے گا۔ خمینیہ اور عشرینیہ منصوبوں پر فوری عمل شروع کیا جائے۔ (یعنی پنج سالہ اور دس سالہ پلان پر فوری عمل شروع کر دیا جائے۔)

3- پوری دنیا میں تمام تنظیموں اور جماعتوں کی غیر سرکاری عسکری فوج بنائی جائے یہ کام عسکری اداروں میں اپنے افراد داخل کر کے، امن و امان کے اداروں، حساس اداروں میں داخل کر کے کیا جائے۔ ان کے لئے خصوصی بجٹ مقرر کیا جائے اور انہیں ہمارے سعودی، یمن اور اُردنی بھائیوں کے تعاون کے لئے تیار کیا جائے۔

4- ہر میدان میں عورتوں کے تمام وسائل اور ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے، تا کہ تمام جغرافیائی